

جدید ایڈیشن  
پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید احمد

# حیات

## مولانا احمد رضا خاں بریلوی



ادارۃ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی



<http://t.me/Tehqiqat>

حیات

مولانا احمد رضا خان بابر پوری

جدید اپڈیشن

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد  
ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، پاکستان

## جملہ حقوق عکس و طباعت بحق ادارہ محفوظ ہیں

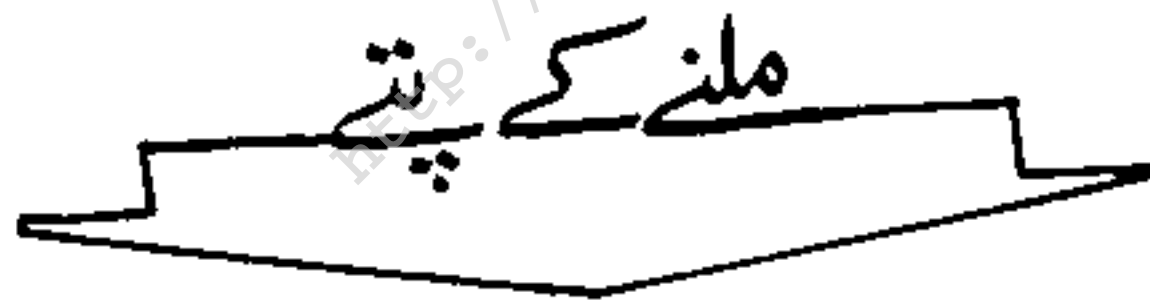
کتاب ————— حیاتِ مولانا احمد رضا خاں بریلوی (جدید ایڈیشن)  
مصنف ————— پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد  
صفحات ————— ۱۹۲

اشاعت ————— بار چہارم  
سن طباعت ————— ۱۳۳۰ھ / ۱۹۵۵ء

تعداد ————— گیارہ سو

نگرانِ طباعت ————— اقبال احمد اختر القادری

ہدیہ ————— مجلد / ۷۰ روپے (آرٹ کارڈ / ۵۰ روپے)  
ناشر ————— ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا



- ملنے کے پتے
- ۱۔ المختار پبلی کیشنز، ۲۵، جاپان مینشن، رضا چوک، رینگل صد کراچی فون ۷۷۲۵۱۵۰
  - ۲۔ ادارہ مسعودیہ، ۶/۲، ۵، ای، ناظم آباد، کراچی
  - ۳۔ مکتبہ قادریہ، داتا دربار مارکیٹ لاہور
  - ۴۔ مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ لاہور
  - ۵۔ مکتبہ رضویہ، کراچی

Printed by Al-MUKHTAR Publication Karachi Ph # 7725150



# انتساب

حضرت شیخ احمد سرمنہدی مجدد الف ثانی کے  
نام جن کے افکار و نظریات نے چودھویں صدی ہجری  
کے مفکرین و مجددین کی رہنمائی کی اور ملت اسلامیہ  
کو منزل تک پہنچایا ہے

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان  
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار  
(اقبال)



## عرض ناشر



”حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی“ امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و خدمات پر خالص علمی و تحقیقی نوعیت کی اولین کوشش ہے جس کی تصنیف و ترتیب اور ماخذ و مواد کو جمع کرنے میں ماہر رضویات علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی نے بڑی محنت و جانفشانی کی ہے۔۔۔۔۔ اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۱ء میں سیالکوٹ سے شائع ہوا جبکہ دو ایڈیشن ہندوستان سے بھی شائع ہوئے۔۔۔۔۔ اس کتاب کی ملکی و بین الاقوامی سطح پر علمی حلقوں میں نہایت پذیرائی ہوئی۔۔۔۔۔ پاکستان میں عرصہ سے یہ کتاب نایاب تھی، اس کی علمی و مطالعاتی اہمیت کے پیش نظر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے حضرت مصنف سے از سر نو ترتیب کے ساتھ ساتھ ایک بسیط تقدیم کے اضافہ کی درخواست کی۔۔۔۔۔ ہم ماہر رضویات علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے ممنون ہیں کہ انہوں نے توجہ فرمائی اور ادارہ نے اہل علم و تحقیق کی اس ضرورت کو پورا کرنے کی سعادت حاصل کی۔۔۔۔۔ محترم حاجی عبداللطیف قادری صاحب (سیکرٹری اطلاعات، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا) کے بھی خصوصی شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اس اہم کتاب کی اشاعت پر نہ صرف ہمت افزائی کی اور مشوروں سے نوازا بلکہ دامے، درہمے، قدمے، سخنے ہر طرز تعاون کیا۔

میں امید ہے کہ اس کتاب کا جدید ایڈیشن اہل علم سے ستائش کا ذریعہ بنے گا۔۔۔۔۔ ۵۔۔۔۔۔ اس اہم اشاعت پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرسجود ہوتے ہوئے دعا گو ہیں کہ ہمیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت علمی کے امین حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے افکار کو عام کرنے میں یونہی کامیابی عطا فرماتا رہے۔ آمین

(سید وجاہت رسول قادری، صدر)





# تقديم

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد



مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) کے  
 وصال سے ۱۹۸۰ء تک کوئی ایسی سوانح نہیں لکھی گئی جو جدید علمی دنیا کے  
 سامنے پیش کی جا سکے۔ محدث بریلوی کے نامور شاگرد اور خلیفہ علامہ  
 محمد ظفر الدین قادری رضوی (م ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۳ء) نے ”حیات اعلیٰ حضرت“  
 کے عنوان سے ۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۸ء میں چار جلدوں پر مشتمل ایک ضخیم سوانح  
 مرتب کی تھی۔ جس کی پہلی جلد شائع ہو سکی۔ باقی تین جلدیں شائع نہ  
 ہو سکیں۔ اب سنا ہے کہ پٹنہ (بھارت) میں طباعت کی تیاریاں ہو رہی  
 ہیں، خدا کرے یہ جلدیں شائع ہو جائیں۔ ”حیات اعلیٰ حضرت“ کو جدید  
 سوانحی تقاضے پورے نہیں کرتی مگر اس کے مندرجات تحقیقی نقطہ نظر سے  
 نہایت اہم اور قابل اعتماد ہیں، کوئی فاضل اس کو از سر نو مدون کریں،  
 کیا اچھا ہو کہ حضرت مصنف علیہ الرحمہ کے فاضل صاحبزادے محقق شہیر  
 پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین آرزو (وائس چانسلر مولوی مظہر الحق عربک اینڈ پرنسپل یونیورسٹی پٹنہ)  
 اس طرف توجہ فرمائیں اور یہ کام کر گزریں۔ ”حیات اعلیٰ حضرت“ کے  
 علاوہ چند دوسری سوانح بھی شائع ہوئی ہیں مثلاً مولانا حسین رضا خان علیہ الرحمہ  
 کی سیرت اعلیٰ حضرت (پہلی بھیت ۱۹۸۳ء) مفتی محمد برہان الحق جبل پوری کی

اکرام امام احمد رضا (لاہور، ۱۹۸۱ء)، ظہورِ افسر کی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی ایک نظریں (انگریزی، کراچی ۱۹۹۳ء) انگریزی میں ایک مختصر سوانح ڈربن (افریقہ) سے بھی شائع ہوئی ہے، مولانا بدرالدین قادری کی سوانح اعلیٰ حضرت (لاہور، ۱۹۶۳ء) وغیرہ وغیرہ۔

تقریباً ۱۹۶۸ء میں مرکزی مجلسِ رضا، لاہور کے قیام کے بعد عسین المہنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی تحریک سے رضویات پر تسلسل سے کام شروع ہوا جو اب تک جاری ہے۔ رضویات پر جو ادارے کام کر رہے ہیں ان میں سرفہرست یہ ادارے نظر آتے ہیں، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (کراچی، اسلام آباد)، رضا فاؤنڈیشن (لاہور)، رضا اکیڈمی (لاہور)، المجمع الاسلامی، مبارک پور (بھارت)، رضا اکیڈمی، بمبئی (بھارت)، رضوی سنی سوسائٹی انٹرنیشنل، ماریشس، رضا اکیڈمی، اسٹاک پورٹ (انگلستان) وغیرہ وغیرہ۔ محدث بریلوی کے مختلف پہلوؤں پر بہت کام ہوا ہے، مگر سوانح پر ابھی تک خاطر خواہ کام نہ ہو سکا، گزشتہ ۲۸ برس میں جو کام ہوا ہے اس کی کچھ تفصیلات راقم کی تالیف امام احمد رضا اور عالمی جامعات (کراچی ۱۹۹۸ء) میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

راقم کی ایک مختصر سوانح حیات فاضل بریلوی کے عنوان سے ۱۹۷۸ء میں لاہور سے شائع ہوئی تھی، اسی سال انگریزی میں ایک تحقیقی مقالہ لاہور سے شائع ہوا۔ پھر ۱۹۸۱ء میں ذرا مفصل سوانح "حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی" کے عنوان سے سیالکوٹ سے شائع ہوئی، اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے، پیش نظر ایڈیشن بھی اسی کا ہے۔

پروفیسر رحمت اللہ (تامل ناڈو، بھارت) نے اس کا انگریزی میں ترجمہ



۷

کیا جو ۱۹۹۵ء میں کراچی سے شائع ہوا۔ اسی کتاب کا ایک بنگلہ ایڈیشن چانگام سے شائع ہوا۔۔۔۔۔ بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد (پاکستان) کے ادارہ تحقیقات اسلامی کے ماہنامہ ”فکر و نظر“ میں محدث بریلوی پر ایک تحقیقی مقالہ تین قسطوں میں (اپریل، مئی، جون ۱۹۸۰ء) شائع ہوا بعد میں یہ مقالہ پاکستان اور ہندوستان سے کئی بار کتابی صورت میں شائع ہوا، ۱۹۸۲ء میں راقم کا ایک سوانحی مقالہ بعنوان ”اجالا“ لاہور سے شائع ہوا۔ اس کے متعدد اردو اور انگریزی ایڈیشن پاکستان، بھارت اور افریقہ سے شائع ہوئے۔ ۱۹۸۶ء میں ایک تحقیقی مقالہ ”رہبر و رہنما“ کے عنوان سے شائع ہوا، اس کے کئی اردو اور انگریزی ایڈیشن مختلف ممالک سے شائع ہوئے۔ ایک تحقیقی مقالہ پاکستان ہجرہ کونسل کے ایک عظیم منصوبہ کے لئے لکھا تھا جس کا عربی ترجمہ مولانا محمد عارف اللہ مصباحی (مبارک پور) نے کیا۔ یہ ترجمہ ۱۹۹۱ء میں کراچی سے شائع ہوا، پھر ۱۹۹۳ء میں ”محدث بریلوی“ کے عنوان سے اس کا اردو ایڈیشن کراچی سے شائع ہوا۔۔۔۔۔ ان مقالات کے علاوہ کئی تحقیقی مقالات پاکستان، ایران، اردن کے انسائیکلو پیڈیا کے لئے قلم بند کئے، جن کے عربی اور فارسی میں ترجمے ہوئے۔ ایک عربی ترجمہ جو علامہ مفتی محمد نصر اللہ خان افغانی نے کیا تھا ”فقیہ العصر“ کے عنوان سے کراچی سے ۱۹۹۳ء میں شائع ہوا۔

المختصر محدث بریلوی کی سوانح کے حوالے سے راقم نے مسلسل کئی تحقیقی مقالات قلم بند کئے اور دوسرے بہت سے فضلاء نے بھی مسلسل لکھا، مگر راقم نے گزشتہ ۲۵ سالوں میں محدث بریلوی پر جو کام کیا ہے اس کو محمد عبدالستار طاہرنے کتابی صورت میں بعنوان ”مسعود ملت اور رضویات“ (مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۲ء) مرتب کیا ہے (مسور)

پھر بھی ایک بسیط سوانح کی ضرورت ہے۔ ۱۹۸۲ء میں راقم نے محدث بریلوی کی ایک بسیط سوانح کے لئے ”دائرہ معارف امام احمد رضا بریلوی“ کے عنوان سے پندرہ جلدوں کا ایک خاکہ مرتب کیا تھا جو ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے شائع کیا۔ مقصد یہ تھا کہ محققین ایک ایک جلد کو اپنی تحقیق کا عنوان بنا کر مقالات لکھیں اور ڈگریاں حاصل کریں پھر مختلف محققین کا یہ سارا سرمایہ ایک انسائیکلو پیڈیا کی صورت میں شائع کر دیا جائے۔ مگر حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب ایک ہی جلد کے مختلف ابواب کو محققین نے ڈاکٹریٹ کے مقالات کا عنوان بنا کر ڈگریاں حاصل کیں۔ اس سے محدث بریلوی کی شخصیت کی عظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مندرجہ ذیل محققین اب تک محدث بریلوی کے مختلف پہلوؤں پر مختلف جامعات سے ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں:-

- (۱) ڈاکٹر حسن رضا خان، پٹنہ یونیورسٹی، بھارت
  - (۲) پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد عبدالباری صدیقی، سندھ یونیورسٹی، پاکستان
  - (۳) پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، کراچی یونیورسٹی، پاکستان
  - (۴) ڈاکٹر ادشا سانیال، کولمبیا یونیورسٹی، امریکہ
  - (۵) ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، روہیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی، بھارت
  - (۶) ڈاکٹر سراج احمد بستوی، کانپور یونیورسٹی، بھارت
- الازہرہ یونیورسٹی، قاہرہ (مصر) میں بھی کام ہوا ہے، ازہرہ یونیورسٹی کے استاد سید عازم محمد احمد عبدالرحیم المحفوظ نے محدث بریلوی کے عربی کلام کو بعنوان ”بساتین الغفران“ مرتب کیا جو ۱۹۹۷ء میں لاہور اور کراچی سے شائع ہوا۔ موصوف ہی نے اس عنوان سے ایک تحقیقی مقالہ قلم بند کیا۔



”الامام الاکبر المجدد محمد احمد رضا خان والعالم العربی“  
یہ مقالہ ۱۹۹۸ء میں لاہور اور کراچی سے شائع ہو گیا ہے۔ مولوی  
مشتاق احمد (ریسرچ اسکالرشپ یونیورسٹی) نے محدث بریلوی پر ۱۹۶۸ء میں  
ایم۔ فل کیا ہے۔ مولانا مختار احمد سدیدی اسی یونیورسٹی سے محدث بریلوی  
پر تحقیق میں مصروف ہیں پھر میں جمعیتہ اصتقاء الامام احمد رضا بھی قائم ہو رہی ہے۔  
راقم کی خواہش تھی کہ محدث بریلوی کی بسیط سوانح مرتب کی جاتی مگر  
راقم عدیم الفرستی کی وجہ سے ابتدائی مواد جمع کر سکا، ۱۹۹۸ء میں یہ کام ڈاکٹر  
عبدالنعیم عزیز (بریلی) اور ڈاکٹر مجید اللہ قادری (کراچی) کے سپرد کیا ہے۔  
کچھ پیش رفت ہوئی ہے، خدا کرے یہ کام بھی مکمل ہو جائے۔ چونکہ اس  
وقت تک محدث بریلوی کے شایان شان کوئی سوانح شائع نہ ہو سکی،  
اس لئے کچھ ضروری ترمیم کے بعد راقم کی تالیف ”حیات مولانا احمد رضا خان  
بریلوی“ شائع کی جا رہی ہے۔ یہ کتاب ان حضرات کے لئے لکھی گئی تھی  
جو محدث بریلوی کی طرف سے غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں اس لئے اس کا  
مزاج عقیدت مندانہ نہیں بلکہ خالص علمی ہے جس کے لئے عقیدتمندان اعلیٰ  
حضرت سے معذرت خواہ ہوں۔ محدث بریلوی کے مخالفین نہ معلوم  
کیوں محدث بریلوی پر تحقیق کی مزاحمت کرتے ہیں۔ مدت ہوئی شریعت  
کورٹ کے ایک مرحوم جج نے راقم کو بتایا کہ انہوں نے کراچی یونیورسٹی  
میں ڈاکٹریٹ کے لئے محدث بریلوی پر ایک عنوان رجسٹرڈ کرایا، بعد میں  
متعلقہ شعبہ کے جو صدر آئے انہوں نے شدید مزاحمت کرتے ہوئے صاف  
صاف فرما دیا کہ کراچی یونیورسٹی میں محدث بریلوی پر ڈاکٹریٹ ہو ہی  
نہیں سکتی، کوئی دوسرا عنوان لیں، چنانچہ جج صاحب نے دوسرا عنوان لیا۔

جب وہ ڈاکٹریٹ کر کے — مزاحمت کرنے والے یہ بزرگ اُمم القریٰ  
یونیورسٹی، مکہ مکرمہ میں اخصتار ہیں۔ مگر ان مزاحمتوں کے باوجود اسی کراچی  
یونیورسٹی سے پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے محدث بریلوی کے ترجمہ  
قرآن کنزالایمان اور دوسرے معروف اُردو تراجم پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری  
لے لی۔ اسی یونیورسٹی میں دوسرے فضلا، بھی محدث بریلوی پر تحقیقی  
مقالات لکھ رہے ہیں۔ اسی قسم کی مزاحمت کا سامنا ازہر یونیورسٹی، قاہرہ  
میں بھی کرنا پڑا مگر جناب مشتاق احمد صاحب نے بھی ایم فل کی ڈگری لے  
لی۔ ۱۹۸۰ء میں ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کے ماہنامہ ”فکر و نظر“  
میں محدث بریلوی پر راقم کا مقالہ شائع ہوا تو سندھ یونیورسٹی کے ایک  
سن رسیدہ فاضل و محقق نے اپنے دیرینہ رفیق ادارہ مذکور کے ڈائریکٹر  
کی سخت فہمائش کی مگر اب جو ہونا تھا وہ ہو چکا تھا۔ ۱۹۷۱ء  
میں راقم کا مقالہ ”فاضل بریلوی ترک موالات“ لاہور سے شائع ہوا۔ اس  
میں سید احمد بریلوی کی تحریک بالاکوٹ کے متعلق راقم نے اپنی رائے کا اظہار  
کیا تھا جو مزعومہ اور موہومہ تاریخ سے مختلف تھی، تو پنجاب یونیورسٹی، لاہور  
کے ایک محقق پروفیسر سخت ناراض ہو گئے اور علم و دانش کے حوالے سے جو  
تعلق تھا وہ زندگی بھر کے لئے منقطع کر لیا۔ ان خفگیوں، ناراضگیوں  
اور مزاحمتوں کی ایک طویل داستان ہے اور اب تو یہ مزاحمت محدث بریلوی  
پر کام کرنے والوں کے لئے نیک شگون بن گئی ہے۔ جب یہ خبر آتی ہے تو  
فقیر کامیابی کی بشارت دیتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ مزاحمت کرنے والے  
بھی دُعا کے مستحق ہیں، ان کی مزاحمت سے رحمتِ الہی جوش میں آجاتی ہے  
اور منزل مزید قریب ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو حضور انور صلی اللہ علیہ



کے اس ارشاد پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

”علم مومن کی کھوٹی ہوئی میراث ہے، جہاں ملے لے لو“

آخر میں راقم ادارہ کے جملہ اراکین کا ممنون ہے کہ وہ

علمی و دینی خدمت میں دل و جان سے حصہ لے رہے ہیں، مولیٰ تعالیٰ

سب ہی کو دارین میں اپنی بیکراں نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین علیہ و علیٰ آلہ و ازواجہ و اصحابہ وسلم۔

احقر محمد سعید احمد عفی عنہ

۱۷/۲ سی۔ پی۔ ای۔ سی ایچ سوسائٹی

کراچی پاکستان

۲۳ شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ

۱۳ دسمبر ۱۹۹۸ء

کس منہ سے کہوں رشکِ عنادل ہوں میں  
شاعر ہوں فصیح بے مماثل ہوں میں

حقاً کوئی صنعت نہیں آتی مجھ کو  
ہاں یہ ہے کہ نقصان میں کامل ہوں میں

آئینہ کو سنہ



- (۱) — مباہرات
- (۲) — علوم قدیمہ و جدیدہ
- (۳) — درسیات و فقہیات
- (۴) — ردِّ بدعات
- (۵) — ادبیات
- (۶) — سیاسیات
- (۷) — وصال، اولاد، اخلاف، احباب
- (۸) — تصنیفات
- (۹) — تحقیقات
- (۱۰) — ماخذ و مراجع



# حیات مولانا احمد رضا بریلوی



نہ مرا نوشتش ز تحسین، نہ مرا نوشتش ز طعن  
نہ مرا گوشش بہ مدح، نہ مرا ہوشش ذمے  
منعم و کنج خمولے کہ نہ گنجد دروئے  
جز من و چند کتابے و دوات و قلمے

رحمًا





(۱)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی، نسباً بیٹھان، مسدکاً حنفی، مشرباً قادری اور  
 مولداً بریلوی تھے۔ آپ کے والد ماجد مولانا محمد تقی علی خاں (م ۱۲۹۶ھ / ۱۸۸۰ء)  
 اور جد ماجد مولانا محمد رضا علی خاں (م ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۶ء) اپنے عہد کے ممتاز علماء و  
 صوفیہ میں شمار کیے جاتے تھے، مولانا بریلوی نے اپنے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش"  
 (۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۶ء) میں ان دونوں حضرات کا اس طرح ذکر کیا ہے ع  
 احمد ہندی رضا ابن تقی ابن رضا لے

مولانا بریلوی نے اپنی دیگر تصانیف میں بھی دونوں کے حالات زندگی بیان  
 کیے ہیں، یہاں مختصراً یہ حالات پیش کیے جاتے ہیں: —

## مولانا محمد رضا علی خاں

مولانا محمد رضا علی خاں ۱۲۲۴ھ میں پیدا ہوئے، ۲۳ برس کی عمر میں  
 علوم معقولہ و منقولہ سے فارغ ہوئے۔ عابد و زاہد، صاحب کرامت و

لے احمد رضا خاں: حدائق بخشش، مطبوعہ کراچی، ص ۵۸



صاحبِ خلق و کرم تھے، وعظ و تذکیر میں بلا کی تاثیر تھی۔ خلوت پسند تھے، کسی کا دل نہ توڑتے اور بُرے سے بُرے انسان کو بھی بُرا نہ سمجھتے تھے، سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کرتے تھے، لوگوں کو یہ آرزو ہی رہ گئی کہ وہ سلام میں پہل کریں، کبھی اپنے نفس کے لیے غضب ناک نہ ہوئے، حد تو یہ ہے کہ ایک بے دین نے آپ پر تلوار سے حملہ کیا تو اس کو معاف فرما دیا۔ اسی طرح ایک کنیز کے ہاتھوں آپ کا آٹھ سالہ لڑکا محمد عبداللہ خاں مارا گیا تو آپ نے اس کو آزاد فرما دیا۔ اتباع سنت میں اپنی نظیر آپ تھے۔ ۱۲۸۲ھ میں انتقال فرمایا، ۲ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۲ھ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ ۱۸۶۶ء

مولانا احمد رضا خاں نے اپنے جد امجد کی ولادت، ختم درس اور وصال کے متعلق مندرجہ ذیل تاریخیں کہی ہیں:

لمیر مثلہ النظر	جدی کان عالمًا
حجة کل من غیر	بہجۃ جل من مضمی
دان لزمرة الزمر	بان برمنہ الزمر
طیف جمالہ السحر	قلت لطائف سری
سیدنا الرضا الابر	تعلم عام اذا ولد
قلت نظرت قال ذر	قال رأیت انجنا
قال اضاءنا القمر	قلت فکیف نہدی
قال انخاء الدمار	قلت ختام درسه
قال مجل اعتره	قلت فعام نقله

۱۲۸۲ھ

۱۲۹۸ھ احمد رضا خاں: مجیر معظم شرح قصیدہ اکیر اعظم مشمولہ جوابہ البیان فی اسرار الارکان (۱۲۹۸ھ) ۱۸۸۰ء  
 ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۰ء ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۰ء  
 مطبوعہ مطبع صبح صادق، سیتاپور، ص ۲ (ترجمہ فارسی ملخصاً)

۱۲۸۲ھ ایضاً ص ۲

## مولانا محمد تقی علی خاں

مولانا محمد تقی علی خاں ۳۰ جمادی الآخرا یا یکم رجب ۱۲۳۶ھ کو پیدا ہوئے، والد ماجد مولانا محمد رضا علی خاں سے اکتساب علوم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جو وقت نظر، وحدت فکر، فہم صائب اور رائے ثاقب ان کو عطا فرمائی تھی معاصرین میں نظر نہیں آتی۔ عقل معاد اور عقل معاش دونوں کے جامع تھے۔ سخاوت، شجاعت، علوم سمیت، مروت اور صدقات و خیرات میں پیش پیش — غریبوں سے ملتے اور امیروں سے کنارہ کش رہتے، گستاخانِ رسول علیہ التحیۃ والتسلیم کا تعاقب فرما کر ان کے قتلے کو ختم کیا اور مناظرۃ دینی کا عام اعلان کیا جو ۲۶ شعبان ۱۲۹۳ھ کو اصلاح ذات بین ۱۲۹۳ھ کے تاریخی نام سے شائع ہوا ہے

۵ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۳ھ کو مارہرہ (یو۔ پی، بھارت) میں شاہ آل رسول احمدی (م ۱۲۹۰ھ) کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے اور تمام سناصل میں اجازت و خلافت حاصل کی۔ مولانا احمد رضا خاں بھی اسی نشست میں شاہ آل رسول سے بیعت ہوئے — شدید علالت کے باوجود ۲۶ شوال ۱۲۹۵ھ کو حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین طیبین کے لیے روانہ ہوئے مولانا احمد رضا خاں بھی ہمراہ تھے، مکہ مکرمہ میں سید احمد زین بنسہ دحلان علی (م ۱۲۹۹ھ) سے مکرر سناجازات حدیثی - ۳۰ ذیقعدہ ۱۲۹۶ھ کو بمر ۵ سال وصال فرمایا اور شب جمعہ والد ماجد کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ وصال کے روز نماز فجر پڑھ لی تھی، نماز ظہر سکر کے عالم میں ادا فرمائی

لے محمد تقی علی خاں: جوہر البیان فی اسرار الارکان، مطبوعہ ستیاپور

حالات مصنف از مولانا احمد رضا خاں، ص ۲۰۶ (ملخصاً)

۲۰ ایضاً، ص ۲۰۸، ملخصاً۔



آخری کلمہ "اللہ" ارشاد فرمایا اور آخری تحریر بسم اللہ الرحمن الرحیم یادگار چھوڑی۔۔۔ وصال کے وقت حاضرین نے دیکھا کہ سینے سے ایک نور اٹھا اور چہرے پر برق تابندہ کی طرح کو نکر غائب ہو گیا اور اسی کے ساتھ روح پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ !

مولانا احمد رضا خاں نے ولادت و وفات کی مندرجہ ذیل تاریخیں کہی ہیں:

## تواریخ ولادت

- |       |                                   |
|-------|-----------------------------------|
| ۱۲۳۶ھ | ۱۔ جاء ولی لقی الثیاب علی الشان   |
| ۱۲۳۶ھ | ۲۔ <u>رضی الاحوال بھئی المکان</u> |
| ۱۲۳۶ھ | ۳۔ <u>ہوا جل محققى الافاضل</u>    |
| ۱۲۳۶ھ | ۴۔ <u>شہاب المدققین الاماثل</u>   |
| ۱۲۳۶ھ | ۵۔ <u>قمری برج الشرف</u>          |
| ۱۲۳۶ھ | ۶۔ <u>بری من المحسوف والکلف</u>   |
| ۱۲۳۶ھ | ۷۔ <u>افضل سباق العلماء</u>       |
| ۱۲۳۶ھ | ۸۔ <u>اقدم حذاق الکرماء</u>       |

## تواریخ وفات

- |       |                                    |
|-------|------------------------------------|
| ۱۲۹۷ھ | ۱۔ <u>کان نہایت جمع العطاء</u>     |
| ۱۲۹۷ھ | ۲۔ <u>خاتم اجلة الفقہا</u>         |
| ۱۲۹۷ھ | ۳۔ <u>امین اللہ فی الارض ابدًا</u> |

۱۔ ایضاً، ص ۲۰۸، ملخصاً

۲۔ ایضاً، ص ۲۰۹، ملخصاً

- ۴۔ ان فقد نكك كلمة بها يهتدى  
 ۱۲۹۶ھ
- ۵۔ ان موتة العالم موتة العالم  
 ۱۲۹۶ھ
- ۶۔ وفاة عالم الاسلام تلمه في جميع الامام  
 ۱۲۹۶ھ
- ۷۔ خلل في باب العباد لا ينسد الى يوم القيام  
 ۱۲۹۶ھ
- ۸۔ يا غفور  
 ۱۲۹۶ھ
- ۹۔ لكل له شوايك يوم النشور  
 ۱۲۹۶ھ
- ۱۰۔ امنه حنة اعدت للمتقين  
 ۱۲۹۶ھ
- ۱۱۔ صلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله واهله جمعين  
 ۱۲۹۰ھ

## تصانيف

علوم دینیہ میں متعدد تصانیف یادگار ہیں۔ چنانچہ مولانا بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

”تصانیف اس جناب کی کہ سب مؤید دین و موکد لقین ہیں تینس کے قریب ہیں،  
 مندرجہ ذیل ۲۵ تصانیف قابل ذکر ہیں:

- ۱۔ الکلام الاوضع فی تفسیر سورة الم نشرح ۳  
 ۲۔ وسیلة النجاة ۲  
 ۳۔ سرور القلوب فی ذکر المحبوب ۵  
 ۴۔ جواهر البیان فی اسرار الامراکات ۲

۱۔ ایضاً ص ۲۰۹

- ۲۔ احمد رضا خان: ترجمہ حامی النبی فی معاد الام العلام، ۱۳۰۵ھ، بحوالہ اصول ارشاد لقمع ربانی الفساد، مطبوعہ سیالپور، ۱۸۸۱ء، صفحہ ۲
- ۳۔ علوم کثیرہ پر ضخیم جلد
- ۴۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مبارک میں مجلد و سبب۔
- ۵۔ مین نول کشور، لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہے۔
- ۶۔ مطبع صبح صادق، سیالپور سے ۱۲۹۰ھ میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کے صرف ڈھائی صفحوں رقیبہ



۵. اصول الرشاد لقمع مبادئ الفساد
۶. هداية البرية الى التبرية الاحمدية
۷. اذاعة الاثام لما لى عمل المولد والمقام
۸. فضل العلم والعلماء
۹. انزاله الادھام
۱۰. تزكية الايمان رد تقوية الايمان
۱۱. الكوكب الزهر ارفى فضائل العلم وآداب العلماء
۱۲. المرآة الروية في الاخلاق النبوية
۱۳. النقاوة النقية في الخصائص النبوية
۱۴. لمعة البناس في آداب الاكل واللباس
۱۵. التمكن في تحقيق مسائل التزین
۱۶. احسن الوعا لآداب الدعاء

دلیقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۴ کی شرح میں مولانا احمد رضا خاں نے رسالہ "سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوری" تالیف فرمایا۔ مسعود

۱۸۸۰ء، یہ دونوں کتابیں ۱۲۹۸ھ میں ستیاپور (بھارت) سے شائع ہوئیں۔ مسعود

نوٹ: اس کتاب کے خاتمہ الطبع میں مطبع صبح صادق، ستیاپور کے کارپرداز محمد فرزند حسن نے لکھا ہے:

”اس کتاب اور دیگر چند کتب مصنفہ مولوی صاحب مغفور کا چھاپنا شروع ہوا تھا۔ اس عرصے

میں مولوی صاحب مغفور نے ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۶ھ کی ۲۹ تاریخ کو اس دارفانی سے ملک

جاوردانی کی طرف انتقال فرمایا۔“ (ہدایۃ البریۃ، ص ۴۸)

۱۸۸۰ء بریلی (بھارت) سے شائع ہوئی۔

۱۸۸۰ء کے اس سالے کی تخریج احادیث میں مولانا احمد رضا خاں نے رسالہ "النجوم الثواقب فی تخریج احادیث الکواکب" تصنیف فرمایا

۱۸۸۰ء کے اس سالے کی تخریج احادیث میں مولانا بریلوی کا ضمیمہ ذیل المدعا لاجن او عا بھی شامل ہے۔ مسعود

۱۷. انصیر المخاطبه فی المحاسبة والمراقبه -

۱۸. هداية المشاق الى سیر الانفس والافاق

۱۹. ارشاد الادب الى آداب الاحتساب

۲۰. اجمل الفکر فی مباحث المذکر

۲۱. عین المشاهده لحسن المجاهده

۲۲. تشوق الاقوال الى طرقت عبدة الله

۲۳. نهائة السعادة فی تحقیق المهمة والارادة -

۲۴. اقوی المذریعة الى تحقیق الطريقة والشريعة -

۲۵. ترویج الامرواح فی تفسیر سورة الانشراح له

مندرجہ بالا کتب رسائل میں نمبر ۱۰ سے نمبر ۲۰ تک کی خود مولانا تقی علی خاں نے

تسویڈ تبلیض فرمائی اور نمبر ۲۰ تک کے لیے مولانا احمد رضا خاں نے

لکھا ہے کہ یہ مسودات کی شکل میں ہیں۔ چنانچہ وہ خود تبلیض فرما کر ایک محلہ میں شائع

کریں گے۔ بعض نامکمل مسودات کا بھی مولانا بریلوی نے ذکر کیا ہے مگر ان کی تبلیض

تکمیل کی ان کو فرصت نہ مل سکی۔ ۲



۱۔ محمد تقی علی خاں: جوہر البیان فی اسرار الارکان، حالات مصنف از مولانا احمد رضا خاں، ص ۲۰۷

۲۔ ایضاً، ص ۲۰۷ (ملخصاً)



(۱)

# مبادیات

حسب و نسب ——— ولادت ——— تحصیل علم

اساتذہ ——— سند حدیث ——— بیعت

سفر حرمینہ ———

مولانا احمد رضا خاں کی ولادت ۱۰ شوال المکرم ۱۳۴۲ھ مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۸۵۶ء کو بریلی (یو۔ پی بھارت) میں ہوئی۔ "محمد" نام رکھا گیا، جدا مجد مولانا محمد رضا علی خاں نے احمد رضا تجویز کیا اور یہی مشہور ہوا۔ تاریخی نام "المختار" (۱۳۴۲ھ) سے یہ

مولانا بریلوی نے اپنے والد ماجد اور دوسرے اساتذہ سے تحصیل علوم کی، ابتدائی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے مولانا بریلوی کہتے ہیں:

اے نضر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت (۱۹۳۸ء)، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۵۸

### نوٹ

حیات اعلیٰ حضرت کے مؤلف مولانا نضر الدین بہاری (۱۳۸۲ھ - ۱۹۹۲ء) ہندوستان کے مشہور معروف دانشور ڈاکٹر محمد ارالدین آرزو (سابق صدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کے والد ماجد اور مولانا بریلوی کے شاگرد و خلیفہ تھے۔ مولانا بریلوی اپنے ایک مکتوب (محررہ ۵ شعبان ۱۳۲۸ھ بنام خلیفہ تاج الدین) میں مولانا نضر الدین کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کرمی مولانا محمد نضر الدین صاحب قادری سلمہ، فقیہ کے یہاں کے اعز طلبہ سے ہیں۔ اور بجاں عزیز، ابتدائی کتب کے بعد یہیں تحصیل علوم کی اور اب کئی سال سے میرے مدرسہ (منظر اسلام) میں مدرس اداس کے علاوہ کار افتاد ہیں میرے معین ہیں۔"

(حیات اعلیٰ حضرت، ص ۲۴۴) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)



” میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتب پڑھتا تھا جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے، ایک دو مرتبہ میں دیکھ کر کتاب بند کر دیتا، جب سبق سنتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) — مولانا ظفر الدین بہاری صاحب تصنیف عالم تھے مندرجہ ذیل تصانیف ان سے یادگار ہیں :

- (۱) مؤذن الاوقات (۱۳۳۵ھ)، مطبوعہ لاہور ۱۹۱۹ء
- (۲) اعلام الاعلام باحوال العرب قبل الاسلام (۱۳۳۱ھ) ۱۹۲۲ء
- (۳) نہایۃ المنتہی شرح ہدایۃ المبتدی (۱۳۳۲ھ) ۱۹۲۳ء
- (۴) الافادات الرضویہ (۱۳۳۴ھ) ۱۹۲۵ء
- (۵) زواج الایام (۱۳۳۵ھ) ۱۹۲۶ء
- (۶) جامع الرضوی معروف بہ صحیح بہاری (۱۳۳۵ھ) ۱۹۲۶ء
- (۷) دل چپ مکالمہ (۱۳۳۴ھ) ۱۹۲۸ء
- (۸) تسہیل الوصول الی علم الاصول (۱۳۳۸ھ) ۱۹۲۹ء
- (۹) نافع البشر فی فتاویٰ ظفر (۱۳۳۹ھ) ۱۹۳۰ء
- (۱۰) نصرۃ الاصحاب باقسام ایصال ثواب (۱۳۵۲ھ) ۱۹۳۵ء
- (۱۱) الانوار اللامعہ من الشمس البارغہ (۱۳۵۵ھ) ۱۹۳۶ء
- (۱۲) تنویر السراج فی بیان المعراج (۱۳۵۶ھ) ۱۹۳۷ء
- (۱۳) المفوائد التامہ فی اجوبہ الامور العامہ (۱۳۵۷ھ) ۱۹۳۸ء
- (۱۴) تحفۃ العظمیٰ فی فضائل العلماء (۱۳۶۵ھ) ۱۹۳۶ء
- (۱۵) سند الفرار المہاجر بہام (۱۳۶۶ھ)، مطبوعہ پٹنہ ۱۹۳۶ء

مسعود

تو حرف بگفت، لفظ بلفظ سنا دیتا۔ روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے، ایک دن مجھ سے فرمانے لگے :-

” احمد میاں یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن، مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی۔“ اے

مولانا احمد رضا نماں بریلوی نے جن حضرات سے پڑھا اور جن سے سند حدیث فقہ حاصل کی ان میں مندرجہ ذیل حضرات قابل ذکر ہیں :

- (۱) شاہ آل رسول مارھروی <sup>۱۲۹۷ھ</sup> (م۔ ۱۸۷۹ء)
- (۲) مولانا لقی علی خاں <sup>۱۲۹۷ھ</sup> (م۔ ۱۸۸۰ء)
- (۳) شیخ احمد بن زین دحلان کت <sup>۱۲۹۹ھ</sup> (م۔ ۱۸۸۱ء)
- (۴) شیخ عبدالرحمان سراج مکی <sup>۱۳۰۱ھ</sup> (م۔ ۱۸۸۳ء)
- (۵) شیخ حسین بن صالح <sup>۱۳۰۲ھ</sup> (م۔ ۱۸۸۳ء)
- (۶) شاہ ابوالحسین احمد النوری <sup>۱۳۲۳ھ</sup> (م۔ ۱۹۰۶ء)
- (۷) مرزا غلام قادر بیگ <sup>۱۳۰۱ھ</sup> (م۔ ۱۸۸۳ء)
- (۸) مولانا عبد العلی رام پوری <sup>۱۳۰۳ھ</sup> (م۔ ۱۸۸۵ء)

۱۔ نضر الدین بہاری، حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص ۳۲

۲۔ ایضاً، ص ۳۵ و سند اجازت بنام مولوی عبدالواحد مجریہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ مخزنہ قاری عبد الطیف ظہری (گڑھی پنودہ، امرتسر)

۳۔ ایضاً، ص ۳۳ و سند اجازت مذکور

۴۔ احمد رضا خاں: الاجازات المتینہ لعلمائے مکتہ والمدینہ، النسخۃ الاولیٰ، مشمولہ رسالہ سنویہ، جلد دوم، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۹ء ص ۳۰، ۳۱، ۳۵

۵۔ نضر الدین بہاری۔ حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص ۳۲

۶۔ محمود احمد قادری، تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کراچی ۱۳۹۱ھ ص ۱۱۳

(ب) نضر الدین بہاری، حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص ۳۳



نواب رام پور، کلب علی خاں نے مولانا عبدالحق خیر آبادی سے پڑھنے کا مشورہ دیا تھا،  
مولانا بریلوی کی مولانا خیر آبادی سے ملاقات بھی ہوئی اور علمی گفتگو بھی مگر پڑھنے کی نوبت  
نہ آئی۔

مولانا بریلوی کا سلسلہ اسناد مندرجہ ذیل علمائے اعلام سے ملتا ہے :

(۱) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م۔ ۱۱۶۶ھ - ۱۶۶۲ع)

(۲) مولانا محمد عبدالعلی لکھنوی (م۔ ۱۲۳۵ھ - ۱۸۲۰ع)

(۳) شیخ عابد السنذی المدنی (م۔ ۱۲۹۶ھ - ۱۸۶۸ع)

مولانا بریلوی ۱۲۹۳ھ میں شاہ آل رسول مارہروی (م۔ ۱۲۹۶ھ - ۱۸۶۸ع) سے

بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت حاصل کی۔ مولانا بریلوی کو ۱۳ سے زیادہ سلاسل  
طریقہ میں اجازت و خلافت حاصل تھی جس کا ذکر انہوں نے "الازۃ المکیۃ میں کیا ہے۔"

۱۲۹۵ھ میں مولانا بریلوی پہلی بار حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین کے  
لیے حاضر ہوئے اور ۱۳۲۳ھ میں دوسری بار حاضر ہوئے۔ دونوں دفعہ حرمین  
طیبین میں جو آپ کی پذیرائی ہوئی اس سے دربار رسالت میں آپ کی مقبولیت کا  
اندازہ ہوتا ہے۔

۱۔ احمد رضا خاں: الاجازۃ الرضویۃ لمجل مکتہ البھیۃ - ص ۳۱۶ - ۳۱۸  
۲۔ تفصیلاً کے لیے راقم کی تالیف "فاضل بریلوی علمائے مجازہ کی نظر میں" (مطبوعہ لاہور) ملاحظہ کریں۔  
مسعود

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ  
وَاللَّهْلِ إِذَا يَجْأَىٰ

یارب عطا ہو مجھ کو ولا اُن کے نام کی  
شیدا پہ جن کے آتش دوزخ حرام کی!

صدقہ اُنھیں کا اُن کے غضب سے بچا مجھے!  
دشمن پہ جن کے نعمتِ جنت حرام کی!



(۲)

# علوم قدیمہ و جدیدہ

تعداد علوم	کمالیات علمیہ	قرآن
حدیث	فقہ	ریاضی
حیاء و نجوم	فلسفہ جدید و قدیمہ	صوتیات
توقیت	تکسیر	جفر
لوکارشم	مثلث کروی	

(۲)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے جن علوم و فنون کی تحصیل اپنے اساتذہ اور ذاتی مطالعے سے ان کی تعداد ۵۵ تک پہنچتی ہے، یہ تمام تفصیلات مولانا بریلوی نے اس عربی سند اجازت میں دی ہے جو حافظ کتب الحرم مولانا سید اسماعیل خلیل مکی کو عنایت کی۔ ۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو زبانی اجازت دی۔ ۶ صفر ۱۳۲۴ھ کو سند کا مسودہ تیار کیا اور ۸ صفر ۱۳۲۴ھ کو مبیضہ تیار ہوا۔ اس سند کا تاریخی نام ہے :

### الاجازة الرضویة لبجل مكة البهية

اس سند میں مولانا بریلوی نے مندرجہ ذیل علوم و فنون کا ذکر کیا ہے :

- (۱) علم قرآن (۲) علم حدیث (۳) اصول حدیث (۴) فقہ حنفی
- (۵) کتب فقہ حنبلیہ (۶) اصول فقہ (۷) جہل منہب (۸) علم تفسیر
- (۹) علم العقائد و الکلام (۱۰) علم نحو (۱۱) علم صرف (۱۲) علم معانی
- (۱۳) علم بیان (۱۴) علم بدیع (۱۵) علم منطق (۱۶) علم مناظرہ
- (۱۷) علم فلسفہ (۱۸) علم تفسیر (۱۹) علم مہبت (۲۰) علم حساب
- (۲۱) علم مندرجہ۔

مندرجہ بالا اکیس علوم کے بارے میں مولانا بریلوی لکھتے ہیں :

”یہ اکیس علوم ہیں جنہیں میں نے اپنے والد قدس سرہ الماجد سے حاصل کیا ہے ان علوم و فنون کے بعد مندرجہ ذیل علوم و فنون کا ذکر کیا ہے :

- (۲۲) قرأت (۲۳) تجوید (۲۴) تصوف (۲۵) سلوک (۲۶) اخلاق
- (۲۷) اسرار الرجال (۲۸) سیر (۲۹) تواریخ (۳۰) لغت (۳۱) ادب و فنون

۱۰۰ احمد رضا خاں : الاجازة الرضویة لبجل مكة البهية ص ۳۰۱ (مشمولہ رسائل رضویہ جلد دوم) ص ۳۰۱



ان دس علوم کے بارے میں لکھا ہے :-

ان علموں کی بھی اجازت دیا ہوں جنہیں میں نے اساتذہ سے بالکل نہیں پڑھا ہے  
نقاد علمائے کرام سے مجھے ان کی اجازت حاصل ہے لہٰذا پھر ان علوم و فنون کا ذکر لیا ہے:

(۲۲) ارشماطیتی (۳۳) جبر و مقابلہ (۳۴) حساب سینٹی (۳۵) لونا و ثنائیت

(۳۶) علم التوقیت (۳۷) مناظر و مریا (۳۸) علم الاکر (۳۹) زیجات

(۴۰) مثلث کروی (۴۱) مثلث مسطح (۴۲) ہیئت جدیدہ (۴۳) مربعات

(۴۴) جبر (۴۵) زائرجیہ

ان چودہ علوم کے بارے میں لکھا ہے :

ان علموں کی اجازت دیا ہوں جنہیں میں نے کسی افادہ بخش استاد سے حاصل

نہیں کیا، نہ پڑھ کر، نہ سن کر، نہ باہمی گفتگو سے لے

اور پھر آخر میں لکھا ہے :

تو گویا یہ انیسواں علم ایسے میں جن کی تعلیم صرف آسمانی فیض سے مجھے

حاصل ہوئی ہے

اس کے بعد مندرجہ ذیل علوم و فنون کے بارے میں بھی لکھا ہے کہ ان کی تعلیم کسی استاد

سے حاصل نہیں کی ہے

(۴۶) نظم عربی (۴۷) نظم فارسی (۴۸) نظم ہندی (۴۹) نشانی (۵۰) نشانی فارسی

(۵۱) شرمندی (۵۲) خط نسخ (۵۳) خط نستعلیق (۵۴) تملات مع تجوید

(۵۵) علم الفرائض -

۱۔ ایضاً ص ۳۰۳

۲۔ ایضاً ص ۳۰۷

۳۔ ایضاً ص ۳۱۵

۴۔ ایضاً ص ۳۱۵

۳۰

اس قدر علوم و فنون کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

اللہ کی پناہ میں نے یہ باتیں فخر اور خواہ مخواہ کی خود ستائی کے طور پر بیان نہیں کیں بلکہ منعم کریم کی عطا فرمودہ نعمت کا ذکر کیا ہے، میرا یہ دعویٰ بھی نہیں کہ ان میں اور ان کے علاوہ دیگر حاصل کردہ فنون میں بہت بڑا ماہر ہوں۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی اپنی حیرت انگیز اور محیر العقول فطری ذکاوت کی وجہ سے بہت جلد فارغ التحصیل ہو گئے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :

” میں نے جب پڑھنے سے فراغت پائی اور میرا نام فارغ التحصیل علماء میں شمار ہونے لگا اور یہ واقعہ نصف شعبان ۱۳۸۶ھ کا ہے۔ اس وقت میں تیرہ سال دس ماہ پانچ دن کا تھا، اسی روز مجھ پر نماز فرض ہوئی تھی اور میری طرف شرعی احکام متوجہ ہوئے تھے۔“

مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے جن بکثرت علوم و فنون کا ذکر کیا ہے ان میں سے بعض میں ان کو تبحر حاصل تھا جس کا اندازہ ان علوم و فنون میں ان کی مطبوعہ اور قلمی تصانیف سے ہوتا ہے۔ علم قرآن میں ان کا ترجمہ اردو امتیازی نشان رکھتا ہے جو کنز الایمان (ترجمہ القرآن) کے نام سے ۱۳۳ھ میں منظر عام پر آیا۔ پھر اس پر ان کے خلیفہ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی (م ۱۳۶۶ھ) نے خزائن العرفان فی تفسیر القرآن کے نام سے تفسیری حواشی لکھے۔ آج کل اس ترجمے کے کراچی اور لاہور وغیرہ سے بکثرت اڈیشن شائع ہو رہے ہیں۔

۱۵ ایضاً، ص ۳۱۵۔

۱۶ ایضاً، ص ۳۰۹ (غالباً بعض اہل دانش اسی حیرت انگیز ذکاوت کی وجہ سے مولانا بریلوی کے لیے —  
Super-Genius اور Super Man جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں)  
۱۷ اس کا انگریزی ترجمہ جو چکا ہے جو بریڈ فورڈ (انگلستان) میں محفوظ ہے مسودہ  
۱۸ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی کے تفصیلی حالات کے لیے راقم کی تالیف ”تحریک آزادی ہند اور  
السواد الاعظم“ (مطبوعہ لاہور ۱۹۶۹ء) مطالعہ کریں۔

مولانا بریلوی نے جس عاقبت اندیشانہ احتیاط کو پیش نظر رکھا ہے وہ دوسرے تراجم میں نظر نہیں آتا، یہاں صرف سورہ رحمن کی آیت نمبر ۱ کے ترجمے کا تقابلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

يَمْعَشَرُ الْجِبَّ وَالْأَنْسِ اِنْ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفِذُوا مِنْ  
اَقْطَارِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ فَانْفِذُوا اِطْلَا تَنْفِذُونَ  
الْاَبْسُلُطُنَ ۝

- (۱) شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (م ۱۲۲۳ھ) (۱۸۱۸ء)  
” اے جماعت جنوں کی اور آدمیوں کی اگر طاقت رکھتے ہو تم یہ کہ پیٹھ جاؤ بیچ کنارہ آسمانوں کے اور زمین کے پس پیٹھ جاؤ، نہ پیٹھ جاؤ گے تم مگر ساتھ غلبہ کے لے“  
(۲) مولوی نذیر احمد دہلوی (م ۱۳۲۲ھ) (۱۹۱۳ء)  
” اے گروہ جن انسان اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے (ہو کر کہیں) نکل بھاگو تو نکل دیکھو مگر کچھ ایسا ہی زور سے نکلو (اور وہ تم میں نہ سے اور نہ موج سے)“  
(۳) مولانا اشرف علی تھانوی (م ۱۳۶۲ھ) (۱۹۴۳ء)  
” اے گروہ جن اور انسان کے اگر تم کو یہ قدرت سے کہ آسمان اور زمین کی حدود سے کہیں باہر نکل جاؤ تو (مہم بھی دیکھیں) نکلو! مگر بدون زور کے نہیں نکل سکتے (اور زور سے نہیں)“  
(۴) مولانا احمد رضا خاں بریلوی (م ۱۳۳۰ھ) (۱۹۲۱ء)  
” اے جن اور انسان کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین

۱۔ قرآن شریف مترجم، مطبوعہ تہذیبی پبلسنگ ڈکس، دہلی ۱۹۳۲ء، ص ۶۹، ۷۰  
۲۔ قرآن مجید مترجم، مطبوعہ مطبع قاسمی، دہلی ۱۳۲۳ھ، ص ۵۹۶  
۳۔ القرآن الحکیم مع ترجمہ تفسیر مولانا اشرف علی تھانوی، تاج کینی، لاہور و کراچی، ص ۲۸۱



کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ، جہاں نکل جاؤ گے اسی کی سطنٹ

ہے، اے (۱۳۳۰ھ)

منذربالاجمہ میں لفظ "سطنٹ" کا ترجمہ مولوی رفیع الدین دہلوی نے غلبہ کیا ہے، مولوی نذیر احمد دہلوی اور مولوی اشرف علی تھانوی نے "زور" کیا ہے مگر مولوی احمد رضا نال بریلوی نے سطنٹت کیا ہے ۱۷ جس نے دورِ جدید کی خلائی تحقیقات سے پیدا ہونے والی تمام ہجیدگیوں کو یکسر ختم کر دیا۔

نوائے وقت (لاہور) کے کالم نگار میاں عبدالرشید نے "الاسطنٹن" کا ترجمہ "مگر سلطان کے ذریعہ" ۱۷ کیا تھا۔ کیپٹن شفیق احمد (پی۔سی۔ایس) نے جس تعاقب کرتے ہوئے لکھنا:

"یہ ترجمہ پڑھ کر ایک دست نے مجھ سے اس خیال کا اظہار کیا کہ پھر امریکی اور

روسی خلائی جہاز زمین کی حدود کو پار کر کے چاند پر کیسے اتر سکتے ہیں؟۔

ایسا خیال دوسرے بھائیوں کو بھی آسکتا ہے۔

میں نے بطور تحقیق قرآن پاک کے تین چار مستند تراجم دیکھے۔ مولانا مفتی محمد احمد رضا

کا ترجمہ (مطبوعہ نسخہ قرآن پاک تاج کینی لمیٹڈ) صحیح معلوم ہوا جو فارمین کرام کی

خدمت میں پیش ہے۔ انھوں نے بہت پہلے اس آیت کا یوں ترجمہ کیا تھا:

۶۲۳ ۱۷ (۱) کنز الایمان فی ترجمہ القرآن مع خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، المجدد احمد الیومی، کراچی، ص

(ب) کنز الایمان فی ترجمہ القرآن، چاند کینی، لاہور، ص ۷۶،

۱۷ مفتی اعظم محمد مظہر الدہلوی (م ۱۳۶۶ھ) نے بھی "سطنٹن" کا ترجمہ سطنٹ ہی

کیا ہے (قرآن شریف مترجم مطبوعہ دہلی ۱۳۶۱ھ) ص ۵۹۶، لیکن چونکہ یہ ترجمہ

مولانا بریلوی کے ترجمے کے لیے ہوا ہے اس لیے ممکن ہے کہ مولانا بریلوی کے ترجمہ سے

اشنفاہہ کیا گیا ہو۔

۱۷ نوائے وقت (لاہور)، شمارہ ۱۳۰، اگست ۱۹۷۵ھ)

” اے جن انسان کے کردہ اگر تم سے ہو سکے تو آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ، جہاں نکل کر جاؤ گے، اسی کی سلطنت ہے۔“  
 لفظ "الْاِسْطِن" کا ترجمہ اردو میں "مگر اسی کی سلطنت" درست ہے۔ لفظ "سُلْطَن" کا انگریزی ترجمہ "اتھارٹی" یا "کنٹرول" ہے، مفہوم یہ ہے کہ انسان جہاں کہیں بھی جا سکے وہ اللہ تعالیٰ کے اختیار و قابو سے باہر نہیں جاسکتا۔ لے  
 کیپٹن شفیق احمد کے تاثرات کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد باقر نے میر  
 نوائے وقت کے نام ایک مکتوب (عنوان "سورہ رحمن کی آیت کی وضاحت") میں  
 لکھا ہے :-

مکرمی !!

آپ کے موقر حریفے میں کیپٹن شفیق احمد خاں صاحب کے توجہ دلانے  
 پر راقم نے عربی لغت کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ "سلطن" کے  
 معنی "سلطنت" (DOMINATION) لغات میں موجود ہیں  
 (کوڈن، ص ۴۲۲، چرٹرس، ص ۷۰۱) لہذا سورہ رحمن کی آیت.....  
 میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے "سلطن"  
 کا ترجمہ کر کے..... مذکورہ آیت کی تفہیم کو سادہ اور آسان کر دیا  
 ہے یعنی باری تعالیٰ کے ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ تم زمین اور آسمانوں سے  
 کتنا بھی پرے کیوں نہ نکل جاؤ بہر صورت تم میری سلطنت ہی میں رہو گے  
 ..... راقم شفیق احمد خاں صاحب کا ممنون ہے کہ انھوں نے دیگر تبہم  
 اور لغات سیر کے مقابلے میں اعلیٰ حضرت کے ترجمے کی طرف توجہ دلا کر ایک  
 مفید خدمت سرانجام دی ہے

۱۔ نوائے وقت (لاہور)، شمارہ ۱۶ ستمبر ۱۹۶۵ء، عنوان "سورہ رحمن کی آیت کا مستزاجہ"

۲۔ نوائے وقت (لاہور)، شمارہ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۵ء۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے ترجمہ قرآن کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے اس سلسلے میں مندرجہ ذیل خبر نظر سے گزری :

” اسلامک مشنری کالج ( بریڈ فورڈ، انگلستان ) کے چیئرمین ڈاکٹر فاطمی صاحب کے ذریعہ کویت یونیورسٹی میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے اردو ترجمہ قرآن کو انگریزی میں منتقل کرنے کا جو کام آج سے آٹھ ماہ پہلے شروع ہوا تھا وہ پایہ تکمیل کو پہنچ گیا، اب ایک انگلش فرم سے اس کی طباعت کے لیے رابطہ قائم کیا جا رہا ہے۔“

مولانا بریلوی کے ترجمہ قرآن پر متعدد مفاصلوں نے مقالات لکھے ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں : ۱۔

۱۔ سید محمد مدنی : امام احمد رضا اور اردو تراجم قرآن کا تقابلی جائزہ

۲۔ شیر محمد خاں اعوان : امام احمد رضا اور محاسن کنز الایمان ۳

۳۔ اختر رضا خاں ازھری : امام احمد رضا کا ترجمہ قرآن حقائق کی روشنی میں ہے

۴۔ حکیم الرحمن بھنوی : امام احمد رضا اور ترجمہ قرآن کی خصوصیات ۵

مولانا بریلوی نے ترجمہ قرآن کے علاوہ قرآن کریم کی جزوی تفسیر لکھی تھی چنانچہ مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی (م ۱۳۱۹ھ - ۱۹۰۱ء) کے عرس میں شرکت کے لیے بدایوں گئے تو وہاں کامل چھ گھنٹے سورہ الضحیٰ پر تقریر فرمائی اور بعد میں فرمایا کہ ”اس سورہ مبارک کی بعض آیات کی تفسیر لکھی تھی جو انہی جزئیات تک لکھ کر چھوڑ دی کہ اتنا وقت کہاں سے لاؤں کہ پورے قرآن کریم کی تفسیر لکھ سکوں“، اس میں شک نہیں اگر وہ

۱۔ مکتوب علامہ ارشد القادری از بریڈ فورڈ بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری، لاہور۔ مطبوعہ ماہنامہ

”رضائے مصطفیٰ“ (گوجرانوالہ)، شمارہ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۵ھ۔ ص ۹

۲۵۲ (دک، المیزان (بیبی) امام احمد رضا ممبر ۱۹۴۶ء، ص ۸۵ - ۱۵۶

(ب) انوار رضا، لاہور ۱۹۴۹ء، ص ۵۱ - ۱۶۱

۳۔ نضر الدین بہاری : حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص ۶۷



تفسیر قرآن لکھتے تو ترجمہ کی طرح اس کی بھی ایک امتیازی شان ہوتی۔  
 علم قرآن اور تفسیر کے علاوہ علم حدیث میں بھی مولانا بریلوی کو تبحر حاصل تھا  
 شیخ یسین احمد انجیری المدنی نے علم حدیث میں مولانا بریلوی کے تبحر کو سراہتے  
 ہوئے لکھا ہے : وہو امام المحدثین۔ وہ محدثین کے امام ہیں۔  
 مولانا بریلوی کے مندرجہ ذیل رسائل کے مطالعہ سے علم حدیث میں ان کی مہارت  
 کا اندازہ ہوتا ہے۔

- (۱) النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراہ عدی، التلید (۱۳۰۵ھ) ۱۸۸۷ء
- (۲) التہاد الکافی فی حکم المضاعف (۱۳۱۳ھ) ۱۸۹۵ء
- (۳) حاشیہ الجریح الواقی عن جمعہ السنن (۱۳۱۳ھ) ۱۸۹۵ء
- (۴) مدارج طبقات المحدث (۱۳۰۳ھ) ۱۸۹۵ء
- (۵) الاحادیث الروایہ لمدح الیہ معاویہ (۱۳۱۳ھ) ۱۸۹۵ء
- (۶) الفضل الموهبی فی معنی اذا صح الحدیث فہو مذہبی (۱۳۱۳ھ) ۱۸۹۵ء

۱۔ احمد رضا خان : البیوضا النکاح لدولة المکیہ (۱۳۲۶ھ) ۱۹۰۸ء

مطبوعہ کراچی، ص ۴۰۰

۲۔ گڑا پور (نارتھارکٹ) سے کا کا موبی نامی ایک مفتی نے ۱۳ رجب ۱۳۱۳ھ کو ایک استفتاء  
 بھیجا جس میں حدیث صحیح غیر منسوخ و غیر متردک (جس پر آئمہ اربعہ میں سے کسی نے عمل کیا ہو) پر  
 خفی لذب سنی مسلمان کے عمل کے بارے میں استفسار کیا اور استدلالاً امام ابو حنیفہ کا  
 دل اذا صح الحدیث فہو مذہبی پیش کیا۔ نیز ردالمحتار، مقامات منظری، عقد الجبید  
 وغیرہ سے اپنی تائید و حمایت میں حوالے پیش کیے۔

اس استفسار کے جواب میں مولانا بریلوی نے جو فاضلانہ بحث کی ہے اس سے علم حدیث  
 میں ان کے مقام و مرتبہ کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ (ملاحظہ ہو الفضل الموهبی فی معنی اذا صح الحدیث فہو

مذہبی ملقب بلقب تاریخی اعزاز النکات بجواب سوال ارکات (۱۳۱۳ھ)، مطبوعہ  
 طبع اہل سنت و جماعت، بریلی، ۲۷ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

علم فقہ میں مولانا بریلوی کو جو کمال حاصل تھا اس کا اندازہ ناظم ندوۃ العلماء لکھنو  
مولانا ابوالحسن علی ندوی کے ان تاثرات سے لگایا جاسکتا ہے :

میدر نظیرہ فی الاطلاع علی الفقہ الحنفی وجزئیاتہ لیشہد  
بذلک مجموع فتاواہ وکتابہ "کفل الفقیہ الفاہم فی احکام  
قرطاس الدر اہم" الذی الفہ فی مکة سنة ثلاث و  
عشرین وثلاث مائة والفیہ

(ترجمہ) فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر مولانا احمد رضا خاں کہ جو عبور حاصل ہے  
اس کی نظیر شاید ہی کہیں ملے اور اس دعویٰ پر ان کا مجموعہ فتاویٰ شاید ہی ہے نیز  
ان کی تصنیف "کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدر اہم" جو  
۱۳۲۳ھ میں مکہ معظمہ میں لکھی تھی۔

اور ایک جگہ لکھتے ہیں :

وان لعض الرسائل أثناء اقامة بالحرمین واجاب عن بعض  
المائل التي عرضت علی علماء الحرمین و اعجبوا بجزالة علمیه  
وسعة اطلاعه علی المتن الفقہیة والمسائل الخلافیة وسرعة  
تحریره وذكائه

(ترجمہ) حرمین شریفین کے قیام کے زمانے میں بعض رسائل بھی لکھے اور علماء حرمین  
نے بعض سوالات کیے تو ان کے جوابات بھی تحریر کیے، متون فقہیہ اور اختلافی مسائل

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)۔ دارالعلوم اشرفیہ، مبارک پور (ضلع اعظم گڑھ، بہارت)  
کے ناضل استاد مولانا افتخار احمد قادری نے اس رسالے کا عربی میں ترجمہ کیا ہے جو مجلس صفا، لاہور  
نے شائع کر دیا ہے۔ (مسودہ)

۱۔ عبدالحی لکھنوی: نزہتہ الخواطر و ہجیۃ المسامح والنواظر، الجزء الثامن، مطبوعہ حیدرآباد دکن  
۱۳۹۰ھ - ص ۳۹  
۲۔ ایضاً، ص ۳۹۔

پران کی ہمہ گیر معلومات، سرعت تحریر اور ذہانت کو دیکھ کر سب کے سب حیران  
شدہ رہ گئے۔

ان تاثرات سے اندازہ ہوتا ہے کہ نہ صرف پاک و ہند میں بلکہ حرمین شریفین میں  
بھی مولانا بریلوی کی فقہیت کا سکہ بیٹھا سوا تھا۔ علم فقہ میں مولانا بریلوی کی مہارت  
اور تبحر کا آئینہ اوراق میں تفصیل جائزہ لیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

علوم منقولہ کے علاوہ علوم معقولہ میں بھی مولانا بریلوی کو کمال حاصل تھا، مولانا ظفر الدین  
بہاری نے لکھا ہے کہ ۱۳۲۵ھ سے قبل ڈاکٹر ضیاء الدین (وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی  
علی گڑھ) نے علم المربعات کا ایک سوال اخبار دیدہ سکندری (رام پور) میں شائع  
کرایا کہ کوئی ریاضی وال اس کا جواب دے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی  
نے اس کا جواب شائع کرایا اور ساتھ ہی جواب کے لیے اپنی طرف سے ایک سوال  
شائع کرایا۔ ڈاکٹر ضیاء الدین کی نظر سے جب یہ جواب و سوال گزرا تو ان کو  
یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ ایک مولوی نے نہ صرف ان کے سوال کا جواب دے دیا بلکہ  
اپنی طرف سے ایک سوال بھی پیش کر دیا۔ ڈاکٹر ضیاء الدین نے مولانا بریلوی  
کے سوال کا جواب شائع کرایا، لیکن مولانا بریلوی نے اس کی تعلیظ کر کے ڈاکٹر صاحب  
کو اور حیرت میں ڈال دیا۔

یہ ابتدائی غائبانہ تعارف تھا اس کے بعد ڈاکٹر صاحب کو ریاضی کے  
ایک مسئلے میں مشکل پیش آئی جس کے لیے وہ جرمنی جانا چاہتے تھے مگر پروفیسر سید سلیمان  
اشرف بہاری (صدر شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) کے ایما پر وہ مولانا بریلوی

ڈاکٹر حسن رضا خاں نے مولانا بریلوی کے فقہی مقام پر پٹنہ یونیورسٹی (بھارت) میں ایک تحقیقی مقالہ پیش  
کیا ہے جس پر ان کو ۲۲ ستمبر ۱۹۴۹ء کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری مل گئی ہے۔ یہ مقالہ ۵۲۳ صفحات  
پر مشتمل ہے۔ مستور

(بجوالہ مکتوب ڈاکٹر حسن رضا خاں محرمہ ۲۴ ستمبر ۱۹۴۹ء از پٹنہ، بنام راقم الحروف)

مولانا ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول ص ۱۵۶ ملخصاً۔



کی خدمت میں حاضر ہوئے، پروفیسر موصوف، مولانا بریلوی کے خلیفہ تھے۔  
جب مولانا بریلوی کو ڈاکٹر صاحب کی آمد کی خبر ملی تو فطری طور پر ان کو خیال ہوا  
کہ جس شخص نے ساری عمر علم ریاضی کی تحصیل میں گزار دی، نہ معلوم وہ کیا کیا سوال  
کرے۔ مولانا بریلوی نے سید ایوب علی صاحب سے اپنے خیالات کا اظہار  
رتے ہوئے کہا:

”ڈاکٹر صاحب کے آنے سے پہلے ایک قسم کا خیال آتا تھا کہ انہوں نے اس  
علم کے حصول میں اپنی زندگی صرف کر دی ہے نہ معلوم کیا کیا سوالات کریں  
گے بخلاف اس کے یہاں تو صد ہا مصروفیتیں ہیں، خدا جانے میں جواب  
دے سکوں گا یا نہیں مگر سجد اللہ پروردگار عالم نے ان کی پوری تضحی کرا  
دی اور وہ بہت مسرور گئے۔“

جس وقت ڈاکٹر مسضیاء الدین حاضر ہوئے سید ایوب علی صاحب اور ان کے  
بھائی سید قناعت علی صاحب موجود تھے، ان دونوں نے اپنے چشم دید واقعات  
قلمبند کرائے ہیں۔ سید ایوب علی صاحب نے لکھا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے  
جب مسئلے کے بارے میں مولانا بریلوی سے پوچھا، فوراً حل نہ دیا۔ اس  
کے بعد ڈاکٹر صاحب نے علم ریاضی پر ایک عربی کتاب کا ذکر کیا جو مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ  
کی لائبریری میں موجود تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ وہ ایک عالم کے ساتھ یہ کتاب  
بھیجیں گے، مولانا بریلوی ان عالم کو پڑھا دیں پھر ان سے وہ خود پڑھ کر انگریزی  
میں ترجمہ کر لیں گے۔ چنانچہ وہ عالم کتاب لے کر آئے اور مولانا بریلوی نے ان  
کو پڑھایا۔

۱۵ ایضاً، ص ۱۵۰-۱۵۳ مختصاً

۱۶ ایضاً، ص ۱۵۳

۱۷ ایضاً، ص ۱۵۰-۱۵۳

۱۸ ایضاً، ص ۱۵۲-۱۵۳

مولوی محمد حسین میرٹھی (موجبہ طلسمی پریس) نے ۱۹۲۹ء میں شملے میں قیام کے دوران ڈاکٹر ضیاء الدین سے مولانا بریلوی اور ان کی ملاقات کا حال پوچھا تو انھوں نے فرمایا:

میرے سوال کا جو بہت مشکل اور لاجل تھا ایسا فی البدیہہ جواب دیا گیا اس مسئلے پر عرصہ سے ریسرچ کیا ہے۔ اب ہندوستان میں کوئی جاننے والا نہیں ہے۔

علم الفرائض سے علم ریاضی کا گہرا تعلق ہے، علم ریاضی سے واقفیت کے بغیر علم الفرائض سے متعلق فتوے نہیں دیے جاسکتے یہی وجہ ہے کہ پاک و ہند کے اکثر مفتی ایسے فتووں سے گریز کرتے رہے، متاخرین میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی علم الفرائض میں بڑی مہارت رکھتے تھے یہ اس لیے کہ دونوں علم ریاضی سے بخوبی آگاہ تھے، فتاویٰ رضویہ اور فتاویٰ مظہری کے مطالعہ سے اس حقیقت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

علم ریاضی کے علاوہ علم ہیئۃ و نجوم میں بھی مولانا بریلوی کو بڑا تبحر حاصل تھا۔ انگریزی اخبار ایکسپریس (شمارہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۹ء) میں امریکی منجم پروفیسر البرٹ کی یہ پیش گوئی شائع ہوئی کہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو سورج میں ایک بڑا سوراخ ہوگا جس کے اثر سے زمین پر طوفان اٹھیں گے، زلزلے اور آذھیال آئیں گی اور بعض علاقے صفحہ مستی سے مٹ جائیں گے۔ اس خبر سے پاک و ہند میں ایک مہمان پیدا ہو گیا۔ مولانا ظفر الدین بہاری نے مولانا بریلوی کو اس اخبار کا تراشہ بھیجا، مولانا بریلوی نے علم ہیئۃ و نجوم کی روشنی میں مدلل بحث کی اور یہ ثابت کیا کہ امریکی منجم کی پیش گوئی بالکل لغو اور غلط ہے، مولانا بریلوی نے مولانا ظفر الدین بہاری کے نام اپنے مکتوب (یکم ربیع الاول ۱۳۳۸ھ)

۱۵۵ ص ایضاً،

میں یہ بحث کی ہے جو ۸ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ جو کچھ مولانا بریلوی نے ثابت کیا، وہی ہوا، لیکن امریکی منجم کی یہ پیش گوئی علم ہیئت سے متعلق دو رسالوں کا دیباچہ بن گئی۔ مولانا بریلوی نے علم ہیئت سے متعلق اپنے رسالہ

الكلمة الملہمة فی الحكمة المعلمة لولاء فلسفة المشئة

(۱۳۳۸ھ  
۱۹۱۵ء)

کا سبب تصنیف بتاتے ہوئے لکھا ہے :

اس کی تقریب یوں ہوئی، ۱۸ صفر ۱۳۳۸ھ کو ولد اعز مولانا مولوی محمد طفر الدین بہاری اعلیٰ مدرس عالیہ سہسرام جبلہ التدرک کا سمہ طفر الدین نے ایک سوال بھیجا کہ امریکہ کے کسی مہندس نے دعویٰ کیا کہ ۷ اوسمبر ۱۹۱۹ء کو اجتماع سیارات کے سبب آفتاب میں آتنا بڑا داغ پڑے گا کہ اس کے باعث زلزلے آئیں گے، طوفان شدید آئے گا، ممالک برباد کر دیئے جائیں گے، یہ ہوگا، وہ ہوگا۔ غرض قیامت کا نمونہ بنایا تھا۔ یہ صحیح ہے یا غلط اس کا جواب چند ورق پر دے دیا گیا کہ یہ محض اباطل ہے اصل میں، نہ وہ اجتماعات سیارات اس تاریخ کو ہوگا جس کا وہ مدعی ہے، نہ جاذبیت کوئی حقیقت رکھتی ہے۔ اس کے ضمن میں بعض دلائل رد حرکت زمین لکھے جب انہیں طویل ہوتے دیکھا، جدا کر لیے اور رد فلسفہ جدیدہ میں بعونہ تعالیٰ کتاب فوز بن لکھی، اس کی تزیل نے رد فلسفہ قدیمہ کو تخریب کی ہے اس سے جدا کر کے مجددہ تعالیٰ یہ کتاب الکلمة الملہمة تیار ہوئی بلکہ

۱ ایضاً، ص ۲۹۱-۲۹۸

۲ فوز بین، ماہنامہ الرضا بریلی) میں قسط دار شائع ہوتی رہی، مذکورہ ماہنامہ کے دشمنوں سے (ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ و ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ) انہیں ترقی اردو کا کتب خانہ خاں (کراچی) میں موجود ہیں۔ پہلے شمارے کے صفحہ ۳۳ تا ۴۰ اور دوسرے شمارے کے صفحہ ۴۱ تا ۴۸ فوز بین کی دو قسطیں شامل ہیں۔ مستور  
۳ احمد رضا خاں : الکلمة الملہمة مطبوعہ دہلی ۱۹۴۴ء ص ۷۷ (باقی اگلے صفحہ پر)



فوزمبین کے لیے مزید صراحت کرتے ہوئے لکھا ہے :

بعونہ تعالیٰ فقیر نے رد فلسفہ جدید میں ایک مبسوط کتاب مسیحی بنام تاریخی :- - فوزمبین و حرکت زمین (۱۳۳۸ھ) لکھی جس میں ایک سٹو پانچ و لائل سے حرکت زمین باطل کی اور جاذبیت و نافریت وغیرہما نزعو مات فلسفہ جدیدہ پر روشن رد کئے گئے۔

پروفیسر مولوی حاکم علی (م ۱۹۳۳ھ) اسلامیہ کالج، لاہور میں یا ضنی کے استاد تھے اور اپنے فن میں یگانہ روزگار، آقائے بیدار سبخت (پرنسپل دارالعلوم السنۃ الشرقیہ، لاہور) موصوف کے شاگرد تھے۔ پروفیسر حاکم علی، مولانا بریلوی سے عقیدت رکھتے تھے، ان کے پاس آنا جانا تھا، اور علمی مسائل پر تبادلہ خیالات ہوتا رہتا تھا۔ چنانچہ حرکت زمین کے سلسلے میں پروفیسر موصوف اور مولانا بریلوی کے درمیان مراسلت ہوئی۔ ۱۳۱۳ھ (۱۹۲۱ء) حجابی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ کو پروفیسر حاکم علی نے مولانا بریلوی کو ایک خط لکھا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حرکت زمین کے سلسلے میں ان کی پہلے سے مراسلت ہو رہی تھی۔ پروفیسر موصوف، مولانا بریلوی کو لکھتے ہیں :

(البقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) — نوٹ : مولانا بریلوی نے الکلمۃ المہتمۃ کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں کے کہنے پر رد فلسفہ قدیم سے متعلق مباحث کو اس عنوان کے تحت مرتب کیا (۱) الکلمۃ المہتمۃ مطبوعہ دہلی، ص ۶)

مزید لکھا ہے :-

آج ۴۵ برس سے زائد ہوئے کہ بعد تعالیٰ فلسفہ کی طرف رخ نہ کیا، نہ اس کی کسی کتاب کو کھول کر دیکھا، اب اخیر عمر میں یہ کار نے اپنے کرم بے پایاں کا صدقہ بندہ عاجز سے یہ خدمت لی کہ دونوں فلسفوں کا رد کرے۔

نوٹ : ملامتہ ص ۶۶

۱۔ احمد رضا خاں : الکلمۃ المہتمۃ مطبوعہ دہلی، ص ۵

۲۔ پروفیسر حاکم علی کے حالات زندگی کے لیے مطالعہ کریں :

اقبال احمد فاروقی : تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور، مطبوعہ ریحانہ، ۱۹۵۵ء، ص ۲۸۵-۲۸۶

غریب نواز کرم فرما کر میرے ساتھ متفق ہو جاؤ تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ سائنس کو اور سائنس دانوں کو مسلمان کیا ہوا (پائیں گے) لے

مولانا بریلوی نے اس خط کے جواب میں ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا جس کا عنوان ہے:

نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان (۱۳۳۸ھ - ۱۹۲۰ء)

اس رسالے میں حرکت زمین پر مدلل بحث کرتے ہوئے پروفیسر حاکم علی کے دلائل کو رد کیا۔

فلسفہ جدید و قدیم صحیح بارے میں مولانا بریلوی کا انداز فکر مقلدانہ اور معذرتانہ

نہ تھا بلکہ مومنانہ اور مجتہدانہ تھا۔ قرآن و حدیث پر ان کو ایسا غیر متزلزل یقین تھا کہ

زمانہ کا کوئی انقلاب ان کو متاثر نہ کر سکا۔ پروفیسر حاکم علی کو ایک جگہ لکھتے ہیں:

”مجاہد! دل کو صحابہ کی عظمت سے ملو کر لینا فرض ہے، انھوں نے قرآن کریم

صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پڑھا، حضور سے اس کے معانی سیکھے، ان

کے ارشاد کے آگے اپنے فہم ناقص کی وہ نسبت سمجھنی بھی ظلم ہے جو ایک علمہ متبحر کے

حضور کسی جاہل، گنوار بے تمیز کو۔۔۔۔۔

مجاہد! صحابہ اور خصوصاً خلیفہ و عبد اللہ ابن مسعود جیسے صحابہ کی کیا یہ عظمت ہوئی

اگر تم خیال کریں جو معنی قرآن عظیم کے انھوں نے سمجھے، غلط ہیں، ہم جو سمجھے صحیح ہیں

— آپ کو اللہ عز و جل کی پناہ میں دیتا ہوں اس سے کہ آپ کے دل میں ایسا خطرہ

بھی گزرے **فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ** ۳

۱۔ احمد رضا خاں: نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان، مطبوعہ لونا ٹیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ

۲۔ یہ رسالہ علالت کے دوران تصنیف فرمایا جب کہ چلنے پھرنے اور اٹھنے بیٹھنے کے

بھی قابل نہ تھے، ایسی حالت میں یہ حضوری طبع حیرت انگیز ہے۔ نہ صرف یہ رسالہ بلکہ سیاسیات

سے متعلق بعض اہم رسائل بھی تصنیف فرمائے جن کا ذکر آگے آتا ہے۔ مسعود

۳۔ احمد رضا خاں: نزول آیات فرقان مطبوعہ لکھنؤ، ص ۸۔



اس تمہید کے بعد مولانا بریلوی نے اصل مسئلے پر بحث کی ہے اور آخر میں پروفیسر  
حاکم علی کی اس تحریر کے جواب میں جو ابتداء میں اوپر گزری، لکھا ہے :-  
محب فقیر! سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نصوص  
میں تاویلات و دراز کار کر کے سائنس کے مطابق کر لیا جائے، یوں تو  
معاذ اللہ، اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان  
ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اسے خلافت سے، سب میں مسئلہ  
اسلامی کو روشن کیا جائے، دلائل سائنس کو مردود و پامال کر لیا جائے،  
جہاں سائنس کے اقوال سے اسلامی مسئلے کا اثبات ہو، سائنس کا ابطال  
و اسکا تہو، یوں تالو میں آئے گی اور یہ آپ جیسے فہیم سائنس دان کو  
باذنہ تعالیٰ دشوار نہیں، آپ اسے بخشم پسند دیکھتے ہیں

وعین المنا عن کل عیب کلیۃ

مولانا بریلوی نے جس انداز فکر کی نشاندہی کی ہے اگر اس کو اپنایا جاتا تو آج ہمارے  
پڑھے لکھے نوجوان جدید افکار و خیالات سے اتنے مرعوب اور اسلامی فکر و خیال  
سے اتنے بیگانہ نظر نہ آتے بلکہ راقم کا تو یہ خیال ہے کہ خود سائنس دان قرآن سے روشنی  
حاصل کرتے تو جہاں وہ آج پہنچے ہیں، صدیوں قبل پہنچ چکے ہوتے۔ — نباتات  
جہاد میں زندگی کی جولانیاں، فضاؤں میں صداؤں کے جھگڑے، سرعت رفتار کی عجوبہ  
کاریاں، بحر و بر کی سحر سامانیاں، کرہ ارض و سموات کی زنگا زنگیاں، کائنات سماوی کی  
پامالیاں وغیرہ وغیرہ یہ سب باتیں قرآن پڑھنے والے کے لیے نئی نہیں، یہ تو بہت  
پرانی ہیں۔ — مگر جلوہ مغرب کی سحر کاری تو دیکھئے کہ ہر جانی پہچانی چیز، اجنبی  
اجنبی سی معلوم ہونے لگی!

آواز کی دنیا کی دریافت بہت بعد میں ہوئی۔ — مگر مسلمان صوفیہ اور علماء نے



اس کو بہت پہلے دریافت کر لیا تھا اور وہ وہ باتیں بتا دی تھیں جو شاید دورِ جدید کے انسان کے لیے حیران کن ہوں۔ — مولانا بریلوی نے ایک رسالہ تصنیف فرمایا جس کا عنوان ہے :

البيان شافيا لفونوغرافيا (۱۳۲۶ھ)

اس کا موضوع نظامِ فقہی ہے مگر حقیقت میں سائنسی ہے۔ سارے مباحث سائنس سے متعلق ہیں۔ اس سارے رسالے میں فونو گرافی اور فونو گرافی، کے فرق کو واضح کیا ہے پھر فونو گراف پر بحث کرتے ہوئے دو مقدمے تحریر فرمائے۔ — مقدمہ اولیٰ

میں یہ مباحث ہیں :

(۱) آواز کیا چیز ہے ؟

(۲) کیوں کر پیدا ہوتی ہے ؟

(۳) کیوں کر سننے میں آتی ہیں ؟

(۴) اپنے ذریعہ حدوث کے بعد، باقی رہتی ہے یا اس کے ختم ہوتے ہی فنا ہو جاتی ہے ؟

(۵) کان سے باہر بھی موجود ہے یا کان ہی میں پیدا ہوتی ہے ؟

(۶) آواز کس نہ کی طرف اس کی اضافت کیسی ہے، وہ اس کی صفت ہے یا کسی چیز کی ؟

(۷) اس کی موت کے بعد بھی باقی رہ سکتی ہے یا نہیں ؟

مندرجہ بالا نکات پر نا ضلانا اور محققانہ بحث کے بعد مقدمہ ثانیہ شروع

ہوتا ہے جس میں ان امور پر بحث ہے :

(۱) وجود فی الاعیان

(۲) وجود فی الالذبان

(۳) وجود فی العبارة

(۴) وجود فی الکتابۃ

مقدمہ اولیٰ اور مقدمہ ثانیہ کے بعد اصل بحث کا آغاز ہوتا ہے۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی علم توقیت میں خاص مہارت رکھتے تھے، مولانا ظفر الدین بہاری نے علم توقیت سے متعلق مولانا بریلوی کی تقاریر کو ایک رسالے کی صورت میں مرتب کیا تھا جس کا عنوان ہے :

الجواهر والیواقیت فی علم التوقیت

(معروف بہ توضیح التوقیت)

یہ رسالہ مطبع نعیمی، مراد آباد (بھارت) میں چھپ کر شائع ہو گیا تھا۔ مولانا بریلوی کے مکتوبات میں بھی مختلف فنون پر تحقیقات ملتی ہیں، ایک مکتوب (محررہ ۵ شعبان ۱۳۳۳ھ) میں عصر حنفی کے سلسلے میں ۱۰ صفحات پر عمل کیلئے مولانا ظفر الدین بہاری نے علم توقیت میں مولانا بریلوی کی مہارت و تبحر پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے :

ہیت و دہم میں کمال کے ساتھ علم توقیت میں کمال تو حد ایجاد کے

درجہ پر تھا، یعنی اگر اس فن کا موجد کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

مولانا بریلوی کے پاس حجاز و روس تک سے علوم جدیدہ کی تحصیل کے لیے طلبہ

آتے تھے، چنانچہ مدینہ منورہ سے مولانا سید حسین مدنی (ابن سید عبدالقادر شامی) علم تفسیر

کی تحصیل کے لیے آئے اور چودہ مہینے دولت کرے پر قیام کیا۔ — — —

یہ علم تفسیر میں یہ رسالہ تصنیف کیا :

۱۔ ظفر الدین بہاری : حیات اعلیٰ حضرت، حیدرآباد

مکتوب بنام ظفر الدین بہاری، ص ۲۵۳ — ۲۶۱

۲۔ ایضاً، ص ۱۵۹۔

## اطائب الاکسیر فی علم التفسیر

مولانا بریلوی کے مکتوبات میں ایک مکتوب (محررہ ۲۷ محرم ۱۳۰۶ھ) نام مولانا ظفر الدین بہاری، علم تکسیر سے متعلق مباحث پر مشتمل ہے اور چھ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

مولانا بریلوی کو علم جفر میں بھی مہارت حاصل تھی چنانچہ نجارا (روس) سے مولوی عبدالغفار بخاری آئے اور آٹھ مہینے تک اس علم کو حاصل کیا۔ مولانا بریلوی کا مندرجہ ذیل رسالہ اس موضوع پر ہے:

## سفر السفر عن الجفر بالجفر

سید ریاست علی قادری (سیلز منیجر، پاکستان ٹیلی ویژن ڈیپارٹمنٹ، کراچی) مختلف علوم و فنون کی کتابوں پر مولانا بریلوی کے ہم قلمی حواشی بریلی سے لے کر آئے ہیں۔ مقالہ ہذا کی تکمیل کے بعد یہ بات علم میں آئی۔ بہر کیف سید صاحب کی عنایت سے سرسری طور پر حواشی مطالعہ کر سکا۔ علم لوگاکارم سے متعلق مولانا بریلوی کا حاشیہ سید صاحب نے ۱۹۸۰ء میں کراچی سے شائع کرایا ہے جو اہل فن کے لیے قابل مطالعہ ہے۔ علم مثلث کردی میں بھی ایک حاشیہ ہے، اس کی اشاعت کا بھی ارادہ ہے۔ علوم ریاضیہ پر عربی، فارسی کتابوں کا سمجھنے والا پاکستان میں کوئی عالم نظر نہیں آتا۔ راقم نے نوبل انعام یافتہ پاکستان کے مشہور سائنسدان پروفیسر عبدالسلام صاحب کو بھی اس طرف متوجہ کیا مگر انہوں نے اپنی معذوری کا اظہار فرماتے ہوئے لکھا:-

I SHALL BE HAPPY BUT I CAN'T

READ ARABIC.

(ترجمہ) مجھے خوشی ہوتی مگر میں عربی نہیں پڑھ سکتا۔

۱۔ ایضاً، ص ۱۷۲

۲۔ ایضاً، ص ۱۶۳-۱۶۹

۳۔ ایضاً، ص ۱۷۵



(۳)

# درسیات و فقہیات

تاسیس مدارس — دارالعلوم منظر اسلام —  
تعلیم و تدریس — فتویٰ نویسی — تبصرہ علمی  
احتیاط و باریک بینی — معیار تحقیق — قوت حافظہ  
فتاویٰ رضویہ — مجتہدانہ شان — فقہائے اختلاف

---

۴۸

(۳)

مولانا بریلوی فارغ التحصیل ہونے کے بعد کچھ عرصہ درس و تدریس میں مصروف رہے، اس کے بعد تصنیف و تالیف اور فتویٰ نویسی میں بہت تن مشغول ہو گئے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے:

مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے والد مولانا محمد تقی علی خاں نے "صباح التہذیب" کے نام سے ۱۲۸۹ھ میں بریلی میں ایک عربی مدرسہ قائم کیا تھا، جو بعد میں "صباح العلماء" کے نام سے مشہور ہوا۔ ۱۸۶۲ء میں ایک اور مدرسہ "اشاعتہ العلوم" کے نام سے ایک عربی مدرسہ قائم ہوا۔ ۱۳۱۲ھ میں مولانا بریلوی نے "منظر اسلام" کے نام سے قائم کیا۔ حال ہی میں قاری عبداللطیف صاحب ظہیر نے گڑھی کپورہ (سرحد، پاکستان) سے اپنے عم محترم مولانا عبدالواحد رضوی بن مولوی غازی الدین کی سند کا عکس بھیجا ہے، مولانا موصوف دارالعلوم منظر اسلام (بریلی) کے فارغ التحصیل تھے، ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ کو مدیر مدرسہ مولانا حامد رضا خاں بریلوی نے سند جاری کی۔ ان کے دستخط ہیں۔ ان کے علاوہ مولانا رحم الہی (مدرس) اور مولانا محمد ظہور الحسنین الفاروقی النقشبندی المجدوی (مدرس) کے دستخط بھی ہیں۔ اس سند میں مدرسہ کا نام منظر اسلام (۱۳۲۲ھ) لکھا ہے:

بعد ما فرغ من الدرس فی المدرساتہ العلیاتہ العالیہ

لاہل السناتہ والجماعتہ المسماة بمنظر اسلام۔

دارالعلوم منظر اسلام میں بنگال، بہار، پنجاب، سرحد وغیرہ کے سیکرٹوں طلبہ تحصیل علم کے لیے آتے تھے، کتب درسیہ سے فارغ ہونے کے بعد فتویٰ نویسی اور تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ مولانا بریلوی اس مدرسے میں درس و تدریس میں بھی کچھ عرصہ

مصروف رہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :

” فقیر کا درس سجدہ تعالیٰ تیرہ برس دس مہینے چار دن کی عمر میں ختم ہوا اس کے بعد چند سال تک طلبہ کو پڑھایا۔“

مگر مولانا بریلوی کے صاحب زادے مولانا حامد رضا خاں بریلوی نے لکھا ہے :

” اعلیٰ حضرت نے زمانہ طالب علمی میں طلبہ کو پڑھایا۔“

یہ بیان خود مولانا بریلوی کے بیان کی روشنی میں صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ صحیح یہ ہے کہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد مولانا بریلوی چند سال تک طلبہ کو پڑھاتے رہے، پھر فتویٰ نویسی اور دوسرے علمی مشاغل کی وجہ سے وہ درس و تدریس کا سلسلہ جاری نہ رکھ سکے اور ان کے بڑے صاحب زادے مولانا حامد رضا خاں بریلوی نے دارالعلوم منظر اسلام کا اہتمام و انتظام اپنے ہاتھ میں لیا۔ مولانا عبدالواحد کی جس سند کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ مولانا بریلوی کی زندگی میں جاری کی گئی مگر اس پر شخصیت مدیر مدرسہ مولانا حامد رضا خاں کے دستخط ہیں مولانا بریلوی کے نہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا بریلوی اپنی زندگی ہی میں کلیتہً فتویٰ نویسی اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے تھے اور مدرسہ کا سارا انتظام و انصرام اپنے صاحب زادے کے سپرد کر دیا تھا۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے تیرہ سال دس مہینے اور چار دن کی عمر میں ۱۴ شعبان

۱۔ اندر رضا خاں : انکلتہ الملہمۃ، مطبوعہ دہلی ۱۹۴۳ء، ص ۶۔

۲۔ حامد رضا خاں : سلامتہ اللہ لاهل السنۃ من سبل العناد والفتنہ (۱۳۳۲ھ)

مطبوعہ مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی، ص ۵۴۔

۳۔ مولانا محمد ظفر الدین بہاری نے لکھا ہے کہ بعض طلباء دیوبند اور گنگوہ کے مدارس چھوڑ کر

بریلی آئے کیوں کہ اختلاف مسلک کے باوجود ان مدارس کی خلو توں میں مولانا بریلوی کی علمیت

کے چرچے رہتے تھے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ مولانا بریلوی سے ہزاروں نہیں لاکھوں طلبہ

مستفید ہوئے۔ (واللہ اعلم)

۴۔ ظفر الدین بہاری : ۱۴ ویں صدی کے مجدد، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء، ص ۵۹-۶۰۔ مستور



۱۲۸۶ھ کو اپنے والد مولانا محمد تقی علی خاں کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا، سات  
برس بعد تقریباً ۱۲۹۳ھ میں فتویٰ نویسی کی مستقل اجازت مل گئی پھر جب ۱۲۹۴ھ  
میں مولانا محمد تقی علی خاں کا انتقال ہوا تو کلی طور پر مولانا بریلوی فتویٰ نویسی کے فرائض  
انجام دینے لگے۔

مولانا بریلوی نے پہلا فتویٰ رضاعت کے بارے میں جاری کیا، اسی قسم کا ایک  
فتویٰ جب ان کے سامنے عرصہ دراز کے بعد آیا تو انھوں نے فرمایا:

” یہ وہی فتویٰ ہے جو چودہ شعبان ۱۲۸۶ھ کو سب سے پہلے اس فقیر نے  
لکھا اور اسی ۴ شعبان ۱۲۸۶ھ منصب افتاء عطا ہوا اور اسی تاریخ سے  
بحمد اللہ تعالیٰ نماز فرض ہوئی اور ولادت دس شوال المکرم ۱۲۴۲ھ روز  
شنبہ وقت ظہر مطابق ۴ جون ۱۸۵۶ھ ۱۱ جلدیہ سدی ۱۹۱۲ھ سمیت کو  
ہوئی تو منصب افتاء ملنے کے وقت فقیر کی عمر ۱۳ برس دس مہینہ چار دن کی  
تھی، جب سے اب تک برابر یہی خدمت لی جا رہی ہے۔ واللہ اعلم“  
ایک مکتوب (محررہ، شعبان ۱۳۳۶ھ) میں اس طرح لکھتے ہیں:  
” بحمد اللہ تعالیٰ فقیر نے ۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو ۱۳ برس کی عمر میں پہلا فتویٰ  
لکھا، اگر سات دن اور زندگی بالخیر ہے تو اس شعبان ۱۳۳۶ھ کو اس فقیر  
کو فتاویٰ لکھتے ہوئے بفضلہ تعالیٰ پورے پچاس سال ہوں گے، اس نعمت  
کا شکر فقیر کیا ادا کر سکتا ہے؟“

مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے فتویٰ دینے میں بڑی احتیاط سے کام لیا ہے، اور  
اس کا خاص خیال رکھا ہے کہ شریعت نے جہاں تک رعایت دی ہے، رعایت دی جائے۔  
چنانچہ ۱۳۰۳ھ میں شکر کے بارے میں ایک استفتاء آیا، جواب سے اندازہ ہوتا ہے کہ

۱۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں: الملقوظ، حصہ اول، مطبوعہ کراچی، ص ۱۳-۱۴

۲۔ ظفر الدین بہاری! حیا علی حضرت، جلد اول، ص ۲۸۰ مکتوب بنام مولانا ظفر الدین بہاری

دوسرے علماء نے اس کے استعمال کو ناجائز قرار دے کر عام مسلمانوں کو گنہ گار بتایا تھا مگر مولانا بریلوی نے دفاع کیا اور اس شکر کو جائز قرار دینے ہوئے لکھا:

” فقیر غفر لہ اللہ تعالیٰ نے آج تک اس شکر کی صورت دیکھی نہ کبھی منگائی، نہ آگے منگائے جانے کا قصد مگر بایں ہمہ ہرگز ممانعت نہیں مانتا، نہ جو مسلمان استعمال کریں انہیں آثم (گنہ گار) جانتا ہے، نہ تورع و احتیاط کا نام بدنام کر کے عوام مومنین پر طعن کرے، نہ اپنے نفس ذلیل مبین رذیل کے لیے ان پر ترفع و تعلق روا رکھے۔“

مولانا احمد رضا خاں بریلوی کو جزئیات فقہ پر بڑا عبور تھا جیسا کہ حکیم عبدالحی لکھنوی نے لکھا ہے:

میدر نظیرہ فی الاطلاع علی الفقہ الحنفی و جزئیاتہ

(ترجمہ) فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر ان کو جو عبور حاصل ہے اس کی نظیر شاید ہی کہیں ملے۔  
مثلاً وہ پانی جس سے وضو جائز ہے اس کی ایک سو ساٹھ قسمیں بیان کیں۔ اور وہ پانی جس سے وضو ناجائز ہے اس کی ایک سو چھیالیس قسمیں بیان کیں۔ اسی طرح پانی کے استعمال سے عجز کی ایک سو پچھتر صورتیں بیان کیں اور اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا جس کا عنوان ہے :-

۱۵۔ احمد رضا خاں: الاحلی من الشکر طلبہ سکریٹری و سر (۱۳۰۲ھ) ۱۸۸۵ء

مشمولہ العطا یا النبویۃ فی الفوائد الرضویۃ، جلد دوم، ص ۱۲۲-۱۲۵

نوٹ: یہ رسالہ علیحدہ بھی شائع ہوا تھا۔ اس کی ایک کاپی محمد محبوب الہی انجینئر۔ چکوال، کے پاس محفوظ ہے

اور ایک کاپی مولانا ابوالخیر محمد زبیر کے پاس حیدرآباد سندھ میں محفوظ ہے۔ - معوذ

۱۶۔ عبدالحی لکھنوی: نزہتہ الخواطر، جز ثامن، مطبوعہ حیدرآباد دکن، ص ۴۱

۱۷۔ احمد رضا خاں: العطا یا النبویۃ فی الفوائد الرضویۃ، جلد اول، ص ۴۵۶

۱۸۔ ایضاً، ص ۳۵، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶



سبح النداء فيما يور العجز عن الماء

ما مطلق و مقید کی تعریف میں ایک سالہ تصنیف کیا جس کا عنوان ہے :

النور والنورق لاسفار ماء مطلق

وہ اشیاء جن سے تیمم جائز ہے ان کی ایک سو اکیاسی<sup>۱۸۱</sup> قسمیں بیان کیں<sup>۳</sup>، ۴ منصوصات

اور ۱۰۷ مزیدات مصنف - - اور وہ اشیاء جن سے تیمم جائز نہیں ان کی ایک سو تیس قسمیں بیان کیں<sup>۵</sup>، ۵۸ منصوصات اور ۲۷ زیادات -

مولانا احمد رضا خاں بریلوی فتویٰ نویسی میں غیر معمولی مہارت کی وجہ سے نہ صرف

پاکستان و ہندوستان بلکہ چین، افریقہ، امریکہ، ممالک عربیہ کے مرجع تھے، ان کے دارالافتاء

میں ایک وقت میں چار چار اور پانچ پانچ سو فتوے جمع ہو جایا کرتے تھے، ان کے مانے

میں شاید ہی کوئی ایسا دارالافتاء عالم اسلام میں موجود ہو جہاں اس کثرت سے فتوے

آتے ہوں۔۔۔ مولانا بریلوی ایک مستفتی کے جواب میں جس نے فتویٰ نویسی کی فیس کے

بارے میں دریافت کیا تھا، لکھتے ہیں :

” یہاں سجد اللہ تعالیٰ فتوے پر کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ بفضلہ تعالیٰ ہندوستان دیگر ممالک

مثلاً چین، افریقہ و امریکہ و خود عرب شریف و عراق سے استفعتے آتے ہیں

اور ایک ایک وقت میں چار چار سو فتوے جمع ہو جاتے ہیں۔ سجد اللہ تعالیٰ حضرت

جد امجد قدس سرہ العزیز کے وقت سے اس<sup>۵</sup> ۱۹۱۸ء تک ردا سے سے فتوے

۱ ایضاً، ص ۶۱۱ - ۶۵۹

۲ ایضاً، ص ۴۰۷ - ۵۵۳

۳ ایضاً، ص ۶۶۸ - ۷۱۹

۴ مولانا بریلوی کے جد امجد مولانا رضا علی خاں<sup>۱۲۲۳ھ</sup> ۱۸۰۹ء میں پیدا ہوئے۔ مولانا خلیل الرحمن سے لوہک میں علوم درسیہ کی تحصیل کی

اور ۲۳ برس کی عمر میں علوم مروجہ میں<sup>۱۲۲۴ھ</sup> ۱۸۳۱-۲ء میں سند فراغت حاصل کی، معاصرین میں ممتاز ہوئے

خصوصاً علم فقہ میں خاص امتیاز پیدا کیا۔ ۲ جمادی الاول<sup>۱۲۸۶ھ</sup> ۱۸۶۵-۶ء کو انتقال کیا۔ مسعود

(ک)، رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند (اردو)، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء، ص ۱۹۳

(ب) ظفر الدین بہاوی، حیات اعلیٰ حضرت (۱۹۳۸ء)، مطبوعہ کراچی، ۳-۲۷۵

(ج) محمود احمد قادری، تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کانپور ۱۹۶۱ء، ص ۸۸ - ۸۹



جاری ہوئے اکاؤنٹ برس اور خود فقیر غفرلہ کے قلم سے فتوے لکھتے ہوتے  
 بعونہ تعالیٰ اکاؤنٹ برس ہونے کو آئے یعنی اس صفر کی ۴ تاریخ کو بچاؤ برس  
 چھ مہینے گزرے۔ اس نوکم سو برس میں کتنے ہزار فتوے لکھے گئے، بارہ مجلہ  
 تو صرف اس فقیر کے فتاویٰ کے ہیں۔ سجدہ تعالیٰ یہاں کبھی ایک پیسہ نہیں لیا  
 گیا، نہ لیا جائے گا۔ بعونہ تعالیٰ دلہ الحمد۔ معلوم نہیں کون لوگ ایسے پست فطرت  
 دنیہمت میں جنہوں نے یہ صیغہ کسب کا اختیار کر رکھا ہے جس کے باعث دور  
 دور کے نادان مسلمان کسی بار پوچھ چکے ہیں کہ نہیں کیا ہوگی؟ — بھائیو!  
 مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجِرْتُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَأْيِ الْعَالَمِينَ  
 ” میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا، میرا اجر تو سائے جہاں کے پروردگار پر ہے۔ اگر وہ چاہے ہے  
 ایک اور جگہ لکھتے ہیں :-

فقیر کے یہاں علاوہ — دیگر مشاغل کثیرہ دنیویہ کے کارفتویٰ اس درجہ  
 وافر ہے کہ دس مہینوں کے کام سے زائد ہے۔ شہر دیگر بلاد و امصار، حملہ اقطا  
 ہندوستان و بنگال، پنجاب، اہلی بار و برہما دارکان، چین، غزنی و امریکہ و افریقہ  
 حتیٰ کہ سرکار حرمین محرمین سے استفعا آتے ہیں اور ایک وقت میں پانچ پانچ  
 سو جمع ہو جاتے ہیں۔

۱۔ احمد رضا خان: العطا یا النبوة فی الفتادی الرضویہ، جلد سوم، ص ۲۳۰  
 فتویٰ محرمہ ۱۶ صفر ۱۳۳۲ھ

نوٹ: مولانا بریلوی کا جائزہ غیر منقولہ تو تھی جس کا اشارہ مولوی عرفان علی کے نام ایک مکتوب (۱۰ رمضان المبارک  
 ۱۳۳۲ھ) سے ملتا ہے۔ مگر منقولہ جائزہ میں مقدار لفظ پر کبھی سال نہ گزرا، جو روپیہ پیسہ آتا، خرچ  
 کر دیا جاتا، اسی لیے فرماتے تھے، ”کبھی میں نے ایک پیسہ زکوٰۃ کا نہیں دیا۔“

(حیات اعلیٰ حضرت جلد اول، ص ۵۴)

سخاوت کی یہ کیفیت تھی کہ کبھی تنگ دستی کا عالم بھی گزرتا۔ ایسی حالت میں بے نفسی کے ساتھ مولانا بریلوی کا  
 فتویٰ نویسی ان کے عالمانہ وقار و فقیہانہ آن بان کو اور بلند کرتی ہے۔ (مسعود)  
 ۱۴۹۔ ایضاً، جلد چہارم: ص ۱۴۹

نوٹ: مولانا محمد احمد صاحبی نے ایک مضمون لکھا ہے، ام احمد رضا فاضل بریلوی کے افتاد کی خصوصیت، (مطبوعہ پاسبان،  
 لاہور، شمارہ جولائی ۱۹۱۹ء، ص ۱۳-۱۴) میں مولانا بریلوی کے ایک انگریزی فتوے کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے خود  
 فتاویٰ کی ایک قلمی جلد میں ملاحظہ کیا۔ (مسعود)

مولانا بریلوی کے بڑے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں :

” اعلیٰ حضرت نے بحمد اللہ تعالیٰ تیرہ برس دس مہینے چار روز کی عمر میں تحصیلِ جملہ علوم سے فراغ پایا اور اسی روز سے اپنے حضرت والد ماجد قدس سرہ الشریف کی اجازت مبارکہ سے مسند افتاء پر جلوں فرمایا؛ واللہ بعد وصال حضرت اقدس والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ تمام اقطار ہندو بنگال و برہما حتیٰ کہ چین و امریکہ و افریقہ و عدن وغیرہا کے مرجع افتاء ہوئے یہ

مولانا بریلوی کے فتوؤں کی جہاں اور خصوصیات ہیں وہاں ایک یہ بھی ہے کہ جس زبان میں مستفتی نے سوال کیا، اسی زبان میں اس کو جواب دیا گیا، حتیٰ کہ منظوم استفسار کے جوابات منظوم ہی دیئے گئے۔ اس طرح قادی رصنویہ میں عربی، فارسی اور اردو کے منشور و منظوم فتوے موجود ہیں۔

احقر نے متعدد قنادے مطالعہ کیے، بعض فتوے تو اعلیٰ ترین تحقیقی مقالات کہے جاسکتے ہیں جن میں بیک وقت ڈیڑھ ڈیڑھ سو ماخذ سے رجوع کیا گیا ہے۔ آج کل معمولی مضامین پر معاوضہ لیا جاتا ہے اور تحقیقی مقالات کے معاوضے کی تو بات ہی انگ سے مگر مولانا بریلوی نے اپنی اعلیٰ ترین نگارشات کے عوض ایک پیسہ بھی نہ لیا اور جو کچھ کیا محض رضائے الہی کے لیے کیا۔ یہ بڑے حوصلے اور بہت کی بات ہے جو آج کل علماء میں منقود ہے۔

مولانا بریلوی سے جو مستفتی زبانی سوال کرتا اس کو اسی وقت زبانی جواب عنایت کرتے اور کبھی یہ نہ کہتے کہ کتاب دیکھ کر جواب دوں گا کیونکہ ان کی قوت حافظہ حیرانگیز

۱۔ حامد رضا خاں : سلامتہ اللہ لیل السنۃ من سبل العباد والفقہ، مطبوعہ بریلی، ص ۵۴، ۵۵۔

۲۔ احمد رضا خاں : العطا یا النبویۃ فی الفتاوی الرصنویہ، جلد سوم، ص ۲۵۴ - ۲۵۵۔

۳۔ ظفر الدین بہاری : حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول ص ۱۳۸



اور محیر العقول تھی، ان کے سوانح نگاروں نے بہت سے مشابہت قلم بند کیے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کتاب کا ایک دو بار پڑھ لینا ان کو مہینوں کے لیے کافی ہوتا حتیٰ کہ متون کتاب تک محفوظ ہو جاتے۔ علالت کے زمانے میں پہاڑ پر گئے ہوئے تھے، کوئی کتاب پاس نہ تھی مگر پھر بھی ہر استفہار کا جواب لکھتے رہے اور حوالوں کیساتھ۔ چنانچہ اسی قسم کے ایک استفہار کے جواب میں لکھتے ہیں:

« فقیر ۲۹ شعبان سے بوجہ علاء مفسان شریف کرنے اور شدت گراما گزارنے کو پہاڑ پر آیا ہوں۔ وطن سے پورا اپنی کتب سے ذرا زیادہ شرح و بسط سے معذور مگر حکم مسئلہ بفضلہ تعالیٰ واضح دیسور۔»

علالت اور کتابوں سے دوری کے باوجود جو جواب عنایت کیا اس میں کتب فقہ و حدیث کے

۳۱ حوالے موجود ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے سامنے کتابیں مستحضر رہتی تھیں۔

مولانا ظفر الدین بہاری معمولات یومیہ کے بارے میں تفصیلات لکھتے ہوں، لکھتے ہیں کہ لیٹر بکس کی کنجی مولانا بریلوی کے پاس رہتی تھی، نماز عصر کے بعد مولانا ظفر الدین کنجی لے کر لیٹر بکس کھولتے اور خطوط پیش کرتے، پھر ایک ایک خط پڑھ کر سناتے۔

○ اگر خط تصوف کے متعلق ہوتا تو مولانا بریلوی خود رکھ لیتے اور اس کا جواب خود تحریر کرتے۔

○ تعویذات کے متعلق ہوتا تو مولوی ظفر الدین بہاری یا مولانا حامد رضا خاں کے سپرد کیا جاتا۔

○ استفہار ہوتا تو حسب مراتب مولوی نواب مرزا صاحب مولوی سید شاہ غلام صاحب بہاری،

مولوی ظفر الدین بہاری، مولوی امجد علی اعظمی، حکیم سید عزیز غوث وغیرہم کے سپرد کر دیا جاتا۔

○ بہت پیچیدہ اور اہم استفہار ہوتا تو خود مولانا بریلوی جواب دیتے۔

۱۰ فداویٰ حادیہ کی دو جلدیں مولانا دہی احمد محدث سوئی (م ۱۳۳۳ھ) سے مستعار لیں اور

ایک دن ایک رات میں مطالعہ کر کے واپس کر دیں اور فرمایا کہ دو تین ماہ کے لیے اس کا متن محفوظ

ہو گیا۔ (حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص ۱۳۸) قرآن پاک کا ایک پارہ روزانہ حفظ کیا اور تیس دن میں پورا قرآن حفظ کر لیا۔

۱۱ احمد رضا خاں: العطا یا النبویۃ فی الفداوی الرضویہ، جلد سوم، ص ۸۵



- فرایض سے متعلق استفتاء زیادہ تر مولانا حامد رضا خاں کے سپرد کیے جاتے۔
  - مدرسہ سے متعلق خطوط بھی مولانا حامد رضا خاں کے سپرد کیے جاتے۔
  - مطبع کے متعلق خطوط مولانا ظفر الدین بہاری کو دیئے جاتے۔
- خطوط کے جوابات جس طرح دیئے جاتے تھے اس کی تفصیلات مولوی محمد حسین میرٹھی (موجد طلسمی پریس) کے ذاتی مشاہدات کی روشنی میں یہ ہیں :

بعد نماز مغرب چار صاحب آئے، مولانا مصطفیٰ رضا خاں، مولانا امجد علی صاحب، مولوی حشمت علی خاں صاحب اور ایک دوسرے صاحب۔ یہ چاروں پلنگ کے گرد کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ مولانا بریلوی نے اس روز کی ڈاک کے ۳۰ خطوط میں سے ۲۹ خطوط ان حضرات کو ایک ایک کر کے دیئے۔ یہ حضرات اپنے اپنے خطوط باری باری پڑھ کر سنتے جاتے اور مولانا بریلوی اس ترتیب سے باری باری بیک وقت کئی خطوط کے جواب املا کرتے جاتے۔ اسی دوران سوال کرنے والے بھی آتے اور مولانا بریلوی ان کے استفسارات کے بھی جواب دیتے جاتے تھے۔ مگر کسی خط کے جواب کے تسلسل میں ذرہ برابر فرق نہ آتا اور اس طرح تمام خطوط کے جوابات مکمل ہو جاتے۔

بعض فتوؤں کے جوابات ہر مفتی لکھ کر لاتا، مولانا بریلوی اس کی تصحیح فرماتے، پھر وہ اسی مفتی کے نام سے بھیج دیا جاتا۔ اسی قسم کے ایک مفتی کے بارے میں مولانا بریلوی نے لکھا ہے کہ جب ان سے کہا گیا کہ جواب لکھ کر تصحیح کے لیے فتویٰ بھیجنے کے بجائے وہ خود آکر سامنے تصحیح کرایا کریں، تو انھوں نے کہا کہ سب لوگوں کے سامنے اصلاح کراتے شرم آئے گی۔ وجہ یہ تھی جو مفتی دارالافتار سے فتوے بھیجتا، اس کا نام اس پر ہوتا اور مولانا بریلوی کی تصحیحات اصلاح کار میں تھیں اس لیے ان کو

۱۔ ظفر الدین بہاری : حیات اعلیٰ حضرت - جلد اول، ص ۶۸، ملخصاً۔

۲۔ ظفر الدین بہاری : حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص ۳، ملخصاً۔

شرم آتی — اسی زمانے میں حافظ کتب الحرم مولانا سید اسمعیل، مولانا بریلوی سے ملاقات کے لیے مکہ معظمہ سے آئے ہوئے تھے، جب انھوں نے یہ سنا تو فرمایا:  
 ”ایسا شخص برکت علم سے محروم رہتا ہے، یہی ہوا کہ وہ صاحب چھوڑ کر بیٹھ رہے۔“

مولانا بریلوی کے دارالافتاء سے جو مفتی فتوے لکھتے تھے ان میں مولانا امجد علی اعظمی (م۔ ۱۳۶۷ھ - ۱۹۴۸ء) نہایت ممتاز تھے، مولانا بریلوی، موصوف کے پاس میں مولانا سید احمد اشرف کچھوچھوی کو لکھتے ہیں:

”یہاں موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے وہ مولوی امجد علی صاحب ہیں زیادہ پائیے گا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ استفتاء سناتے ہیں اور جو کچھ میں جواب دیتا ہوں لکھتے ہیں۔“

دارالافتاء بریلی سے جو مفتی اپنے نام سے فتوے لکھتے رہے ان کے ریکارڈ کا راقم کو علم نہیں البتہ مولانا بریلوی نے جو کچھ لکھا وہ ماسوائے ابتدائی چند سال کے محفوظ کر لیا گیا۔

ابتداء سے بارہ سال (۱۲۸۶ھ تا ۱۲۹۷ھ) تک فتوے جمع نہیں کیے گئے۔ اس کے بعد جمع کرنے شروع کیے مگر ایک ہی قسم کے استفتاء کے دس دس بارہ بارہ جوابات دیئے گئے لیکن جواب ایک ہی نقل کیا گیا، باقی نہیں۔ اس طرح سات مجلدات مکمل ہو گئی تھیں، ایک ایک جلد ستر ستر جز پر مشتمل ہے بعد میں یہ مجلدات بڑھ کر بارہ ہو گئیں — چنانچہ مولانا بریلوی لکھتے ہیں:  
 ”بارہ مجلدات تو صرف اس فقیر کے فتاویٰ کے ہیں۔“

۱۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں: المفوظ، حصہ اول، مطبوعہ کراچی، ص ۹۴

۲۔ ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص ۲۱۴

۳۔ احمد رضا خاں: العطا یا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ، جلد سوم، ص ۲۳۰



اور مولانا عبدالواحد (گڑھی کیورہ، سرحد) کی سند (مکتوبہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ) میں لکھا ہے :

و کذلک اجزائہ بجمیع مؤلفاتی ..... منها الفتاوی

الملقبۃ بالعطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ وھب

انشاء اللہ ستطبع فی اثنی عشر مجلدات کبارہ وارحبوا لمزید

فتاوی رضویہ کی بارہ مجلدات کے بارے میں مزید تفصیلات مولانا افتخار احمد قادری

(اساتذہ الجامعۃ الاشرافیہ، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، بجات) کے مکتوب (محررہ

۲۵ اپریل ۱۹۶۹ء) سے ہوتی ہیں، موصوف لکھتے ہیں :

” فتاوی رضوی کے پانچ جلدیں یہاں سے شائع ہو چکی ہیں، چھٹی جلد کی

کتابت سست رفتاری کے ساتھ ہو رہی ہے۔ ساتویں اور آٹھویں

جلدیں ہمارے یہاں دارالاشاعت، مبارک پور میں محفوظ ہیں، اس کے

بعد کی مزید چار جلدیں بریلی شریف ہی تھیں۔“

فتاوی رضویہ کی ابتدائی جلدیں پاکستان میں لاہل پور اور لاہور وغیرہ سے بھی

شائع ہوئی تھیں۔

مولانا حسن رضا خاں بریلوی کی تالیف ”آئینہ قیامت“ (مطبوعہ بریلی ۱۳۲۶ھ)

میں فتاوی رضویہ کے بارے میں ایک اشتهار نظر سے گزرا، جس کی بعض تفصیلات فائدے

سے خالی نہ ہوں گی۔ ہم یہاں ان تفصیلات کا خلاصہ پیش کرتے ہیں جو فتاوی رضویہ

کی خصوصیات سے متعلق ہیں :-

۱۔ لاکھوں جزئیات قدیمہ و جدیدہ کے تنقیح کے ہوئے صاف صاف حکم۔

۲۔ علماء کے لیے ہزاروں مسائل مضطربہ کی اعلیٰ تنقیح، تطبیق و ترجیح۔

۱۔ سند اجازت جاری کردہ محمد حامد رضا خاں مدرسہ منظر اسلام، بریلی (قلمی) مخزنہ مولانا

عبدلطیف ظہیر (گڑھی کیورہ، سرحد، پاکستان)۔



- ۳۔ محدث، مفسر، فقیہ، صوفی ہر ایک کے مذاق کے متعلق مسائل کی تحقیق۔  
 ۴۔ ہر مسئلے کے متعلق بکثرت احادیث کا بیان۔  
 ۵۔ ہیأة، ریاضی، مندرسہ، توقیت، سے متعلق مسائل کی فاضلانہ تحقیق۔  
 ۶۔ مسک اہل سنت کے اثبات و حقانیت پر بکثرت دلائل۔  
 ۷۔ دور جدید کے نئے نئے مسائل اور ان کا حل۔
- اس اشتہار سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ۱۳۲۷ھ میں فتاویٰ رضویہ کی طباعت کا آغاز ہو گیا تھا۔

بفضلہ تعالیٰ ماہ رجب ۱۳۲۷ھ سے اس کے دو جز ماہوار چھپنے شروع ہو گئے۔ ۲۰-۲۶ کے چودہ ترقی تقطیع کلاں سفید ولایتی کاغذ پر صحت و وضاحت کامل کے ساتھ دو جز ماہوار چھپ رہے ہیں اور نذرانہ صرف ۲۱ روپے سال مع محصول ڈاک اور اہل شہر سے ڈیڑھ ہی روپیہ ہے۔

فتاویٰ رضویہ کے مطالعہ سے مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی حیرت انگیز قوت مطالعہ، قوت حافظہ، قوت استدلال و استخراج اور قوت بیان وغیرہ کا اندازہ ہوتا ہے، جس کا اعتراف علمائے حرمین شریفین نے بھی کیا ہے۔ بعض مختلف علوم و فنون پر تحقیقی مقالات معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً حوض کی مقدار وہ درودہ اور ذراع سے متعلق بحث پر یہ فتویٰ:

النھی النھی فی الماء المستدیوۃ

ریاضیات سے متعلق تحقیقی مقالہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ فتویٰ بھی علم ریاضی کا ایک تحقیقی مقالہ معلوم ہوتا ہے:

۱۔ حسن، نماں، آئینہ قیامت۔ مطبوعہ بریلی ۱۳۲۷ھ، ص ۶۲  
 ۲۔ محمد سعید احمد: فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، لاہور ۱۹۰۹ء  
 ۳۔ احمد رضا خاں! العطاء النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ، جلد اول ص ۳۲۱-۳۳۰

مرجب السباحه فی میاه لایستوی وجہها وجوفها فی  
المساحات

مابرجامد اور مابرجاری کی تعریف میں یہ فتویٰ علم طبیعیات کا ایک تحقیقی مقالہ معلوم  
ہوتا ہے :

الدقة والبيان لعلم الرقاة والسيلان  
ترکیب اجسام پانی کے رنگ اور شعاعوں کے انعکاس والعطاف وغیرہ کے  
بارے بحثیں بھی علم طبیعیات سے متعلق ہیں۔  
جنس ارض کی تحدید و تعرید اور جنس ارض کے آثار سے متعلق یہ فتویٰ ارضیات  
سے متعلق ایک تحقیقی مقالہ معلوم ہوتا ہے :

المطر السعيد علی بنت جنس الصعيد  
مندرجہ ذیل بحثیں بھی ارضیات طبیعیات وغیرہ سے متعلق ہیں :

- (۱) پتھر کس طرح بنتا ہے ؟
- (۲) ضعیف ترکیب جسم منطبع بالنار نہیں ہو سکتا۔
- (۳) پارہ آگ پر کیوں نہیں ٹھہرتا ؟
- (۴) آگ جسم میں کیا اثرات پیدا کرتی ہے ؟
- (۵) سونے چاندی کے گھلنے کا سبب لہ
- (۶) حملہ معذنیات کا تکون گزھک اور پارہ کے ازدواج سے ہے۔

۱۔ ایضاً، جلد اول، ص ۳۳۴ - ۳۴۱

۲۔ ایضاً، جلد اول، ص ۴۸۴ - ۴۹۹

۳۔ ایضاً، جلد اول، ص ۴۸۴

۴۔ ایضاً، جلد اول، ص ۵۴

۵۔ ایضاً، جلد اول، ص ۶۶۸ - ۷۱۹

۶۔ ایضاً، جلد اول، ص ۶۸۱

(۷) کبریت نر ہے اور پارہ مادہ۔ انہیں کے اختلاف مقادیر و اصناف و اوصاف و احوال سے مختلف معدنی چیزیں پیدا ہوتی ہیں بلکہ  
الغرض فتاویٰ بہت سی خصوصیات کا حامل ہے اور اہل علم کی توجہ کا مستحق۔  
مولانا بریلوی نے ۱۳۲۵ھ میں فتاویٰ رضویہ کے چند عربی فتوے نمونہ حافظ  
کتب الحرمہ سید اسمعیل خلیل کو بھیجے تھے۔ جب موصوف نے مطالعہ کیے تو بیاختہ  
تحریر فرمایا :-

واللہ اقوال والحق انما لومر اھا ابو خنیفۃ النعمان  
لا قدرت عیناے و یجعل مؤلفنا من جملة الاصحاب  
(ترجمہ) قسم کھا کر کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ ان فتووں کو اگر ابو حنیفہ نعمان دیکھتے تو  
یقیناً ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی اور اس کے مؤلف کو اپنے تلامذہ میں شامل  
کر لیتے۔

مولانا بریلوی نے مفتی کی اہلیت پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے :  
والمراد بالاهلیۃ ہہنا ان یکون عامراً فامینوا بیت  
الاقاویل لے قدرۃ علی ترجیم لبعضہا علی لبعضہ  
یعنی مفتی کے لیے یہی کافی نہیں کہ وہ مختلف اقوال کو نقل کر دے بلکہ اس  
کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مختلف اقوال میں تمیز کر کے ایک کو دوسرے پر ترجیح  
دے سکے اور قول فیصل صادر کر سکے۔ چنانچہ فتاویٰ رضویہ میں ابتدائی عمر کے فتووں  
میں بھی یہ خوبی ملتی ہے۔ گز کی شرعی تحقیق کے سلسلے میں ابتدائی عمر کا ایک فتویٰ  
ہے جس میں علمائے کرام کے تین اقوال بیان کیے، پھر قول اول کی تائید و حمایت

۱۷ ایضاً، جلد اول، ص ۶۹

۱۸ احمد رضا خاں، الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ، مکتوب محرمہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ  
۱۹۰۷ء

۱۹ احمد رضا خاں، العطا یا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویہ، جلد اول، ص ۳۸۱



میں ۱۳ کتب فقہ کے ۲۲ حوالے پیش کیے اس کے بعد اقول کہہ کر ایک قول کو ترجیح دے کر قول فیصل صادر کیا۔

لفظ 'اقول' سے مولانا بریلوی کے فقہانہ اور مجتہدانہ طنطنے کا اظہار ہوتا ہے، وہ لکھتے ہیں:

وانا اعترف حيث يحل للمقلدان ليقول اقول لے  
(ترجمہ) میں خوب جانتا ہوں کہ مقلدوں کے لیے یہ کب روا ہوتا ہے کہ وہ یہ کہیں کہ "میں کہتا ہوں۔"

چنانچہ فتاویٰ رضویہ، جلد اول میں ۱۱۴ فتوے اور ۲۸ رسائل ہیں مولانا بریلوی کی تحقیقات کی تعداد "اقول" سے ۳۵۳۶ سے — مولانا بریلوی نے علم فقہ و حدیث میں اس تبحر کی وجہ سے بعض مسائل میں فقہائے کرام سے بھی اختلاف کیا ہے مثلاً

(ا) رضویں بسم اللہ اور ذکر الہی کو محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے واجب قرار دیا ہے۔ مولانا بریلوی نے اختلاف کرتے ہوئے لکھا ہے:

اقول لم يات المستدل بشئ حتى سمع ما سمع لے

(ب) وضو میں اعضاء مغسولہ پر ایک یا دو قطرے بہنے کافی ہیں، محض تیل کی طرح چھڑنے کافی نہیں، اس موقع پر صاحب سحر ابن نجیم سے اختلاف کیا ہے

(ج) وضو کے بعد اعضاء مغسولہ کو کپڑے سے پوچھنا چاہیے یا نہیں، امام نووی لے

لے ایضاً، جلد اول، ص ۲

۲ شیخ عبدالحق بن سیف الدین محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ)

۳ احمد رضا خاں، العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية، جلد اول، ص ۲۱

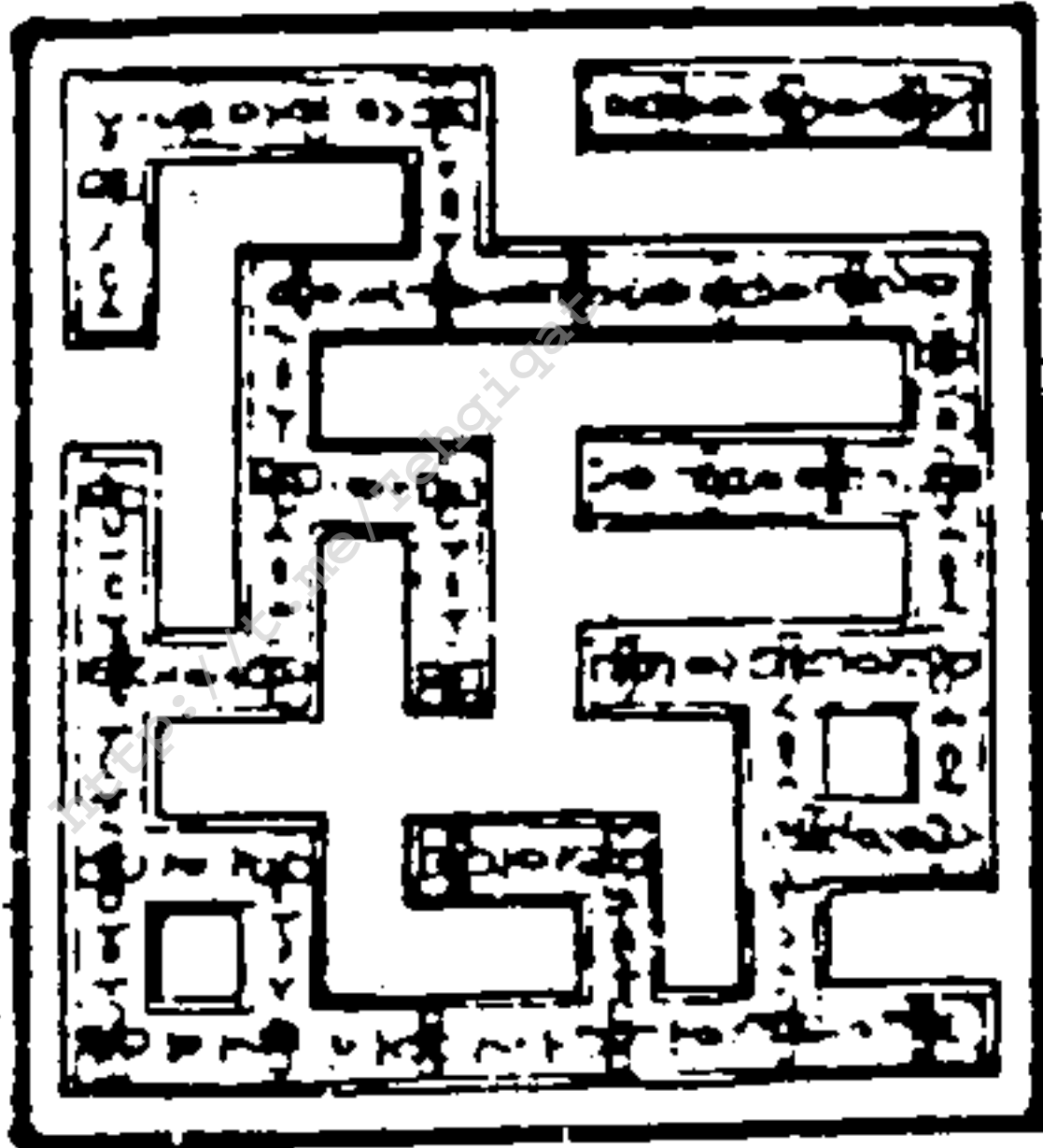
۴ زین العابدین بن ابراہیم بن محمد معروف بہ ابن نجیم مصری (م ۸۵۰ھ)

۵ احمد رضا خاں: العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية، جلد اول، ص ۱۹

۶ امام حافظ ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی (م ۶۷۶ھ)

کراہت کی طرف گئے ہیں۔ لحدیث ام۔ ابن مین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مگر مولانا بریلوی نے امام نووی سے اختلاف کرتے ہوئے حدیث مذکورہ کی وہ تفسیر کی کہ کراہت کا دایمہ ختم ہو گیا اور حضرت میمونہ کی نظافت واضح ہو گئی ہے۔ (۷) علامہ طحطاوی نے زکام کے پانی کو ناقص و ضوق قرار دیا ہے، مولانا بریلوی نے اس کا رد کیا ہے۔

(۵) الطہر ازا لمعلم فیما جوحدت من احوال الدم میں صاحب بجر، طحطاوی، شامی، شرنبلالی، صاحب سراقی سے اختلاف کیا ہے۔



۱۔ احمد رضا خاں: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، جلد اول، ص ۲۹  
۲۔ الطحطاوی، احمد بن محمد (م ۱۲۳۱ھ)

۳۔ احمد رضا خاں: العطایا النبویہ فی فتاوی الرضویہ جلد اول ص ۲۴  
۴۔ ابن نجیم مصری (م ۷۹۰ھ)

۵۔ ابن عابدین، محمد امین بن عمر (م ۱۲۵۲ھ)

۶۔ الشرنبلالی، علامہ حسن بن عمار (م ۱۰۶۹ھ)

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ

يَا سَيِّدَ السَّالَاتِ سَجِّتَ قَاضِيَنَا  
 اِحْوَانِي رِضَاكَ وَخَلَقْتَنِي بِجَمَالِكَ  
 اَنْبَاكَ الَّذِي لَوْلَاكَ مَا خَلِقَ امْرُؤٌ  
 كَلَا وَلا يَخْلُقُ الْوَلَدُ لَوْلَاكَ  
 اَنَا طَائِعٌ بِالْجُودِ لِمَنْكَ وَكَانَ  
 لِي حَنِيفٌ فِي اَنَا مَسْئُوكَ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَبَدًا  
 بِحَسْبِ عِلْمِ الْعَالَمِينَ



(۴)

## ردِّ بدعات

اسلام کا مفہوم — بدعتی کی تعریف — فرائض چھوڑ کر  
 نوافل ادا کرنے والا ثواب سے محروم — شریعت سے محروم  
 طریقت سے محروم — ضرورت مرشد اور نجات اخروی —  
 انبیاء اولیاء سے مشروط استغاثہ و استعانت — سجدہ تعظیمی حرام  
 — ایصال ثواب میں تکلفات بے معنی ہیں — ناسخہ کا حقیقی مفہوم  
 — عورتوں کا بے پردہ گھومنا حرام — میت کے گھر جمع ہو  
 کر گھر والوں کو زیر بار کرنا ناجائز — عورتوں کا زیارت قبور کے لیے  
 جانا حرام — نامحرم پیروں کے سامنے آنا حرام — صرف قبر  
 کے لیے چراغ جلانا، اضاعت مال — چادروں کی رقم فقراء کو دی  
 جائے تو بہتر — آلات موسیقی کے ساتھ قوالی حرام — ایسے  
 اعراس میں شرکت حرام — اتہام عرس شریعت کے مطابق ہو تو جائز  
 — شب بارات اور شادیوں میں آتش بازی اضاعت مال اور حرام

(۴)

مولانا بریلوی نے اپنے فتووں، رسالوں اور تقریروں کے ذریعہ رویدعات اور احیاء اسلام کے لیے جدوجہد کی غالباً اسی لیے بعض علمائے حرمین نے ان کو اس صدی کا مجدد کہا ہے۔ چنانچہ حافظ کتب الحرم شیخ اسمعیل خلیل مکی لکھتے ہیں:

بل اقول لو قيل في حقك انما هو مجدد هذا القرن  
لكان حقا وصداقا

ليس على الله بئسك  
ان يجمع العالم في واحد  
(ترجمہ) بلکہ میرا کہتا ہوں کہ ان کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کے  
مجدد ہیں۔ بیشک یہ بات سچ و صحیح ہوگی۔

خدا کے لیے یہ بات بسط نہیں کہ وہ ایک جان میں ایک جہان سمودے  
مولانا بریلوی کے نزدیک اسلام کا مفہوم سیدھا سادہ ہے مگر وہ اس شخص کا  
تعریف کرتے ہیں جو دین میں نئی نئی باتیں نکالتا ہے اور حقیقت کو "خرافات" کی  
تذکرہ کرتا ہے اور اس پر تفتید کرتے ہیں جو ملی وحدت میں رخنہ ڈال کر اس کو پارہ پارہ  
کرتا ہے اور سوارِ اسطعم کو چھوڑ کر ایک نئی راہ نکلتا ہے۔

مولانا بریلوی سے سوال کیا گیا کہ غیر مسلم جو انگریزی جانتے ہیں۔ کلمہ پڑھنے  
سے مسلمان ہو جائیں گے یا نہیں۔ انھوں نے جواب دیا:

وہ بیشک مسلمان ٹھہریں گے اگرچہ کلمہ طیبہ کا ترجمہ نہ جانیں۔ بلکہ  
اگرچہ کلمہ طیبہ بھی نہ پڑھا ہو کہ اتنا ہی کہنا کہ "میں نے وہ مذہب چھوڑ  
کر دین محمدی قبول کیا۔" ان کے اسلام کے لیے کافی ہے۔" ۵

۱۔ احمد رضا خاں: حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۵ء، ص ۵۱  
۲۔ احمد رضا خاں: السنۃ الامیقہ فی فتاویٰ افریقہ (۱۳۲۶ھ) مطبوعہ بریلی، ص ۱۵۴

لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے سے گریز کرتا ہے اور بعض باتوں سے انکار کرتا ہے اس کے متعلق مولانا بریلوی اپنا موقف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

” فی الواقع جو بدعتی ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہو یا جماع مسلمین یقیناً قطعاً کافر ہے اگرچہ کروڑ بار کلمہ پڑھے، پیشانی اس کی سجد میں ایک دن ہو جائے، بدن اس کا روزوں میں ایک خاکہ رہ جائے۔ عمر میں ہزار حج کرے۔ لاکھ پھاڑ سونے کے راہ خدا پرے — لاواللہ ہرگز ہرگز کچھ قبول نہیں جب تک حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تمام ضروری باتوں میں جو وہ اپنے رب کے پاس سے لائے تصدیق نہ کرے۔ یہ ہمارے معاشرے کے بہت سے مسلمان فرائض و واجبات و سنن چھوڑ کر مستحبات اور مباحات میں لگے رہتے ہیں۔ مولانا بریلوی نے عمل کی اس بے اعتدالی پر سخت گرفت کی ہے — ایک جگہ لکھا ہے :

” ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب مستطاب فتوح الغیب میں کیا کیا جگہ شگاف مثالیں ایسے شخص کے لیے ارشاد فرمائیں ہیں جو فرض چھوڑ کر نفل بجالائے — اس کتاب مبارک میں — فرمایا :

فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض

لم يقبل منه واھین ۷۷

اگر فرائض کی ادائیگی سے قبل سنن و نوافل میں مشغول ہو تو سنن و نوافل قبول نہیں ہوتیں بلکہ موجب اہانت ہوتی ہیں

۵۔ احمد رضا خاں: اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام (۱۳۰۶ھ) مطبوعہ بریلی، بار اول

۲۵ رجب ۱۳۳۵ھ ص ۱۵  
۱۹۲۶

احمد رضا خاں: اعزاز الکتاہ فی رد صدقہ مانع الزکوٰۃ (۱۳۰۹ھ) مطبوعہ بریلی، بار اول ص ۱۱



شرعیّت و طریقت اور بیعت کے بارے میں مولانا بریلوی کا مسلک بہت واضح معقول ہے۔ عمرو کے اس قول کے بارے میں کہ ”طریقت نام ہے وصول الی اللہ کا اور شرعیّت نام ہے حیا و امر دنا ہی کا“ جب مولانا بریلوی سے استفسار کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا :

” عمرو کا قول کہ طریقت نام ہے وصول الی اللہ کا محض جنون و جہالت ہے، دو حرف پڑھا ہوا جانا ہے کہ ”طریق، طریقہ، طریقت، راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو۔ تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے۔ اب اگر وہ شرعیّت سے جدا ہو تو بشارات قرآن عظیم خدا تک نہ پہنچائے گی بلکہ شیطان تک، جنت میں نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں کہ شرعیّت کے سوا سب اہوں کو قرآن عظیم باطل و مردود فرما چکا ہے۔“

ضرورت مرشد کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں :

” انجام کار رستگاری “ (اگرچہ معاذ اللہ سبقت عذاب کے بعد ہو) — یہ عقیدہ اہل سنت میں ہر مسلمان کے لیے لازم اور کسی بیعت و مریدی پر ہر وقت نہیں اس کے واسطے صرف نبی کو مرشد جانا بس ہے لے لیکن اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھتے ہیں :

” فلاح احسان کے لیے بیشک مرشد خاص کی حاجت ہے اور وہ بھی شیخ الصیال کی، شیخ اتصال اس کے لیے کافی نہیں لے۔“

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام سے استعانت و استغاثہ کے بارے میں مولانا بریلوی کا موقف یہ ہے کہ یہ مشروط طور پر جائز ہے۔ ایک استفسار کے جواب میں وہ

۱۔ احمد رضا خاں : مقال العرفاء باعزاز شرع و علماء (۱۳۲۶ھ) مطبوعہ کراچی، ص ۱۹۰۹

۲۔ احمد رضا خاں : السنیۃ الانیقہ، مطبوعہ بریلی، ص ۱۲۴

۳۔ ایضاً، ص ۱۴۱

کہتے ہیں:

” جائز ہے جب کہ انہیں بندۂ خدا اور اس کی بارگاہ میں وسیلہ جانے اور انہیں باذن الہی والمدبرات امرا سے مانے اور اعتقاد کر لے کہ بے حکم خدا ذرہ نہیں مل سکتا اور اللہ عزوجل کے دیئے بغیر کوئی ایک حبتہ نہیں دے سکتا۔ ایک حرف نہیں سن سکتا، پلک نہیں ہلا سکتا اور بیشک سب مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے یہ بعض مسلمان حدود شرعیہ سے تجاوز کر کے مزارات کے آگے سجدے وغیرہ کرتے ہیں۔ مولانا بریلوی نے غیر اللہ کے لیے سجدہ عبادت کو کفر و شرک اور سجدہ تعظیمی کو حرام قرار دیا ہے اور اس سلسلے میں ایک فاضلانہ و محققانہ رسالہ لکھا ہے جس کا عنوان ہے:-

### الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود المتحیہ

۱۳۳۷ ھ / ۱۹۱۸ ع

اس رسالے میں وہ لکھتے ہیں: مسلمان اے مسلمان! اے شریعت مصطفوی کے تابع فرمان! جان اور یقین جان کہ سجدہ، حضرت عزت و جلالہ کے سوا کسی کے لیے نہیں، اس کے غیر کو سجدہ عبادت تو یقیناً اجاعاً شرک مہین و کفر مبین اور سجدہ تحت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین ہے۔

مولانا بریلوی نے اپنے دعوے کے اثبات میں پہلے آیات قرآنی سے سجدہ تحت کی حرمت کو ثابت کیا ہے۔ پھر چالیس احادیث سے ثابت کیا ہے، اس کے بعد ڈیڑھ سو نصوص فقہ سے سجدہ تحت کی حرمت کے دلائل پیش کیے ہیں۔

۱۔ احمد رضا خاں: احکام شریعت حصہ اول، مطبوعہ آگرہ، ص ۳

۲۔ احمد رضا خاں: الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود المتحیہ، مطبوعہ بریلی، ص ۵

۳۔ ایضاً، ص ۶۰-۱۰

۴۔ ایضاً، ص ۱۰۰-۲۵

۵۔ ایضاً، ص ۲۵-۸۰

آجکل بعض بے علم مسلمانوں میں گھروں میں براق کی تصاویر لگانے کا رواج عام ہے، یہ رواج پہلے بھی تھا، مولانا بریلوی نے براق کی تصاویر لگانے کی سختی سے ممانعت کی ہے البتہ قبر شریف اور نعلین شریف کے عکس کو جائز و مستحسن لکھا ہے۔  
مسلمانوں میں فاتحہ، سوم، چہلم، برسی، عرس وغیرہ کا رواج ہے، مولانا بریلوی نے اس کی روح کو جائز قرار دیا ہے اور غیر ضروری لوازمات کو بے اصل، اس طرح انھوں نے میاں روکی کی راہ اختیار کی ہے۔ فاتحہ وغیرہ کو جائز قرار دیتے ہوئے آخر میں لکھا ہے:

” باقی جو بے ہودہ باتیں لوگوں نے نکالی ہیں مثلاً اس میں شادی کے سنے نکتہ کرنا، عمدہ عمدہ فرش بچھانا، یہ باتیں بے جا ہیں اور اگر یہ سمجھتا ہے کہ ثواب تیسرے دن پہنچتا ہے یا اس دن زیادہ پہنچے گا اور روز کم، تو یہ عقیدہ بھی اس کا غلط ہے۔ اسی طرح چمنوں کی کوئی ضرورت نہیں، نہ چنے بانٹنے کے سبب کوئی بُرائی پیدا ہوئے۔“

کھانے کو سامنے رکھ کر ایصالِ ثواب کرنے کے بارے میں اپنے موقف کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

” بات یہ ہے کہ فاتحہ ایصالِ ثواب کا نام ہے اور مومن کو عمل نیک کا ایک ثواب اس کی نیت کرتے ہی حاصل اور کیے پردس ہو جاتا ہے۔“

— رہا کھانا دینے کا ثواب، وہ اگرچہ اس وقت موجود نہیں تو کیا ثواب پہنچانا شاید ڈاک یا پارسل میں کسی چیز کا بھیجنا سمجھا ہوگا کہ جب تک وہ شے موجود نہ ہو، کیا بھیجی جائے۔؟ حالانکہ اس کا طریقہ صرف جناب باری میں دعا کرنا ہے کہ وہ ثواب میت کو پہنچائے۔ اگر کسی کا یہ اعتقاد ہے کہ جب تک

۱۔ احمد رضا خاں: سفار الوالہ فی صلوٰۃ الجیب و مزارہ و نعالہ (۱۳۱۵ھ) مطبوعہ بریلی، بار اول

۲۔ احمد رضا خاں: الحجۃ الفاعلۃ لطیب التعمین و الفاتحہ (۱۳۰۶ھ) مطبوعہ لاہور، ص ۱۴

۳۔ ایضاً، ص ۱۵



کھانا سامنے نہ کیا جائیگا، ثواب نہ پہنچے گا تو یہ گمان اس کا محض غلط ہے۔  
ایک سوال کے جواب میں کہ زید اپنی زندگی میں خود اپنے لیے ایصالِ ثواب کر سکتا ہے یا نہیں۔ لکھتے ہیں:

”ہاں کر سکتا ہے، محتاجوں کو چھپا کر دے۔ یہ جو عام رواج ہے کہ کھانا پکایا جاتا ہے اور تمام اغنیاء و برادری کی دعوت ہوتی ہے، ایسا نہ کرنا چاہیے۔“

دور جدید کی بدعات میں عورتوں کا بے محابہ گھومنا بھجڑنا، نامحرموں کے سامنے آنا، میت کے گھر جمع ہو کر خوب کھانا پینا، رہنا سہنا، زیارتِ قبور کے لیے قبرستانوں میں جانا اور نامحرم پیروں کے سامنے آنا عام ہے۔ مولانا بریلوی نے ان تمام بدعات کی مخالفت کی ہے۔

ایک سوال کے جواب میں کہ ”عورت اپنے محارم اور غیر محارم کے ہاں جا سکتی ہے یا نہیں؟“ مولانا بریلوی نے ایک رسالہ لکھا جس کا عنوان ہے:

مروج النجا لخروج النساء

(۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۸ء)

اس رسالے میں مولانا بریلوی نے عورتوں کو مندرجہ ذیل اقسام میں تقسیم کیا ہے، پھر ہر ایک کے لیے الگ الگ حکم صادر کیا ہے:

قابلہ، غاسلہ، نازلہ، مرضیہ، مضطرہ، حاجبہ، مجاہدہ، مسافرہ، کاسبہ، شاہدہ، طالبہ، مطلوبہ۔

مندرجہ ذیل عنوان سے ایک رسالہ لکھا جس میں میت کے گھر انتقال کے دن

۱۔ ایضاً، ص ۱۶

۲۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں: الملقوظ، حصہ سوم (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء)

۳۔ احمد رضا خاں، مروج النجا لخروج النساء، مطبوعہ بریل۔

یا بلوغتوں اور مردوں کا جمع ہو کر کھانا پینا اور میت کے گھر والوں کو زیر بار کرنے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے:

جلی الصوت لنہی الدعوت امام الموت

(۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء)

ایک سوال کے جواب میں کہ ”عورتیں زیارت قبور کے لیے قبرستان جاسکتی ہیں یا نہیں؟“

تحریر فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لعن اللہ من زارت القبور

(اللہ کی لعنت ان عورتوں پر کہ زیارت قبور بکثرت کریں)

رواہ احمد و ابن ماجہ و الحاكم عن حسان بن ثابت و الاولان و الترمذی عن

ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ۲

اس موضوع پر مولانا بریلوی نے ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس کا عنوان ہے:

جمل المنور فی نہی النساء عن زیارة القبور

(۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء)

زیارت قبور کے سلسلے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف پر حاضری کو مستثنیٰ قرار دیا ہے کیونکہ عورتوں اور مردوں کا اس دربار میں حاضر ہونا عادیہ و شرفیہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر عورتوں کی حاضری کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا:

۱۔ احمد رضا خاں: جلی الصوت لنہی الدعوت امام الموت، مطبوعہ بریلی

۲۔ احمد رضا خاں: السنیۃ الاثیقہ فی فتاویٰ افریقیہ، مطبوعہ بریلی، ص ۶۶

۳۔ احمد رضا خاں: جمل المنور فی نہی النساء عن زیارة القبور، مطبوعہ بریلی

” غنیمت میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحبِ قبر کی جانب سے؟ جس وقت گھر سے اداہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے۔ سوائے روضۃ النور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں، وہاں حاضری البتہ سنتِ جلیلیہ عظیمہ قریب بواجبات ہے۔ خود حدیث میں ارشاد ہوا من زار قبری وجبت لہ شفاعتی جو میرے مزارِ کریم کی زیارت کو حاضر ہوا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ دوسری حدیث میں ہے من حج ولہ زمزمی فقد جفانی جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا بیشک اس نے مجھ پر جفا کیا لہ

فی زماننا عورتیں اپنے پیروں اور مرشدوں کے سامنے بے دھڑک آ جاتی ہیں۔ نہ ان کو کوئی حجاب آتا ہے اور نہ پیری منع کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں مولانا بریلوی سے ایک استفادہ لیا گیا تو انھوں نے جواب دیا:

بیشک ہر غیر محرم سے پردہ فرض ہے جس کا اللہ و رسول نے حکم دیا ہے جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ بیشک پیر، مرید کا محرم نہیں ہو جاتا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر امت کا پیر کون ہوگا؟ وہ یقیناً بالروح ہوتا ہے۔ اگر پیر ہونے سے آدمی محرم ہو جایا کرتا تو چاہیے تھا کہ نبی سے اس کی امت سے کسی عورت کا نکاح نہ ہو سکتا۔

مزارات پر روشنی کرنے، چراغ، لوبان، بخور جلانے اور چادر چڑھانے کا بھی عام رواج ہے۔ مولانا بریلوی نے ان تمام رسوم و رواج سے متعلق میانہ روی اختیار کرتے ہوئے، معقول فیصلے صادر کیے ہیں

۱۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں، المفوظ (۱۹۱۹ء) حصہ دوم، مطبوعہ کراچی، ص ۱۱۰  
۲۔ احمد رضا خاں، مسائل سماع (مرتبہ مولوی عرفان علی رضوی) مطبوعہ لاہور، ص ۳۲



قبروں پر چراغ چلانے کے بارے میں سوال کیا گیا تو شیخ عبدالغنی نلبسی کی تصنیف حدیقہ ندیہ کے حوالے سے تحریر فرمایا :

” قبروں کی طرف شمع لے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا ہے۔ “ لہٰذا اس کے بعد مولانا بریلوی لکھتے ہیں :

” یہ سب اس صورت میں ہے کہ بالکل فائدے سے خالی ہو اور اگر

شمع روشن کرنے میں فائدہ ہو کہ موقع قبور میں مسجد ہے، یا قبور سر راہ

ہیں وہاں کوئی شخص بیٹھا ہے — تو یہ امر جائز ہے۔ “

ایک اور جگہ اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے :

” اصل یہ ہے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں انما الاعمال بالنیات اور جو کام دینی فائدے اور دنیوی

نفع جائز دونوں سے خالی ہو، عبث ہے اور عبث خود مکروہ ہے اور اس

میں مال صرف کرنا الحرام ہے اور سزا حرام ہے قال اللہ تعالیٰ ولا تسرفوا

ان الله لا يحب المرفین اور مسلمانوں کو نفع پہنچانا بلاشبہ محبوب

شارع ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من استطاع منكم ان ينفع

اخاه فلينفعه تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو نفع پہنچائے

تو پہنچائے۔ “

قبر پر لوبان وغیرہ جلانے کے لیے دریافت کیا تو جواب دیا گیا :

عود، لوبان وغیرہ کوئی چیز نفس قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز چاہیے

۱۔ احمد رضا خاں: ابرق المنار بشوع الزار (۱۳۳۱ھ) مطبوعہ لاہور، ص ۹

۲۔ ایضاً، ص ۹-۱۰

۳۔ احمد رضا خاں: احکام شریعت، حصہ اول، مطبوعہ آگرہ، ص ۳۸۔

اگرچہ کسی برتن میں ہو مسافیر المتفائل القبیح بطلوع  
 السدخان من علی القبر والعیاذ باللہ —  
 اور قریب قبر سلکانا (اگر نہ کسی تالی یا ذکر یا زائر حاضر خواہ غنقیب آندالے  
 کے واسطے ہو) بلکہ یوں کہ صرف قبر کے لیے جلا کر چلا آئے تو ظاہر  
 منع ہے اسراف اور اضاعت مال۔ میت صالح اس غرنے  
 کے سبب جو اس قبر میں جنت سے کھولا جاتا ہے اور بہشتی  
 نہیں، بہشتی پھولوں کی خوشبو میں لاتی ہیں، دنیا کے اگر  
 اور لوبان سے غنی سے لے

قبر پر چادر چڑھانے کے لیے دریافت کیا تو جواب دیا:  
 جب چادر موجود ہو اور منوز پرانی یا خراب نہ ہوئی کہ بدلنے کی حاجت  
 ہو تو بیکار چادر چڑھانا فضول ہے بلکہ جو دامن اس میں صرف کریں اللہ  
 کی روح مبارک کو ایصال ثواب کے لیے محتاج کو دیں لے

مولانا بریلوی نے مندرجہ بالا رسوم و رواج میں اسراف اور اضاعت مال سے  
 سے بچنے اور کفایت شعاری کے اسلامی معاشی نظریہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے فیصلے صاف  
 کیے ہیں۔ یعنی اگر کسی عمل نیک میں افادیت ہے تو وہ جائز ہے اور اضاعت مال ہے  
 تو حرام ہے۔ اور یہ اصول صرف قبور کے لیے خاص نہیں بلکہ انسانی زندگی کے ہر  
 گوشہ کے لیے ہے۔

ہمارے معاشرے میں تواری میں آلات موسیقی (نرامیر) کا عام رواج ہے۔  
 درگاہوں حتیٰ کہ مسجدوں کے قریب ڈھول سازنگی وغیرہ سے خوب تواریاں ہوتی  
 ہیں، پھر عرس وغیرہ میں تو خاص اتہام ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض اعراس

۱۔ احمد رضا خاں: النیۃ الانیقہ مطبوعہ بریلی ص ۷۰

۲۔ احمد رضا خاں: احکام شریعت حصہ اول ص ۲۲

میں عورتیں بھی جمع ہوتی ہیں اور بے پردہ گھومتی پھرتی ہیں! اور دوسرے بہت سے تماشے ہوتے ہیں جو شرمناک بھی ہیں اور غمناک بھی۔ — مولانا بریلوی نے ایسے رد اہوں کو جو شریعت کے خلاف ہیں ناجائز قرار دیا ہے۔ — آلات موسیقی کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں وہ لکھتے ہیں :

” مزامیر جنہیں مٹانے کے لیے حضور پر نور نبی اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے کما فی الحدیث مطلقاً حرام ہیں۔

ایسی توالی میں شرکت کے لیے دریافت کیا گیا جس میں آلات موسیقی وغیرہ

کا اتہام ہو تو جواب دیا :

ایسی توالی حرام ہے، حاضرین سب گنہگار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا

عرس کرنے والوں اور توالوں پر ہے اور توالوں کا بھی گناہ اس عرس

کرنے والے پر ہے۔

مرد و عورتوں میں شرکت کے بارے میں پوچھا گیا تو سخت شرائط پابندی

کے ساتھ اس کے جواز کا فتوے دیتے ہوئے لکھا :-

” عرس متعارف مذکور فی السؤال کہ ہجومِ زنان و تماشا سائے مردان آثار شرکیہ و

ارتکابِ معاصی، نظارہ اجنبیہ و لہو و لہب و طوائفان و تصانُّ آلات

مزامیر وغیرہ سے خالی ہو، بلاشبہ جائز و درست ہے کہ الامور

بمقاصدہا — اور ظاہر ہے کہ غرض العقد اس مجلس سے ایصال

نواب، فاتحہ و قرآن خوانی ہے۔

آج کل عرس میں بکثرت ان امور کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ مولانا بریلوی نے جن کی

۱۔ احمد رضا خاں : مسائل سماع، مطبوعہ لاہور، ص ۲۴

۲۔ احمد رضا خاں : احکام شریعت، حصہ اول، ص ۲۳

۳۔ احمد رضا خاں : مواہب ادرارح القدس کشف حکم العرس ( ۱۳۲۴ھ ) مطبوعہ لاہور، ص ۱۹۰۶



نفی فرمائی، ایسے اعراس میں شرکت جہاں ان افعالِ قبیحہ کا ارتکاب ہو مولانا بریلوی کے نزدیک جائز نہیں۔

بعض مسلمانوں میں شادی کے موقع پر آتش بازی چھوڑنے کا رواج ہے اور شبِ براء کے موقع پر تو اکثر مسلمان آتش بازی کا اہتمام کرتے ہیں۔ خصوصاً بچے اس شغف میں مصروف نظر آتے ہیں۔ — مولانا بریلوی سے اس سلسلے میں ایک سوال کیا گیا تو جواب دیا:

”آتش بازی جس طرح شادیوں اور شبِ براءت میں رائج ہے، بیشک حرام اور پورا جرم ہے کہ اس میں تصنیعِ مال ہے، قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کا سبائی فرمایا، قال اللہ تعالیٰ ولا تبذروا ما آتاكم من المذہب من کالموا الخواتم الشیطن لہ“

جس شادی میں گانا بجانا اور محرقات شرعیہ کا ارتکاب ہو اس میں شرکت سے منع فرمایا اور یہ ہدایت کی:

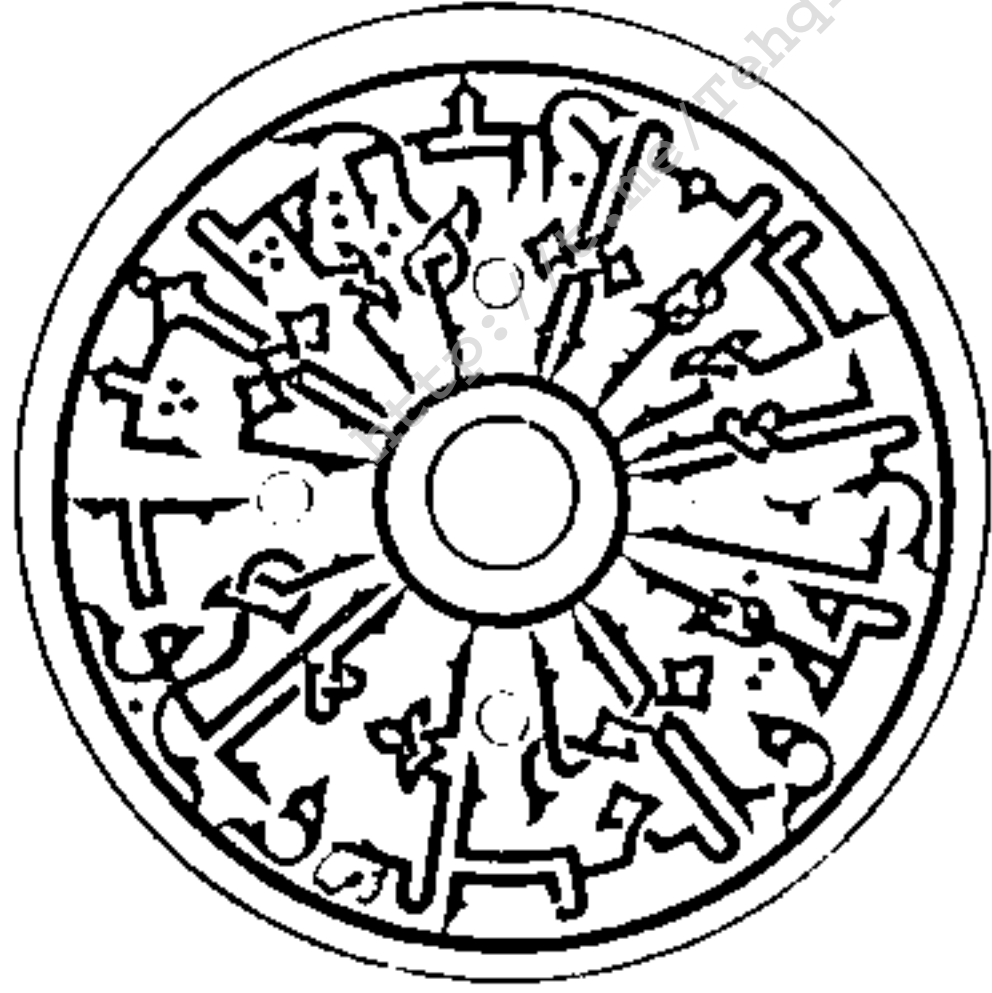
”جس شادی میں یہ حرکتیں ہوں، مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس میں ہرگز شریک نہ ہوں گے“

مانعت کی اصل وجہ یہی ہے کہ شرکت سے مرکب کی سمیت افزائی ہوتی ہے اور وہ باز نہیں آتا۔ ہمارے معاشرے میں بہت سے لوگ فضول خرچیوں میں مبتلا ہیں بلکہ فضول خرچی ہماری طبیعتِ ثانیہ بن گئی ہے۔ ایک دوسرے کی سمیت افزائی کرتا ہے۔ ایک دوسرے کی حرص کرتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب بنیائی سے محروم ہو گئے۔ — مولانا بریلوی نے ملت کی اس پستی اور انحطاط پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

۱۔ احمد رضا خاں: ہادی الناس فی رسوم الاعراس (۱۳۱۲ھ) مطبوعہ لاہور، ص ۲  
۱۸۹۴ء

۲۔ ایضاً، ص ۴۔

” قلب جب تک صاف ہے، خیر کی طرف بلاتا ہے اور معاذ اللہ کثرتِ معاصی اور خصوصاً کثرتِ بدعات سے اندھا کر دیا جاتا ہے، اب اس میں حق کے دیکھنے، سمجھنے، غور کرنے کی قابلیت نہیں رہتی مگر ابھی حق سننے کی استعداد باقی رہتی ہے۔“



محض الملك الرافع والعدل والجرود

لے محمد مصطفیٰ رضا خاں؛ المفوظ (۱۳۳۸ھ) حصہ سوم، مطبوعہ علی گڑھ، ص ۵۲

(۵)

## ادبیات

فصاحت و بلاغت — تمیذِ رحمن — کفایت علی کافی  
نعت گوئی — اردو کلام — فارسی کلام  
عربی کلام — تاریخ گوئی  
نعت گوئی میں احتیاط — قصیدہ غوثیہ کی عربیت پر نقد و تبصرہ  
اشعار سودا کی شرح — نمونہ کلام اردو، فارسی، عربی



(۵)

مولانا بریلوی ماہر فقیہ و مفتی اور مبلغ ہونے کے علاوہ شعر و ادب میں بھی استادانِ وقت سے پیچھے نظر نہیں آتے۔ ان کی نثری تخلیقات میں بعض محققانہ ہیں۔ بعض متنواریہ، بعض فلسفیانہ، بعض عارفانہ، بعض ادبیانہ اور بعض سہل ممتنع کا اعلیٰ نمونہ معلوم ہوتی ہیں۔ نہ صرف اردو اور فارسی بلکہ عربی میں بھی ان کی فصاحت و بلاغت کا یہی عالم ہے، علمائے حرین نے اس کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ امام مسجد حرام کے والد ماجد، عالمِ جلیل شیخ احمد ابوالنخیر میرداد مکی تحریر فرماتے ہیں :-

الحمد لله على وجود مثل هذا الشيخ فانى له امر مثله في

العلم والنصاحه له

(ترجمہ) مولانا بریلوی جیسے شیخ کے وجود پر میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں بیشک

میں نے علم اور فصاحت میں ان جیسا نہیں دیکھا ہے۔  
اسی طرح سید مامون البری مدنی، شیخ سعید بن مکی، شیخ حامد احمد محمد جدادی، شیخ  
عبدالرزاق بن عبدالصمد، شیخ اسعد دھان مکی، شیخ علی بن حسین مکی وغیرہ نے مولانا بریلوی

۱۔ مکتوب سید اسماعیل خلیل، محرمہ ۱۲ رجب المرجب ۱۳۲۲ھ از مکہ معظمہ بنام مولانا بریلوی

۲۔ مکتوب سید مامون البری، محرمہ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ از مدینہ منورہ بنام مولانا بریلوی

۳۔ عبدالحکیم اختر شاہ جہاں پوری، رسائل رضویہ، جلد اول، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۲ھ ص ۱۶۶

۴۔ احمد رضا خاں، حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۵ھ ص ۹، ۱۹۶۵

۵۔ عبدالحکیم اختر شاہ جہاں پوری، رسائل رضویہ، جلد اول، ص ۱۵۸

۶۔ احمد رضا خاں، حسام الحرمین، ص ۹

کے ایضاً، ص ۳

کی فصاحت و بلاغت کی تعریف کی ہے۔

نثری تخلیقات کے علاوہ مولانا بریلوی کی شعری تخلیقات بھی بلند پایہ ہیں، سخنوروں اور سخن شناسوں نے ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ چنانچہ پاکستان کے مشہور فاضل محقق اور سخنور و سخن شناس پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں (سابق صدر شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد سندھ) اپنے ایک فاضلانہ مقالے میں مولانا بریلوی کے فضل و کمال اور شعر و ادب میں ان کے مقام کا تعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

” اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ اپنے دور کے بے مثل علماء میں شمار ہوتے ہیں، ان کے فضل و کمال، ذہانت و فطانت، طباعی و ذراکی کے سامنے بڑے بڑے علماء، فضلاء، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، محققین، مستشرقین نظروں میں نہیں جھپتے۔ — مختصر یہ کہ وہ کون سا علم ہے جو انہیں نہیں آتا تھا، وہ کون سا فن ہے جس سے وہ واقف نہیں تھے؟ — شعر و ادب میں بھی ان کا لوہا مانا پڑتا ہے، اگر صرف محاورات، مصطلحات، ضرب الامثال اور بیان و بدیع سے تمام الفاظ ان کی جملہ تصانیف سے یک جا کر لیے جائیں تو ایک ضخیم لغت تیار ہو سکتی ہے۔“

اس طرح ہندوستان کے کہنہ مشوق ادیب شاعر کا لیداس گپتا نے مولانا بریلوی کے شاعرانہ کمالات پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے:

” اسلامی دنیا میں ان کے مقام بلند سے قطع نظر، ان کی شاعری بھی اس درجہ

کی ہے کہ انہیں انیسویں صدی کے اساتذہ میں برابر مقام دیا جائے۔ — ذرا سے غور و فکر کے بعد ان کے اشعار ایک ایسے شاعر کا پیکر دل و دماغ پر مسلط کر دیتے ہیں جو محض ایک سخن ور کی حیثیت سے بھی اگر میدان میں اترتا تو کسی استاد وقت سے پیچھے نہ رہتا۔ — ان کے کلام سے ان کے کامل حساب

۱۔ غلام مصطفیٰ خاں، ”مولانا احمد رضا خاں کی اردو شاعری“، مطبوعہ روزنامہ جنگ (کراچی) شمارہ ۱۲، فروری ۱۹۶۶ء

فن اور مسلم الثبوت شاعر ہونے میں شبہ نہیں اور ان کی نعتیہ غزلیں تو مجتہد  
درجہ رکھتی ہیں۔

— مولانا بریلوی تلمیذِ رحمن تھے۔ انہوں نے کسی سے شرفِ تلمذ حاصل نہیں

کیا۔ پیہ بھی جو کچھ کہا، ایسا کہا کہ پرکھنے والوں نے ان کو استادانِ وقت میں شمار کیا۔ ان

کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا خاں بریلوی (م ۱۳۲۶ھ) مزارِ داغِ دہلوی

(م ۱۳۲۲ھ) کے شاگرد تھے، ان کی عظمتِ شاعری کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا

ہے کہ رئیس المتغزین مولانا حسرت موہانی (م ۱۳۵۱ھ) نے ان کے شاعرانہ

کلمات پر ایک مضمون قلم بند کیا جو اردو کے معنیٰ میں شائع ہوا۔ مولانا بریلوی کو

ایسے عظیم شاعر کی استادی کا شرف حاصل ہے۔

شاعری میں مولانا بریلوی شہیدِ جنگِ آزادی مولانا کفایت علی کانی سے بہت متاثر

تھے، چنانچہ غلام رسول مہر نے لکھا ہے:

” کافی کی غزلیں بہت پسند کرتے تھے، ان کو سلطانِ نعت کہتے تھے۔“

مولانا بریلوی کے دیوانِ حدائقِ بخشش (حصہ سوم) میں یہ رباعی ملتی ہے:

۱۔ المیزان (پٹی) امام احمد رضا نمبر ۱۹۵۶ء، ص ۴۴

۲۔ اردو کے معنیٰ (علی گڑھ)، شمارہ جون ۱۹۱۲ء

۳۔ مولانا بریلوی لکھتے ہیں:

” ان کو میں نے نعت گوئی کے اصول بتا دیئے تھے، ان کی طبیعت میں ان کا ایسا رنگ رچا

کہ ہمیشہ کلام اس معیارِ اعتدال پر صادر ہوتا، جہاں شبہ ہوتا، مجھ سے دریافت کر لیتے۔“

(مبصطیٰ رضا خاں، الملفوظ، حصہ دوم، مطبوعہ کراچی، ص ۴۲)

۴۔ مولانا بریلوی نے لکھا ہے:

” مولانا کافی علیہ الرحمۃ کی زیادتِ آٹھ برس کی عمر میں خواب میں ہوئی۔ میری پیدائش کے

گیارہ مہینے بعد مولانا کو پچانسی ہوئی۔“ (الملفوظ، حصہ دوم، ص ۴۳)

۵۔ غلام رسول مہر: ۱۸۵۷ء کے مجاہد، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۱ء، ص ۳۱۱۔



مہکا سے میرے بونے دہن سے عالم  
یاں لقمہ شیریں نہیں تلخی سے بہم  
کافی سلطان نعت گویاں ہے رضا  
ان شاعر اللہ میں وزیر اعظم

مولانا کفایت علی کافی (م ۱۸۵۰ء - ۱۲۷۳ھ) اور مولانا حسن رضا خاں بریلوی، کی شاعری پر اظہار خیال کرتے ہوئے، مولانا بریلوی کہتے ہیں:

”سوا دو کے کلام کے کسی کا کلام، میں قصداً نہیں سنتا، مولانا کافی اور حسن میاں مرحوم کا کلام اول سے آخر تک شریعت کے دائرے میں ہے۔“  
پھر کہتے ہیں:

”غرض منہدی نعت گویوں میں ان دو کا کلام ایسا ہے، باقی اکثر دیکھا گیا ہے کہ قدم ڈگمگا جاتا ہے اور حقیقتاً نعت شریف مکھنا نہایت مشکل ہے جس کو لوگ نہایت آسان سمجھتے ہیں، اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے، اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور گمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔“

مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے انیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں شاعری کا آغاز کیا اور نعت گوئی کو مسدک شعری کے طور پر اپنایا اور اس میں وہ کمال پیدا کیا کہ اپنے معاصرین شعراء بلکہ اردو شاعری کے متقدمین شعراء سے گئے سبقت لے گئے۔ مولانا بریلوی کا یہ شعر ترجمان حقیقت معلوم ہوتا ہے:

یہی کہتی ہے بلبل باغ جباں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں  
نہیں منہ میں و اصف شاہ ہدی مجھے شوخی طبع رضا کی قسم لگے

۱۔ احمد رضا خاں: حقائق بخشش، حصہ سوم مطبوعہ بدایوں، ص ۹۳-۹۴  
۲۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں: المفوظ، حصہ دوم، مطبوعہ کراچی، ص ۴۱  
۳۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں: المفوظ، حصہ دوم، مطبوعہ کراچی، ص ۴۲  
۴۔ احمد رضا خاں: حقائق بخشش، مطبوعہ کراچی، ص ۲۳ (باقی صفحہ پر)

ابتداء میں مولانا بریلوی کا کلام مختلف رسائل میں شائع ہوتا رہا۔ مثلاً ماہنامہ تحفہ حنفیہ (پٹنہ، مجریہ ۱۳۱۳ھ) ، ماہنامہ الرضا (بریلی مجریہ ۱۳۳۱ھ) وغیرہ وغیرہ۔ مذکورہ رسائل کے چند شمارے نظر سے گزرے جن میں مولانا بریلوی کا اردو، فارسی اور عربی کلام شامل ہے۔

مولانا بریلوی کا کچھ کلام متفرق صورت میں بھی شائع ہوا۔ چنانچہ مولانا عبدالقادر بدایونی (۱۳۱۹ھ) کی منقبت میں چراغ انس (۱۳۱۵ھ) کے نام سے مولانا بریلوی نے ایک مدحیہ قصیدہ لکھا جو پہلی بار ماہنامہ تحفہ حنفیہ (پٹنہ) میں شائع ہوا۔ یہ قصیدہ ۶۱ اشعار پر مشتمل ہے لیکن مولانا حسن رضا خاں بریلوی نے جب ۱۳۱۸ھ میں یہ قصیدہ بریلی سے کتابی صورت میں شائع کیا تو اس میں ۶۶ اشعار تھے۔ شاہ ابوالحسن احمد النوری (م ۱۳۲۳ھ) کی منقبت میں بھی مولانا بریلوی نے ۱۳۱۵ھ میں مشرقستان قدس (۱۹۰۶ء) میں شائع کیا تھا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) نوٹ :

لیکن شاعری مولانا بریلوی کے لیے وجہ افتخار نہ تھی اور نہ علماء دین کے لیے وجہ افتخار ہو سکتی ہے۔ چنانچہ مولانا حسن رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں :

نہ جناب مصنف (احمد رضا خاں بریلوی) نے کبھی اپنی منظومات عربی،

فارسی کے (کہ کمترین پایہ علماء ہے) طبع کی جانب توجہ فرمائی۔

۱۱ احمد رضا خاں: قصیدہ چراغ انس، مطبوعہ بریلی ۱۳۱۸ھ ص ۱۳

البتہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت کی وجہ سے نعت گوئی وجہ افتخار ہو

سکتی ہے۔ (مسعود)

لے ملاحظہ فرمادیں:

۱) تحفہ حنفیہ (پٹنہ) شمارے ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ، محرم ۱۳۲۶ھ، صفر ۱۳۲۶ھ، محرم ۱۳۲۷ھ

۲) الرضا (بریلی) شمارہ ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ، ص ۳۰

۳) تحفہ حنفیہ (پٹنہ)، شمارے رمضان المبارک و شوال الکریم ۱۳۱۸ھ، ص ۳۹-۴۱

کے نام سے ایک مدحیہ قصیدہ لکھا جو ماہنامہ تحفہ حنفیہ (پٹنہ) میں شائع ہوا تھا۔  
 مولانا بریلوی کا مشہور قصیدہ معراجیہ، مسلم یونیورسٹی پریس علی گڑھ میں چھپ کر شائع  
 ہوا۔ جامعہ راشدیہ پیر گوٹھ (ضلع سکھ، سندھ) کے شیخ الجامعہ مولانا تقدس علی خاں  
 کے چھوٹے بھائی نے یہ مطبوعہ قصیدہ دیکھا تھا۔ راقم کے نام ایک مکتوب میں وہ  
 لکھتے ہیں:

برادر عزیز مفتی اعجاز ولی صاحب مرحوم دادوں (ضلع علی گڑھ) میں مدرس  
 سعیدیہ میں پڑھتے تھے۔ انہوں نے یہ قصیدہ مطبوعہ مسلم یونیورسٹی  
 عبدالشامہ خاں شروانی مرحوم کے پاس دیکھا تھا۔  
 ۱۳۲۵ھ میں مولانا بریلوی کے کلام کا انتخاب حدائق بخشش کے نام سے  
 ۱۹۰۶ء میں شائع ہوا۔ اب تک دیوان حدائق بخشش کو مولانا بریلوی کے سارے  
 کلام کا مجموعہ سمجھا جاتا ہے مگر یہ صحیح نہیں۔ ماہنامہ تحفہ حنفیہ (پٹنہ) شمارہ ما بعد  
 صفر ۱۳۲۶ھ میں ایک اشتہار نظر سے گزرا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حدائق بخشش  
 مولانا بریلوی کا انتخاب کلام ہے، اشتہار کا اقتباس ملاحظہ فرمادیں:

منت سپاس بے قیاس خالق جل و علا کہ انتخاب دیوان امام نصحا و بلغا،  
 سرآمد شعرا، تاج الکلام، بحر زخار علوم عقلیہ، نقلیہ، ہر حشیمہ فیوض حنفیہ و  
 حلیہ، مجدد مائتہ حاضرہ، مؤبد ملت طاہرہ، رئیس اہل سنت و جماعت  
 ناصر شریعت و طریقت، اعلیٰ حضرت، مولانا و مقتدا ناسیڈنا مولوی مفتی احمد رضا  
 خان صاحب بارک فی حیاۃ اللہ الواہب حلیہ طبع سے آمانت ہو کر مسرت  
 بخش قلوب شائقین ہوا۔ دعا کیجئے پروردگار وہ دن لائے اور وہ سنت  
 دکھائے کہ اس کا دوسرا حصہ قصائد کا بھی لباس طبع سے مزین ہو جائے اور

۱۔ تحفہ حنفیہ (پٹنہ)، شمارہ ۱۱، ۱۲، جلد ۳ بحوالہ چراغ انس مطبوعہ بریلی ۱۳۱۸ھ  
 ۲۔ مکتوب محرر۔ ۸ جولائی ۱۹۰۶ء از پیر گوٹھ (سندھ)



محبوب کلام فارسی و عربی بھی حجاب طبع سے نکل کر جلوہ نعت عالم کو دکھانے  
 مولانا بریلوی کے انتقال کے بعد بدایوں سے حدائق بخشش حصہ سوم کے  
 نام سے ایک مجموعہ شائع ہوا جس میں مولانا بریلوی کا اردو فارسی اور عربی کلام شامل  
 ہے۔ لیکن یہ مجموعہ زیادہ مستند نہیں، اس میں الحاقی کلام معلوم ہوتا ہے۔  
 چند سال ہوئے مدینہ پیشنگ (کراچی) نے حدائق بخشش کے تینوں حصوں کا مستند  
 منتخب کلام شائع کیا ہے۔ جناب شمس بریلوی نے اس پر نہایت فاضلانہ مقدمہ  
 لکھا ہے مولانا بریلوی کی ایک اور نظم بعنوان الاستمداد علی اجدیال الارتداد (۱۳۳۴ھ)  
 لائل پور سے شائع ہوئی ہے۔ (۱۹۶۶ء)

مولانا بریلوی کا اردو، فارسی، اور عربی کلام منور منتشر ہے۔ اردو کلام کے  
 بارے میں مختصر آد پر عرض کیا گیا۔ فارسی کلام مختلف کتابوں میں بکھرا پڑا ہے مثلاً  
 کتاب الطاری الداری کے تیسرے حصے میں تقریباً ۲۰۰ فارسی اشعار ملتے ہیں۔ یہ اشعار  
 مذہبی اور سیاسی موضوعات پر ہیں۔ راقم نے کلام الامم کے نام سے ان کا انتخاب  
 مرتب کیا ہے اور مبسوط شرح لکھی ہے۔ انشاء اللہ یہ مجموعہ اس سال لاہور سے  
 شائع ہو جائے گا۔ مولانا بریلوی نے مشہور قصیدہ غوثیہ کے عربی اشعار  
 کا منظوم فارسی ترجمہ کیا ہے۔ یہ مجموعہ بعنوان  
قصیدہ مبارکہ غوثیہ مع ترجمہ منظوم  
 (۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۳ء)

شائع ہو چکا ہے۔

قصیدہ غوثیہ کے ۱۲۹ اشعار میں ہر شعر کا پہلے ایک شعر میں فارسی منظوم ترجمہ

۱۔ انبارہ تحفہ حنفیہ (پنہ) شمارہ البعد صفحہ ۱۳۲۶ ص ۲۲  
 نومٹ، دیوان حدائق بخشش کا اولین ایڈیشن بریلی اور پنہ سے دستیاب تھا۔  
 ۲۔ مقدمہ کا عنوان ہے "اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ عافظا احمد رضا خاں قدس سرہ  
 کے لغت کلام کا تصدیقی اردو بی جائزہ" (حدائق بخشش، کراچی ۱۹۶۶ء ص ۱۴ تا ۲۳۱)  
 ۳۔ احمد رضا خاں، قصیدہ مبارکہ غوثیہ مع ترجمہ منظوم، مطبوعہ دین محمدی پریس، لاہور

کیسے، پھر دو شعروں میں اس کی تشریح کی ہے۔ آخری شعر میں ترجمہ کے ساتھ شعروں میں تشریح کی ہے۔ اس طرح کل فارسی اشعار کی تعداد ۹۲ ہو گئی ہے۔  
 مولانا بریلوی کا ایک فارسی قصیدہ صمصام حسن کے نام سے بھی شائع ہوا تھا! وہ بھی بہت سا فارسی کلام بکھرا پڑا ہے۔

عربی کلام بھی اسی طرح منتشر ہے۔ حدائق بخشش میں جو کچھ ہے، وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ مولانا بریلوی کی عربی منشور و منظوم تخلیقات مطالعہ کرنے کے بعد یوں محسوس ہوتا ہے کہ گو وہ بظاہر ہندوستانی تھی مگر حقیقت میں حجازی تھی۔ ان کی عربی میں بحیثیت کی ذرا بڑ نہیں، اس لیے خود اہل عرب ان کے کلام کو پڑھ کر مسحور ہو جاتے ہیں۔ ربیع الآخر ۱۳۱۲ھ میں انہوں نے ۱۷ اشعار پر مشتمل عربی میں ایک حمد کہی تھی جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

المحمد للمتوحد      بحیلا للمنفرد.

وصلاتہ دوما علی      خیر الانام محمدی

فتاویٰ رضویہ میں ان اشعار کے علاوہ اور بہت سے عربی اشعار ہیں۔ مثلاً جلد اول، صفحہ ۳۷۱ پر چھ اشعار ملتے ہیں۔ صفحہ ۵۳۵ پر ۱۶ اشعار ملتے ہیں۔  
 مولانا بریلوی تاریخ گوئی میں بھی بڑی مہارت رکھتے تھے۔ تاریخ گوئی میں مولانا بریلوی کی مہارت پر روشنی ڈالتے ہوئے مولانا ظفر الدین بہاری لکھتے ہیں:

” اس میں وہ کمال اور ملکہ تھا کہ انسان جتنی دیر میں کوئی مفہوم لفظوں میں ادا

کرتا ہے اعلیٰ حضرت اتنی ہی دیر میں بے تکلف تاریخی مادے اور جملے فرمایا

لہ (ا) احمد رضا خاں: العطا یا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ، جلد اول، ص ۳۷۱

(ب) محمد حسین اختر اعظمی: المدیح النبوی (عربی) مطبوعہ سرائے میر (اعظم گڑھ)

۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء ص ۱۹



کرتے تھے جس کا بہت بڑا ثبوت حضور کی کتابوں میں اکثر و بیشتر کا تاریخی نام اور وہ بھی ایسا چسپاں کہ بالکل مضمون کتاب کی توضیح و تفصیل کرنے والا جس کا مفصل بیان ذکر تصنیفات میں ملاحظہ سے گزرے گا۔

(حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص ۱۴۱)

مولانا بریلوی نے اکثر فی البدیہہ تاریخی اور تاریخی قطعات کہے ہیں۔ حیات اعلیٰ حضرت جلد اول میں مولانا محمد تقی علی خاں (م ۱۲۹۷ھ) کی، اعراب تاریخی شامل ہیں۔ اسی طرح رسالہ مواقع النجوم (مصنفہ محی الدین ابن عربی، مطبوعہ گلزار حسن، بمبئی) کے آخر میں مولانا محمد اسماعیل قادری نقشبندی (م ۱۳۱۷ھ) کے سانحہ وفات پر جو دو عربی قطعات تاریخ کہے تھے وہ شامل ہیں۔ ان قطعات کی لغاری عبارت کے جملوں سے بھی تاریخی نکالی ہیں، اشعار کی مجموعی تعداد ۵۳ سے ہے۔

ہندوستان کے مشہور محقق و قلم کار قاضی عبدالودود (بیرسٹر، بانکی پور) کے والد ماجد قاضی عبدالوحید (خلیفہ مولانا بریلوی) کے جنازے میں مولانا بریلوی نے شرکت کی اور قبرستان پنہنے سے پہلے پہلے عربی میں ایک تاریخی قطعہ فی البدیہہ ارشاد فرمایا جو ماہنامہ تحفہ حنفیہ (پٹنہ) میں شامل ہے۔ پیر عبد الغنی کے انتقال (۱۲۳۸ھ) (۱۹۲۰ء) پر بھی دس اشعار پر مشتمل ایک عربی قطعہ تاریخ وفات کہا تھا جو ماہنامہ الرضا (بریلی) میں شامل ہے۔ مولانا بریلوی کے خلیفہ مولانا محمد برہان الحق نے جبل پور (بھارت) سے وہ عربی قطعہ تحریر فرمایا ہے جو ۱۳۱۷ھ میں مولانا بریلوی نے ان کے جہاد مجد مولانا

۱۔ نطفہ الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۱۰

۲۔ ایضاً، ص ۱۴۲-۱۴۵

۳۔ ماہنامہ تحفہ حنفیہ (پٹنہ) شمارہ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ (ص ۴۱) ۱۹۰۹ء

۴۔ ماہنامہ الرضا (بریلی) شمارہ ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ (ص ۳) ۱۹۲۰ء



شاہ محمد عبدالکریم (م ۱۳۱۶ھ) کے سانحہ ارتحال پر کہا تھا۔ (جولہ مکتوب محرمہ ۲۸ جولائی ۱۹۰۸ء) تقریباً ۱۳۱۸ھ میں قاضی عبدالوحید نے نپٹہ میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا جس میں مولانا بریلوی نے تقریر کی جو بعد میں دربار حق و ہدایت میں چھپ کر شائع ہوئی اسی جلسے میں مولانا بریلوی کا عسری قصیدہ آمال الابرار پڑھا گیا ہے

مولانا بریلوی کی عربی سندا جازت الاجازۃ المرصویۃ لمجلہ صکتہ البہیۃ (۱۳۲۴ھ) میں بھی بہت سے عربی اشعار ملتے ہیں اسی طرح مولانا بریلوی کے ملفوظات میں بھی عربی اشعار ملتے ہیں۔ الفرض مولانا بریلوی کے عربی اشعار اور تاریخی قطعات ابھی تک مختلف کتابوں اور رسالوں وغیرہ میں منتشر ہیں۔ ڈاکٹر حامد علی (لیکچر شعبہ عربی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) اپنے مقالہ ڈاکٹریٹ ”ہندوستان کے عربی گو شعراء“ میں مولانا بریلوی کی عربی شاعری کا تفصیلی ذکر کیا ہے، غالباً مذکورہ بالا مقالے کا یہ حصہ امام احمد رضا اور ان کا عربی کلام“ کے عنوان سے بمبئی سے شائع ہوا ہے۔ ہندوستان سے مولانا محمود احمد تادری نے اپنے مکتوب (محرمہ ۱۵ فروری ۱۹۶۵ء) میں راقم کو لکھا ہے:

” امام احمد رضا اور ان کا عربی کلام“ اس عنوان پر میں نے کام شروع کر دیا ہے۔ حدائق بخشش (حصہ پنجم) عربی کلام پر مشتمل ہے۔ ایک دوسرے خط میں مولانا نے مذکورہ اطلاع دی ہے کہ انہوں نے مولانا بریلوی کے سینکڑوں عربی اشعار جمع کر لیے ہیں۔

مولانا بریلوی نے نعت گوئی میں بڑی احتیاط سے قدم رکھا ہے۔ خود فرمایا کہ نعت

- ۱۔ نضر الدین بہاری: حیا علی حضرت، جلد اول، ص ۱۹۵-۱۹۶
- ۲۔ احمد رضا خاں، رسائل رضویہ، جلد دوم (مرتبہ علیہ حکیم اختر شاہ جہاں پوری مظہری) مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ، ص ۲۸۲، ۲۸۶، ۲۸۸، ۲۹۰ اور ۱۹۲
- ۳۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں: الملفوظ، جلد دوم، ص ۱۸
- ۴۔ المیزان (بمبئی) امام احمد رضا نمبر (مارچ ۱۹۶۶ء)، ص ۲۴۵-۲۵۴

کہنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ مولانا بریلوی نے اپنی لغتوں میں مضامین تو مضامین لفاظ نہایت احتیاط سے استعمال کیے ہیں اور استعمال کرتے وقت متقدمین علماء و صوفیہ و شعراء کی نگارشات پر نظر رکھی سے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔

۸ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ کو کانپور سے ایک صاحب محمد آصف نے مولانا بریلوی کو خط لکھا کہ وہ دیوان حدائق بخشش کے ایک مصرع  
 حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

میں لفظ "شہنشاہ" کو حذف کر کے یوں بنا دیں

حاجیو! آؤ سرے شاہ کا روضہ دیکھو!

محمد آصف صاحب کے لفظ شہنشاہ پر اعتراض تھا کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استعمال کرنا مناسب نہیں۔ مولانا بریلوی کا موقف یہ تھا کہ یہ لفظ مناسب ہے، چنانچہ انہوں نے اپنے موقف کی تائید میں مندرجہ ذیل حضرات علماء و صوفیہ کی نگارشات سے ۲۳ حوالے پیش کیے اور یہ ثابت کیا کہ ان حضرات نے "شہنشاہ، ملک الملوک، سلطان السلاطین" وغیرہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔

(۱) اہم رکن الدین ابو بکر محمد بن ابی المفاخر بن عبدالرشید کرمانی (جو امر الفسادی)

(۲) علامہ حیر الدین زرکلی (فسادی خیر یہ)

(۳) مولانا محمد حلال الدین رومی (مثنوی شریف)

(۴) شیخ مصلح الدین سعدی

(۵) حضرت امیر خسرو (قران السعدین)

(۶) مولانا نور الدین جامی (تحفۃ الاحرار)

(۷) شمس الدین حافظ شیرازی

(۸) مولانا نظامی



(۹۱) شیخ شہاب الدین (بجروتاج) ۲

ذی الحجہ ۱۳۰۶ھ کو حیدرآباد دکن سے مولانا شاہ محمد برہم قادری برکاتی نے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ مولانا وکیل احمد سکندر پوری قصیدہ غوثیہ کی شرح لکھ رہے ہیں جس میں وہ قصیدہ کی عربیت پر معترضین کے اعتراضات کے جوابات بھی دیں گے۔ اس سلسلے میں جو نکات آپ کے ذہن میں ہوں، تحریر کر دیں۔

مولانا بریلوی نے معترضین کے رد میں ۱۰ نکات تحریر فرمائے۔ دوسرا نکتہ یہ بیان فرمایا کہ اکابر آئمہ اور علماء کبار نے بھی بعض مقامات پر قواعد عربی کا لحاظ نہیں لکھا، اس سلسلے میں مولانا بریلوی نے تین مثالیں پیش کی ہیں جس سے فنون عربی پر ان کی حیرانگیز نظر کا اندازہ ہوتا ہے۔ آخر میں انہوں نے لکھا ہے:

”اب کیا ان امور اور ان کے امثال کثیرہ پر نظر کر کے کوئی جاہل حضرات علیہ اہم مسلم و امام بیہقی و امام قاضی عیاض و عامر رواة صحیح مسلم و اجلہ رجال صحاح و امام قاضی خال و امام صدر الشریعہ و امام کردری و علامہ مناوی و علامہ زرقانی، علامہ علی قاری و ائمہ ہدی و عامر محدثین و حم غفر فقہنا و اہلین و غیر ہم علمائے کمالین و کلامائے فاضلین کے کمال فضل و فضل کمال میں

۲۔ احمد رضا خان: فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بظاواللہ (۱۳۲۶ھ مطبوعہ لاہور ۱۹۰۸ء) نمونہ: اسی طرح ۹ شعبان ۱۳۲۴ھ کو سابق ریاست بہاول پور (پاکستان) سے ایک صاحب نے لکھا کہ بعض لوگوں نے آپ کے ”قصیدہ معراجیہ“ کے ان اشعار پر اعتراض کیا ہے جن میں بیت اللہ کو دلہن اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دولہا سے تشبیہ دی گئی ہے۔ مولانا بریلوی نے اس کے جواب میں اپنے موقف کی تائید میں ۶ کتابوں سے حوالے پیش کر کے ثابت کیا کہ آثار و اخبار میں بیت اللہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عروس سے تشبیہ دی گئی ہے۔

(احمد رضا خاں: حجاب العوار عن مخدوم بہار، مطبوعہ لاہور، ص ۲۰-۲۹)



کلام و مقال کر سکتے ہیں؟

مولانا بریلوی نے احباب کی فرمائش پر دوسرے شعراء کے اشعار کی شرح بھی لکھی ہے۔ شرح کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ شارح جس بلندی پر پہنچا ہے۔ شاعر کی پُراز خیال اس بلندی تک نہ پہنچی ہوگی۔ سید شاہ نور عالم نے مارہرہ سے مرزا محمد رفیع سودا کے قصیدے کا شعر لکھا :-

ہوا جب کفر ثابت ہے یہ تمنائے مسلمان  
نہ ٹوٹی شیخ سے زنار تبیح سلیمانی

اور ساتھ ہی یہ لکھا احباب میں یہ مصرعہ زیر بحث ہے، بہت عذر و سن کر کیا، کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ مولانا امجد علی اعظمی نے یہ خط پڑھ کر سنایا اور عرض کیا کہ اس شعر کا مفہوم کیا ہے مولانا بریلوی نے سید شاہ نور عالم کو مندرجہ ذیل خط اٹھا کر آیا :-

بشرف ملاحظہ حضرت والا دامت برکاتہم  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ظاہر مطلب شعر، جہاں تک شاعر نے مراد لیا ہوگا، صرف اتنی مناسبت دیکھ لینا ہے کہ دائرہ سلیمانی میں جس کی تبیح عباد زہا و رکھتے ہیں، شکل زنار موجود ہے شاعر کہ مذہب سنی نہ تھا اور بدگمانی تمنائے شعراء ہے، غالباً اس سے زائد کچھ نہ سمجھا ہوگا اور یہ ایک بیہودہ معنی تھے، مگر اتفاقاً اس کی قلم سے ایک ایسا لفظ نکل گیا جس نے اس شعر کو با معنی اور پر مغز کر دیا۔ وہ کیا ہے یعنی لفظ 'ثابت'۔ زنار کہ کفار باندھتے ہیں، 'زنار زائل' ہے کہ ایک جھٹکے میں ٹوٹ سکتا ہے اور دائرہ سلیمانی میں اس کی تصویر ثابت ہے کہ جب تک

لہ تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمائیں :

احمد رضا خاں : الزمزمہ القمیریہ فی الذب عن الخمریہ (۱۳۰۶ھ - ۱۸۸۸ء)

مطبوعہ لاہور، ص ۱۴

دانہ رہے گا، نہ قائم رہے گی — یوں کفر دو قسم ہے — ایک کفر زائل، جو کفر کفار ہے اور جس کی سزا خلود فی النار ہے، سزا فر موت کے بعد اس سے باز آتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَاتَّخِذُوا مِثْرًا مِّثْرَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَكُمْ عِزٌّ عَزَّاهُ كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝۱۰

دوسرا کفر ثابت "جو ابد الابد تک قائم رہے گا جسے علمائے دین نے جز ایمان فرمایا ہے جیسے قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝۲۰ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اِنَّا بَرَاءٌ مِّنْكُمْ وَرَبِّمُؤْمِنًا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ سَمِيعًا بَرِّئَ مِنْكُمْ لَئِن لَّمْ يَكُفِّرْ بِنُورِنَا وَمِنَّا لَكُلٌّ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَبِئْسَ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۱۰

سوائے معبودوں سے تم تم سے کفر و انکار رکھتے ہیں — صحیح حدیث میں ہے جب مینہ برستا ہے اور مسلمان کہتا ہے "ہمیں اللہ کے فضل و رحمت سے مینہ ملا" اللہ عزوجل فرماتا ہے مومن بی و کافر یا لکوکب مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور پچھتر سے کفر و انکار۔

الحمد للہ طاغوت و شیطان و بت جملہ معبودان باطل کے ساتھ مسلمانوں کا کفر و انکار ابد الابد تک قائم رہے گا۔ مخلات کفر کفار کے کہ اللہ و رسول سے ان کا کفر قیامت، بلکہ ہرزخ، بلکہ سینے پر دم آتے ہی جس وقت ملائکہ عذاب کو دیکھیں گے، نازل ہو جائے گا، مگر کیا فائدہ؟ اَللّٰمِنَ وَ قَدْ عَصَيْتَ قَبْلُہٗ ۝۱۰

اب معنی واضح ہو گئے کہ جو کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمان بلکہ حمر

۱۰ قرآن حکیم، سورہ مریم، آیت ۸۱-۸۲

۱۱ قرآن حکیم، سورہ بقرہ، آیت ۲۵۶

۱۲ قرآن حکیم، سورہ متحنہ آیت ۴

۱۳ قرآن حکیم، سورہ یونس، آیت ۹۱

۹۴

ایمان ہے نجات کفر زائل والعیاذ باللہ تعالیٰ  
اسی وقت صحیفہ شریفیہ ملا۔ فوری جواب حاضر ہے۔

مولانا بریلوی نے کبھی کبھی اپنے اشعار مجمع عام میں بھی پڑھے ہیں۔ عرض کیا جا چکا ہے کہ ۱۳۱۸ھ میں پٹنہ کے ایک عظیم الشان جلسے میں ایک عربی قصیدہ آمال الابرار پڑھ کر سنایا۔ سنہ مذکورہ ہی میں ایک جلسہ کلکتہ میں منعقد ہوا جس میں مولانا بریلوی نے تقریر فرمائی اور یہ رجزیہ رباعی پڑھی:

منم کہ علم بہ نیرو سے باز دم نازد  
منم کہ حملہ من شیرا بر اندازد  
چشیدہ باشی تیر قضا! من استم  
شنیدہ باشی احمد رضا! من استم

مولانا بریلوی کی شاعری پر پاکستان اور ہندوستان میں بہت سے فضلاء نے مقالات لکھے ہیں تقریباً ۲۰ مضامین پاکستان میں شائع ہو چکے ہیں اور ۱۶ مضامین ہندوستان میں تھے۔ پاکستان سے شائع ہونے والے مقالات میں جناب شاعر لکھنوی کا مقالہ نہایت وقیع ہے۔ جناب انجم وزیر آبادی، جناب مظفر عزیز اور جناب نظیر لدھیانوی وغیرہ کے مقالات منتظر طباعت ہیں۔ پاکستان اور ہندوستان سے مولانا بریلوی

۱۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں: المافظ، حصہ دوم، مطبوعہ کراچی، ص ۳۸-۴۱

۲۔ ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۹۰

۳۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمادیں "اہم نعت گویاں" (مؤلفہ اختر الحمادی، مطبوعہ لاہور، ص ۲۰)

نوٹ: ڈاکٹر الٹی بخش (ایم ایس پی۔ ایچ۔ ڈی لندن) وائس پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج، مٹھسوات، (پاکستان) نے عرفان رضا کے عنوان سے، صفحات پر مشتمل ایک طویل مقالہ لکھا ہے جو مستقبل قریب میں شائع ہو جائے گا۔

۴۔ شاہد المیزان (امام احمد رضا نمبر، ۱۹۶۶ء)

۵۔ شاعر لکھنوی: تاریخ نعت گوئی میں حضرت مولانا بریلوی کا منصب، مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۶ء



کی شاعری پر مندرجہ ذیل دو کتابیں بھی شائع ہوئی ہیں :

۱۔ سید محمد سرعنا ب۔ اختر الحمادی : اہم نعت گویاں ، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء

۲۔ محروارث جمال : اہم شعر و ادب مطبوعہ الہ آباد ۱۹۶۸ء

## نمونہ کلام اردو

زمین و زماں تمہارے لیے ، مکین و مکاں تمہارے لیے  
 چنیں و چنناں تمہارے لیے ، بنے دو جہاں تمہارے لیے  
 دہن میں زباں تمہارے لیے ، بدن میں ہے جا تمہارے لیے  
 ہم آئے یہاں تمہارے لیے ، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے  
 اصالت کل ، امامت کل ، سیادت کل ، امارت کل  
 حکومت کل ، ولایت کل ، خدا کے ، یہاں تمہارے لیے  
 تمہاری چمک ، تمہاری دمک ، تمہاری جھمک ، تمہاری مہمک  
 زمیں و فلک ، سما و سمک میں سسکے نشاں تمہارے لیے  
 یہ شمس و قمر ، یہ شام و سحر ، یہ برگ و شجر ، یہ باغ و مٹر  
 یہ تیغ و سپر ، یہ تاج و کمر ، یہ حکم و رواں تمہارے لیے  
 سحاب کرم روانہ کیے کہ آبِ نعیم زمانہ پیئے  
 جو رکھتے تھے ہم وہ چاک سیئے پہ ستر بڈاں تمہارے لیے  
 نہ روح امیں ، نہ عرش بریں ، نہ لوح مبیں ، کوئی بھی کہیں  
 خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں انل کی نہاں تمہارے لیے  
 بطور کجا ، سپہر تو کیا کہ عرشِ عملا بھی دور رہا  
 جہت سے ورا وصال ملا ، یہ رفعت نشاں تمہارے لیے

اشارے سے چاند چیر دیا، چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا  
گئے ہوئے دن کو عصر کیا، یہ تاب دتواں تمہارے لیے  
صبا وہ چلے کہ باغ پھلے، وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے  
لوا کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لیے

## نمونہ کلام فارسی

ز بوسے گلستاں آفریدند	ز عکست ماہِ تاباں آفریدند
چنناں افتاں و خیزاں آفریدند	صبارا مست ز بویت بہر سو
ہزاراں باغ و بستاں آفریدند	برائے بھونہ یک کلبن ناز
دراں مہر سلیمان آفریدند	زمہر تو ثنا کے بہر رفتند
قمر را بہر قرباں آفریدند	بیر انگشت تو شد جولاں وہ برق
زلال آب حیواں آفریدند	ز فعل تو سخنند جان فراہیت
نہ خود مثل تو جاناں آفریدند	نہ غیر کبریا جاں آفرینے
جینت آئینہ ساں آفریدند	پے نظارہ محبوب لاهوت
ترا شمع شبتاں آفریدند	بنا کردند تا قصر رسالت
عجب قرص نمکداں آفریدند	زمہر و چرخ بہر خوان جودت

ز حسنت تا بہر تازہ گل  
رضایت را غزل خواں آفریدند

۱۔ محمد رضا خاں: حقائق بخشش (۱۳۱۵ھ)، مطبوعہ کراچی، ص ۵۲-۵۵

۲۔ ماہنامہ الرضا (بریلی) شمارہ ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ - ص ۱

۱۹۱۹

## نمونه کلام عربی

مَتَّقِينَ وَالنَّاسِ فِي النَّسَاءِ  
 مَعَ مَا يَرُونَ مِنْ آيِهِ بِرِوَالِ  
 وَالْأَخْذِ بِالسَّاءِ وَالْخِزَاءِ  
 وَبَدَتْ مِنَ الْخِزَاءِ وَالغَبَاءِ  
 يَلْهَوُ وَيَلْعَبُ نَاسِيًا لِقِضَاءِ  
 الْخَبْرِ مِنَ الْكَايَةِ فَنَنَّهُ الْغُبَاءِ  
 وَخِزَاءِ رَبِّ الْعَرْشِ خَيْرِ خِزَاءِ  
 اشْفَعْ لِعَبْدِكَ دَافِعًا لِبَلَاءِ

أَلْمُوتِ حَقٌّ يَا لَيْلَةَ مِنْ جَبَاءِ  
 أَنْسَاهُمْ إِلَّا نَسَاءً فِي إِجَالِهِمْ  
 النَّقْمِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَثَمَارِهِمْ  
 فُجَّاءًا لِحَافِيهِ غَدَّتْ فَخْفَتَهُ  
 التُّطْفُلُ شَبَّ وَشَابَ وَهَوَّ كَابِدًا  
 عَبْدُ الْغَنِيِّ مَضِيَّتْ حِينٌ قَضِيَّتْ  
 بِنْدِ أَمْرٍ سَوَّلَ اللَّهُ قُرْبَ شَفَاعَتِهِ  
 يَا مَالِكَ النَّاسِ لِلنَّبِيِّ الْمُصْطَفَى

رَقْمُ الرَّضَا تَارِيخُهُ مُتَّفَاعٍ لَا  
 عَبْدُ الْغَنِيِّ يَجَنَّةٌ عَلَيْهِ

له نامہ الرضا (بریلی) ، شماره ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ ، ص ۳  
 ۱۹۱۹ء



کیا دے سکتا ہوں؟ اللہ عزوجل نے تو مسلمانوں کی جان مال جنت کے عوض خریدے ہیں: —

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِآتٍ لَّهُمْ الْجَنَّةِ  
 مگر ہم ہیں کہ بیع دینے سے انکار اور دشمن کے خواستگار۔ منہدی مسلمانوں میں یہ طاقت کہاں کہ وطن و مال و اہل و عیال چھوڑ کر بہاروں کو س جائیں اور میدان جنگ میں مسلمانوں کا ساتھ دیں، مگر مال دے سکتے ہیں! — اس کی حالت بھی سب آنکھوں دیکھ سے ہیں۔ وہاں مسلمانوں پر یہ کچھ گزر رہی ہے، یہاں وہی جلیے ہیں، وہی رنگ، وہی ٹھیسٹر، وہی امنگ، وہی تملشے، وہی بازیایاں، وہی غفلتیں، وہی فضول خرچیاں — ایک بات کی بھی کمی نہیں ہے۔

اس کے بعد تلقین و نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بہتر ہے کہ مسلمان اپنی سلامت و دی پر قائم رہیں، کسی شریر قوم کی چال نہ سیکھیں اپنے اوپر مفت کی بدگمانی کا موقع نہ دیں۔

پھر ملت اسلامیہ کی اخلاقی و معاشی فلاح و بہبود کے لیے اپنی تجاویز کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: —

أولاً: — بائشنا ان معدود باتوں کے جن میں حکومت کی دست اندازی ہو، اپنے تمام معاملات اپنے ہاتھ میں لیتے، اپنے سب مقدمات اپنے آپ فیصل کرتے، یہ کروڑوں روپے جو اسٹامپ اور وکالت میں گھسے جلتے ہیں گھر کے گھر تباہ ہو گئے اور ہوتے جلتے ہیں، محفوظ رہتے یہ

۱۔ ایضاً، ص ۴

۲۔ ایضاً، ص ۵

۳۔ ایضاً، ص ۵

(۶)

# سیاسیات

- رسائل سیاسیہ — ڈاکٹر اقبال کی رائے — رد قومی نظریہ  
 — گائے کی قربانی — ہندوستان گہوارہ اسلام —  
 نصاریٰ و یہود کے ذبیحہ اور عورتوں سے اجتناب لازم —  
 تحریک خلافت — خلافت و قرشیت — خلافت و کسواج  
 مولانا بریلوی کا موقف اور اس کی حقانیت — تحریک  
 ترک موالات — ہندو مسلم اتحاد — انگریز دوستی  
 کا الزام — مولانا بریلوی کے اندیشے اور ان کا تاریخی ثبوت  
 — اخلاقی و اقتصادی تجاویز — مولانا بریلوی، قائد اعظم، اقبال  
 — مولانا بریلوی کے خلفاء و متبعین اور تحریک پاکستان

مولانا بریلوی مذہبیات و ادبیات کے علاوہ سیاسیات میں بھی بڑی بصیرت رکھتے تھے۔ وہ ایک عظیم مدبر تھے، ان کے مندرجہ ذیل محققانہ رسائل نے سیاستِ ملیہ میں اہم کردار ادا کیا ہے اور سیاست دانوں کی رہنمائی کی ہے :

- (۱) انفس الفکر فی قربان البقر ( ۱۲۹۸ھ )
- (۲) اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام ( ۱۳۰۶ھ )
- (۳) تدبیر فلاح و نجات و اصلاح ( ۱۳۲۱ھ )
- (۴) دوام العیش فی الائمۃ من القریش ( ۱۳۳۹ھ )
- (۵) المحجۃ المؤمنۃ فی ایۃ الممتحنۃ ( ۱۳۳۹ھ )
- (۶) الطاری الداری لطہفات عبد الباری ( ۱۳۳۹ھ )

مولانا بریلوی کا سیاسی مسک بہت صاف و واضح تھا، ابتداء سے لے کر انتہاء تک اس میں نہ کوئی نشیب و فراز آیا اور نہ کوئی لچک پیدا ہوئی۔ غالباً اسی لیے ڈاکٹر محراقبال نے ان کے بارے میں کہا تھا کہ وہ بڑے غور و فکر سے فیصلہ صادر کرتے ہیں اسی لیے ان کو رجوع کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ مولانا بریلوی روزِ اول سے دو قومی نظریہ کے علم بردار رہے، اور آخر تک اس کے لیے کوشاں رہے۔ وہ ہنود کی سیاسی چالوں سے بخوبی باخبر تھے اس لیے سیاستِ ملیہ کے ہر اہم موڑ پر

”مولانا ایک دفعہ جو رائے قائم کر لیتے تھے اس پر مضبوطی سے قائم رہتے تھے، یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار، بہت غور و فکر کے بعد کرتے تھے۔“

(تاثرات ڈاکٹر اقبال جوالہ ڈاکٹر عابد احمد علی مرحوم، خوردنوشت نوٹاسٹیٹ، یکم اگست ۱۹۶۸ء)



انہوں نے مسلمانوں کو خبردار کیا، ہنود کے چھپے ارادوں اور ہندو مسلم اتحاد کے خطرناک نتائج سے آگاہ کیا اور یہ اس وقت کی بات ہے۔ جب قائد اعظم محمد علی جناح اور ڈاکٹر محمد اقبال متحدہ قومیت کی بات کر رہے تھے۔

پاکستان اور ہندوستان میں گائے کی قربانی شعار اسلام میں سے ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اس کو شعار اسلام میں شمار کیا ہے۔ لہٰذا اسلامی سلطنت میں ہندوؤں کے ذلیل کار ہونے کی وجہ سے اکبر بادشاہ نے گائے کی قربانی پر پابندی لگا دی تھی۔ پھر حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۳ھ / ۱۶۲۳ء) کی کوشش و جدوجہد سے جہاں گیر بادشاہ کے زمانے میں یہ پابندی اٹھادی گئی اور قلعہ کانگرہ میں حضرت مجدد الف ثانی کی موجودگی میں خود جہاںگیر نے گائے ذبح کرا کے اس پابندی کو عملاً ختم کیا۔

انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد پھر ہندوؤں نے کوشش کی کہ گائے کی قربانی پر پابندی لگا دی جائے۔ یہ وہ وقت تھا کہ انڈین نیشنل کانگریس کا قیام بھی عمل میں نہ آیا تھا۔ ہندوؤں نے گائے کی قربانی سے متعلق علمائے ہند سے فتوے لیے مگر مسلمانوں کے پر دے میں۔ چنانچہ ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۰ء کو مراد آباد سے مولانا بریلوی کے پاس ایک استفتاء آیا جس میں گائے کی قربانی سے متعلق متعدد سوالات تھے، مولانا بریلوی نے اس استفتاء کا مفصل و محقق جواب دیا اور لکھا:

” ہنود کی بے جا مہٹ بجا رکھنے کے لیے یک قلم اس رسم کو اٹھا دینا ہرگز جائز نہیں بلکہ

- ۱۔ احمد سرہندی: مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، حصہ دوم، مطبوعہ امرتسر ۱۳۲۳ھ، مکتوب نمبر ۶۵
- ۲۔ عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ، جلد دوم مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء، ص ۲۹۸
- ۳۔ (۱) بدرالدین سرہندی: مجمع الاولیاء، مخطوطہ انڈیا آفس لاہور، لندن نمبر ۶۴۵
- (ب) تزک جہانگیری، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۰ء، ص ۶۹۶
- ۴۔ احمد رضا خاں، انفس الفکر فی قربان البقر، مطبوعہ بریلی، ص ۹

مولانا بریلوی کے جواب پر علمائے رام پور نے اپنی تصدیقات مثبت کیں۔ مولانا شبلی نعمانی کے استاد مولانا ارشاد حسین رام پوری (م ۱۳۱۱ھ) نے اپنے توشیحی دستخط مثبت کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

### الناقد الجبیر

(پرکھنے والا آنکھیں رکھتا ہے)

یعنی مفتی نے مستقبل پر نظر رکھتے ہوئے مستفتی کی اصل منشاء و مدعا کو سامنے رکھ فیصلہ صادر کیا ہے۔ اس سوال کا ایک جواب ہندوستان کے مشہور فقیہ مولانا عبدالحی لکھنوی (م ۱۳۰۳ھ) نے بھی دیا۔ (ج ۱۳۰۵ھ ان کے مجموعہ فتاویٰ میں شائع ہوا) انھوں نے سوال کے ظاہری پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے میدھا سادا جواب دیا اور تحریر فرمایا:

گاؤ کشی واجب نہیں، تارک گنہگار نہ ہوگا یہ

مگر جب اصل حقیقت کا پتا چلا اور یہ معلوم ہوا کہ اس سوال کا منشاء خاص سیاسی ہے تو انھوں نے مولانا بریلوی کے جواب کی طرف رجوع کرتے ہوئے دوسرے فتوے کا یہ جواب دیا:

”گاؤ کشی کہ اسلام کا طریقہ قدیم ہے، ترک نہ کریں“

مولانا بریلوی نے اس کا ذکر کرتے ہوئے ایک مرتبہ فرمایا:

”مولوی صاحب ہنود کے دھوکہ میں آگئے، مسلمانوں کے خلاف فتویٰ

لکھ دیا، تنبیہ پر متنبہ ہوئے، یہی سوال میرے پاس بھی آیا تھا بفضلہ تعالیٰ

بہ نگاہ اولین مکر مکاران پہچان لیا اور ”گریہ کشتن روز اول باید“ پمیل کیا۔ و

للہ الحمد

۱۰۔ احمد رضا خاں: انفس العنکرفی قربان البقر، مطبوعہ بریلی، ص ۱۰  
 ۱۱۔ احمد رضا خاں: انفس العنکرفی قربان البقر بحوالہ مجموعہ فتاویٰ، جلد دوم  
 اشاعت اول، ص ۱۲۸-۱۵۵  
 ۱۲۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں، المفوظ، حصہ اول، مطبوعہ کراچی، ص ۱۶



مولانا بریلوی نے جس زمانے میں گاؤ کشتی کی حمایت میں فتویٰ دیا۔ اس وقت ان کی عمر مشکل سے ۲۳ سال ہوگی، اس جواں عمری میں یہ سیاسی بصیرت قابل توجہ ہے۔ بعد کے حالات نے یہ ثابت کر دیا کہ مولانا بریلوی نے مستقبل میں اٹھنے والے جس طوفان کا اندازہ لگایا تھا، وہ صحیح نکلا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۹۱۹ء میں تحریک خلافت کے زمانے میں سیاسی پلیٹ فارم سے ہندوؤں کی خاطر گائے کی قربانی ترک کر دینے کا ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں نے مطالبہ کیا۔ صدر کانگریس نپوت ملن موہن مالویہ اور صدر مسلم لیگ حکیم اجمل خاں نے اس قسم کے مطالبات کیے جو نہایت حیرت ناک ہیں۔

مولانا بریلوی کے خیال میں غیر منقسم ہندوستان میں مسلمانوں کا پورا پورا حق تھا، انھوں نے ایک ہزار سال سے زیادہ کامیاب حکومت کی تھی، مولانا بریلوی اس حق سے دست بردار نہیں ہونا چاہتے تھے۔ اسی لیے انھوں نے رسالہ "اعلام الاعلام" لکھ کر اپنے موقف کا اظہار کیا۔

رسالہ اعلام الاعلام دراصل ایک فتویٰ ہے جس میں متعدد سوالات کے جوابات ہیں، استفتائین سوالات پر مشتمل ہے جو ۱۲۹۸ھ میں بدایوں سے مزار علی بیگ ۱۸۸۰ء

۱۔ (ا) محمد سلیمان اشرف: النور، مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۲۱ء، ص ۱۱

(ب) محمد عبدالقدیر: ہندو مسلم اتحاد پر کھلا خط مہاتما گاندھی کے نام، مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۲۵ء، ص ۱

۲۔ (ا) محمد سلیمان اشرف: النور، مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۲۱ء، ص ۱۲

(ب) خدابخش اظہر: مسلم لیگ، مطبوعہ لاہور ۱۹۳۰ء

۳۔ مولانا عبدالحکیم شرف قادری نے "دواہم فتوے" کے عنوان سے ایک مجموعہ مرتب کیا ہے

جس میں مندرجہ ذیل دو رسائل کا عکس ہے:

(ا) احمد رضا خان بریلوی: اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام (۱۳۰۶ھ) مطبوعہ حسنی پریس بریلی

(ب) اشرف علی تھانوی: تہذیر الانحوائی عن البربرانی الہندوستان (۱۳۰۶ھ) مطبوعہ اشرف المطابع تھانوی

(یہ مجموعہ ۱۹۶۰ء میں لاہور سے شائع ہو گیا ہے)



نے بریلی ارسال کیا تھا۔ مولانا بریلوی نے مندرجہ ذیل تین سوالات کے بالترتیب جوابات دیئے ہیں:

- پہلا سوال: ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟  
 دوسرا سوال: دورِ حاضر کے یہود و نصاریٰ کتابی ہیں یا مشرک؟  
 تیسرا سوال: مبتدعین، داخل مرتدین ہیں یا نہیں؟  
 مولانا بریلوی پہلے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

”ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بلکہ علمائے ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے مذہب پر ہندوستان دارالاسلام ہے۔ ہرگز دارالحرب نہیں کہ دارالاسلام کے دارالحرب ہو جانے میں جو تین باتیں ہمارے امام اعظم امام الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک درکار ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہاں احکام شرک علانیہ جاری ہوں اور شریعت اسلامیہ کے احکام و شعائر مطلقاً جاری نہ ہونے پائیں اور صاحبین کے نزدیک اسی قدر کافی ہے، مگر یہ بات بجد اللہ یہاں قطعاً موجود نہیں۔“

مولانا عبدالحی لکھنوی اور مولانا اشرف علی تھانوی نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے کہ غیر منقسم ہندوستان دارالاسلام تھا۔ جن علمائے ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر سود کو جائز قرار دیا ان کا تعاقب کرتے ہوئے مولانا بریلوی لکھتے ہیں:

- ۱۔ احمد رضا خاں: اعلام الاعلام، ص ۲ تا ۸  
 ۲۔ ایضاً، ص ۸ تا ۱۳  
 ۳۔ ایضاً، ص ۱۳ تا ۲۰  
 ۴۔ احمد رضا خاں: اعلام الاعلام، ص ۲  
 ۵۔ عبدالحی لکھنوی: مجموعہ فتاویٰ، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۴۰ھ، ج ۱، ص ۲۰۲  
 ۱۹۲۱ء  
 ۶۔ اشرف علی تھانوی: تحذیر الاخوان، ص ۷-۹

عجب اُن سے جو تحلیل ربو کہیے جس کی حرمت نصوص قاطعہ قرآنیہ سے ثابت اور کسی کیسی سخت و عمیدی اس پر وارد ، اس ملک کو دارالحرب ٹھہرائیں اور باوجود قدرت و استطاعت ہجرت کا خیال بھی دل میں نہ لائیں لے گویا یہ بلاد اسی دن کے لیے دارالحرب ہو گئے تھے کہ مزے سے سود کے لطف اٹھائیے اور بارام تمام وطن مالوف میں سیر فرمائیے استغفر اللہ ، افتومنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض ؟

ہندوستان کو دارالاسلام قرار دینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مفتی ہندوستان پر انگریزوں کے قبضے کو غاضبانہ سمجھتا ہے اور مسلمانوں کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ بقدر استطاعت ملک کی آزادی کے لیے کوشش کریں۔ دارالحرب قرار دے کر تو اپنے حق سے عملاً دست بردار ہونا ہے کیونکہ اس طرح ہجرت فرض ہو جاتی ہے اور استخلاص وطن کے لیے کوشش کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ ایک ہزار سال حکومت کر کے اتنی جلدی اپنے حق سے دستبردار ہونا نہ قرین عقل ہے اور نہ قرین انصاف۔ پھر یہ سوال بھی ذہن میں آتا ہے کہ انگریزی راج میں ہندوستان دارالحرب ہو سکتا ہے تو ہندو راج میں دارالحرب کیوں نہیں حالانکہ شعائر و احکام اسلام پر عمل کرنے میں انگریزوں کی عمل داری میں جو آزادی تھی اب اتنی آزادی نہیں۔ اس سے شک ہوتا ہے کہ فیصلے مصلحت وقت کے تحت کیے گئے اور اس مصلحت اندیشی نے سیاسی سطح پر مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔

۱۔ مولانا بریلوی مصلحت وقت کے تحت فتویٰ دینے کے خلاف تھے یعنی جب معاشرتی مصالح کی بنا پر سود لینے کو حرجی چاہا تو ہندوستان کو دارالحرب بنا دیا اور جب سیاسی مصالح کی بنا پر مسلمانوں کو ترک وطن کے لیے مجبور کرنا چاہا تو پھر دارالحرب بنا دیا۔ (مسعود)

۲۔ احمد رضا خاں : اعلام الامام ، ص ۷

ادپر جو بحث گزری وہ غیر منقسم ہندوستان کو دارالحرب یا دارالاسلام قرار دینے سے متعلق تھی — مولانا بریلوی کے نزدیک ہندوستان دارالاسلام تھا رسالہ اعلام الاعلام کے پہلے سوال کا یہ جواب تھا — دوسرے سوال کے جواب میں مولانا بریلوی لکھتے ہیں :۔

نصاری باعتبار حقیقت لغویہ — بلاشبہ مشرکین ہیں کہ وہ بالقطع قائل بتثلیث و بتوت ہیں، اس طرح وہ یہود جو الوہیت و ابنیت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائل تھے یہ

مولانا بریلوی نے اس مسئلے پر علماء کے اختلاف کا ذکر کیا ہے لیکن آخر میں اپنا یہ فیصلہ دیا ہے —

احتیاط اسی میں ہے کہ نصاری کے نسا و ذبائح سے احتراز کرے اور

آج کل بعض یہودیوں سے پائے جاتے ہوں جو عزیر علیہ السلام کی ابنیت مانیں

تو ان کے زن و ذبیحہ سے بھی بچنا لازم جائیں۔

ادائل بیسویں صدی عیسوی میں ترکی میں ایک مہجانی کیفیت پیدا ہوئی جس کا اثر

فطری طور پر ہندوستان کے مسلمانوں پر ہوا اور مسلمانوں کی اکثریت اس کی لپیٹ میں

آگئی۔ ۱۹۱۹ء میں تحریک خلافت کا آغاز ہوا، بے پناہ جوش و جذبہ کا مظاہرہ

کیا گیا اور ہندوستان کے طول و عرض میں زندگی کی ایک عجیب لہر پیدا ہو گئی — مگر

اس تحریک کا المیہ یہ تھا کہ ظاہر میں جو کچھ دکھایا گیا، اندرون خانہ وہ نہ تھا —

ہندوؤں کے مذہبی اور سیاسی پیشوا مسٹر گاندھی نے اس جذباتی سیلاب کو غنیمت

جانا، تحریک خلافت میں شامل ہو کر پہلے مسلمانوں کے دل موہے پھر ۱۹۲۰ء میں انک

تحریک ترک موالات شروع کر کے جذبات کا دھارا دوسری طرف موڑ دیا اور ہندو مسلم

۱۔ احمد رضا خاں : اعلام الاعلام، ص ۸

۲۔ ایضاً، ص ۱۲ - ۱۳



اتحاد کاراگ الاپا جس سے دیکھتے ہی دیکھتے کانگریس کو حیاتِ نو ملی اور مسلمانوں کو مذہبی، اقتصادی، معاشرتی، تمدنی، ہندسی اور سیاسی نقصانات اٹھانے پڑے۔ مولانا بریلوی تحریکِ خلافتِ اسلامیہ شامل نہ ہوئے اس کی کئی وجوہات ہیں:

- (۱) ان کی زندگی کا آخری دور تھا اور وہ سخت بیمار تھے۔
  - (۲) سلطنتِ ترکی کو خلافتِ شرعیہ، قرار دینے پر ان کو تحریکِ خلافت کے پیشواؤں سے فقہی اختلاف تھا۔
  - (۳) تحریکِ خلافت کے سیاسی طریقہ کار سے بھی ان کو اختلاف تھا اور وہ اس کو مسلمانوں کے لیے سخت مضر سمجھتے تھے۔
  - (۴) ان کو یقین تھا کہ بعض تجربہ کار سیاست دان، سادہ لوح مسلمان لیڈروں اور مسلمانوں کو اپنے مفاد کے لیے استعمال کر رہے ہیں اور تحریک کے جو مقاصد تباہے جا رہے ہیں۔ حقیقتاً وہ مقاصد نہیں اور اصل مقصد مسلمانوں کو قربان کر کے 'سوراج' حاصل کرنا ہے۔
  - (۵) وہ ترکوں کی امداد کا اپنا علیحدہ پروگرام اور مضبوط رکھتے تھے۔
- جذباتی دور میں عقل مغلوب ہو جاتی ہے اور حکمت و دانائی کی باتیں اچھی نہیں معلوم ہوتیں بلکہ بعض اوقات ایسی باتیں دانا و حکیم کو عوام الناس کی نظر میں مجرم بنا دیا کرتی ہیں لیکن جب جذبات ٹھنڈے پڑتے ہیں اور حقیقتیں سامنے آتی ہیں تو پھر وہی سچ معلوم ہوتا ہے جسے جھوٹ کہا گیا تھا۔
- مولانا بریلوی نے عوام کی اسی نفسیات کے پیش نظر "خلافتِ شرعیہ" کے لیے "قرشیت" کی بحث کو آئینہ کے لیے اٹھا رکھا اور "بذباتی فتوؤں کو ٹھنڈے دل سے برداشت کیا جو" سلطنتِ ترکیہ کو خلافتِ شرعیہ نہ سمجھے اور سلطانِ ترکی کو خلیفۃ المسلمین نہ مانے وہ کا ذہن ہے۔" دیکھا جائے تو ان جذباتی فتوؤں کی زد میں خود مولانا بریلوی بھی آ رہے تھے۔

مسئلہ خلافت و قرشیت کے سلسلے میں فرنگی محل سے کئی سوالات آئے اور ان کے

میں مولانا عبدالباری فرنگی محل کے خطبے اور مولانا ابوالکلام آزاد کے رسالہ جزیرۃ العرب کے بارے میں استفسارات آئے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں حضرات نے خلافت کے لیے قید شرعی "قرشیت" کو رد کر دیا تھا۔ سلطان ترکی قرشی نہ تھے اس لیے قرشیت کو رد کر کے ان کی سلطنت کو خلافت شرعیہ اور ان کو خلیفہ شرعی قرار دینا تھا۔ بہر کیف مولانا بریلوی نے مندرجہ بالا استفسارات کے جواب میں یہ رسالہ تحریر فرمایا :۔

### دوام العیش فی الاملۃ من قرش

( ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء )

اس سلسلے کو ایک مقدمہ اور تین فصل پر ترتیب دیا۔ تیسری فصل کی مبحث سوم شروع کی تھی کہ اور کاموں میں مشغول ہو گئے اور اس خیال کو چھوڑ دیا کہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا، جس وقت آئے گا، مکمل کر کے طبع کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ آپ کا دھال ہو گیا۔ ایک سال کا مزید انتظار کرنے کے بعد جب خلافت کی حقیقت اور تحریک خلافت کے چھپے مقاصد ظاہر ہو گئے اور سلطنت ترکیہ ختم ہو گئی تو ۲۵ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ کو مولانا بریلوی کے صاحبزادے مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی نے ۱۹۲۲ء یہ رسالہ مطبع حسنی، بریلی سے چھپوا کر شائع کیا اور اس پر ۱۴ صفحات کی ایک تمہید لکھی جس میں تحریک خلافت اور خاتمہ خلافت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سال ۱۹۲۲ء میں مولانا بریلوی نے جو سوچا تھا، صحیح ثابت ہوا۔

رسالہ دوام العیش، جن استفسارات کے جواب میں لکھا گیا، ان کی تفصیل یہ ہے :

(۱) سلطان عثمانیہ کی اعانت مسلمانوں پر لازم ہے یا نہیں ؟

(۲) فرضیت اعانت کے لیے بھی سلطان کا قرشی ہونا شرط ہے یا صرف خلافت شرعیہ

کے لیے یا کسی کے لیے نہیں ؟

(۳) مولوی فرنگی محل کے خطبہ صدارت میں اس کے متعلق چند سطور ہیں اور مسرط

ابوالکلام آزاد نے رسالہ "مسئلہ خلافت جزیرۃ عرب" میں صفحہ ۳۲ سے ۷۰ تک



حسب عادت اسے بہت پھیلا کر بیان کیا ہے۔ ان دونوں کا ما حاصل یہ ہے کہ خلافت شرعیہ میں بھی قرشیت شرط نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے یا غلط، اور اس بارے میں مذہب اہل سنت کیا ہے؟

پہلے سوال کے جواب میں مولانا بریلوی لکھتے ہیں:

”سلطنت علیہ عثمانیہ اید باللہ تعالیٰ، نہ صرف عثمانیہ، ہر سلطنت اسلام۔

نہ صرف سلطنت، ہر جماعت اسلام۔ نہ صرف جماعت، ہر فرد اسلام

کی خیر خواہی، ہر مسلمان پر فرض ہے، اس میں قرشیت شرط ہونا کیا معنی،

دل سے خیر خواہی مطلقاً فرض عین ہے۔“ لے

دوسرے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

”البتہ اہل سنت کے مذہب میں ”خلافت شرعیہ“ کے لیے، ضرور

”قرشیت“ شرط ہے۔ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے متواتر حدیثیں ہیں، اسی پر صحابہ کا اجماع، تابعین کا اجماع، اہل سنت کا

اجماع ہے۔ مگر شرعاً خلیفہ یا امیر المؤمنین — ہر بادشاہ قرشی

کو بھی نہیں کہہ سکتے سوا اس کے جو ساتوں شرط خلافت اسلام، عقل، بلوغ،

حریت، ذکوریت، قدرت، قرشیت سب کا جامع ہو کر عام مسلمانوں

کا فرمانِ روائے اعظم ہوئے

اس وضاحت کے بعد خلفاء اسلام کی تاریخ کا مؤرخانہ اور محققانہ اجمالی جائزہ

پیش کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ ہر دور میں ”قرشیت“ کو خلافت شرعیہ کی شرط تسلیم

کیا گیا ہے۔ یہ بحث صفحہ ۱۵ سے صفحہ ۲۵ تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے بعد

مقدمہ میں ”خلیفہ“ اور ”سلطان“ کے فرق کو واضح کیا ہے اور شرائط و لوازماتِ خلافت

لے احمد رضا خاں: دوام العیش فی الامتہ من قریش، مطبوعہ بریلی، ص ۱۴

لے ایضاً، ص ۱۴-۱۵۔



کی توضیح و تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے :

(۱) خلیفہ حکمرانی و جہان نانی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب مطلق، تمام اُمت پر ولایت عامہ والا ہے۔

(۲) خلیفہ کی اطاعت غیر معصیت الہی پر تمام اُمت پر فرض ہے جس کا نشانہ خود اس کا منصب ہے۔

(۳) خلیفہ نے جس مباح کا حکم دیا، حقیقتہً فرض ہو گیا، جس مباح سے منع کیا حقیقتہً حرام ہو گیا۔

(۴) خلیفہ ایک وقت میں تمام جہاں میں ایک ہی ہو سکتا ہے اور سلاطین، دس ملکوں میں دس یکے۔

(۵) کوئی سلطان اپنے انعقاد و سلطنت میں دوسرے سلطان کے اذن کا محتاج نہیں مگر ہر سلطان، اذن خلیفہ کا محتاج ہے۔

(۶) خلیفہ بلا وجہ شرعی کسی بڑے سے بڑے سلطان کے معزول کئے سے معزول نہیں ہو سکتا۔

(۷) سلطنت کے لیے قرشیت، درکنار، حریت بھی شرط نہیں، بہتر سے غلام بادشاہ ہوئے۔

۱۔ ایضاً، ص ۲۵

۲۔ ایضاً، ص ۲۵

۳۔ ایضاً، ص ۲۵

۴۔ ایضاً، ص ۲۶

۵۔ ایضاً، ص ۲۴-۲۵

۶۔ ایضاً، ص ۲۵

۷۔ ایضاً، ص ۲۶

اس مقدمہ کے بعد فصل اول قائم کی ہے جس میں احادیث متواترہ، اجماع صحابہ و تابعین و ائمہ امت و مذہب اہل سنت سے شرط "قرشیت" کا ثبوت پیش کیا ہے، اس سلسلے میں پہلے کتب عقائد کے حوالے دیئے گئے۔ پھر کتب حدیث سے حوالے دیئے گئے اس کے بعد کتب حنفیہ وغیرہ سے گئے۔ اس طرح تقریباً پچاس حدیثیں اور کتب عقائد، تفسیر، حدیث، فقہ کی بالوائے عبارتیں پیش کی ہیں۔

فصل اول کے بعد صفحہ ۳۳ سے دوسری فصل شروع ہوتی ہے جس میں پہلے مولوی عبدالباری فرنگی محلی کے خطبہ صدارت کے خلافت و قرشیت سے متعلق حصے پر تنقید کی ہے۔ اور ان کے علمی و فقہی تسامحات کی گرفت کی گئی ہے۔ تیسری فصل میں مولانا ابوالکلام آزاد کے رسالہ خلافت و جزیرہ عرب پر تنقید کی ہے اور ان کی قیاسی لغزشوں کی گرفت کی ہے۔

مولانا بریلوی نے رسالہ دوام العیش ۱۹۲۰ء میں تحریر فرمایا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ تحریک خلافت کے حامی سلطنت ترکیہ کو خلافت شرعیہ نہ سمجھنے والوں اور سلطان ترکی عبدالحمید خاں کو خلیفہ شرعی نہ کہنے والوں کو کافر کہہ رہے تھے۔ پھر ۱۹۲۲ء میں وہ دور آیا جب ترکی کے مسلمانوں نے خود اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ نہ وہ سلطان عبدالحمید کو خلیفہ شرعیہ سمجھتے تھے، نہ ان کی سلطنت کو خلافت شرعیہ۔

اجبار سہمہ (مکھنڈ) کی یہ خبر ملاحظہ ہو!

۱۔ ایضاً، ص ۲۸-۳۳

۲۔ ایضاً، ص ۳۲-۳۶

۳۔ ایضاً، ص ۳۴-۴۳

۴۔ ایضاً، ص ۴۳-۶۳

۵۔ ایضاً، ص ۶۲-۷۶

” جمعیت عالیہ ملیہ انگورہ نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں سلطان المعظم کو معزول کر دیا ہے اور ظاہر کر دیا ہے کہ اب ترکی میں حکومت کی صورت جمہوریہ کے ہم معنی ہے۔ سلطنت عثمانیہ کے بجائے دولت ترکیہ چھوڑنے کا اعلان کر دیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ترکی کا نام آئندہ بجائے سلطنت عثمانیہ، دولت ترکیہ رکھنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

تحریک خلافت کے جذباتی زور شور پھر اس کے المناک انجام پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا بریلوی کے صاحبزادے مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں لکھتے ہیں :-

” انسان کو چاہیے کہ بات کہنے اور کام کرنے سے پہلے اس کے مال و انجمن پر نظر رکھے۔ جس کا آخر حسن ہو اسے اختیار کرے ورنہ نہیں۔

تیرہ سو برس کے اجتماعی اتفاقی مسکہ میں اختلاف کا حاصل سوائے تشدد اور افتراق بین المسلمین اور کیا تھا؟ — ترکوں کو تو اس سے کچھ فائدہ

نہ پہنچا، ہاں اختلاف مسلمین میں ایک اور اضافہ ہو گیا ہے آگے چل کر ایک اور جگہ لکھتے ہیں :-

کچھ فائدہ تو نہ پہنچا سکے ہاں مسلمانوں اور خود ترک بھائیوں پر لعن طعن کی بوچھاڑ کا ایک حربہ نصاریٰ کے ہاتھ میں دے دیا۔ لیڈر تو ہم غزباد

۱۔ اخبار سہ ماہی (لکھنؤ)، شمارہ نمبر ۱۹۲۲ء۔ مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ کریں :

(ا) منور حسین؛ ملفوظات امیر ملت، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء، ص ۱۸۱

(ب) خدا بخش ظہر؛ مسلم لیگ مطبوعہ لاہور ۱۹۳۰ء

۲۔ احمد رضا خاں؛ دوام العیش فی الامۃ من قریش (تہذیب از محمد مصطفیٰ رضا خاں) ص ۱۰

۳۔ انگریزی اخبارات میں انگریزوں کی طرف سے خاتمہ سلطنت ترکیہ پر جو بیانات شائع ہوئے اس میں یہ اعتراض کیا گیا تھا کہ پہلے انگریزوں پر یہ الزام لگایا جاتا تھا کہ وہ خلافت کو ختم کر رہے ہیں اور اب ان مسلمانوں نے جو خلافت اور خلیفہ کے فدائی معلوم ہوتے تھے خود خلافت ختم کر کے خلیفہ کو معزول کر دیا۔

(مسعود)



اہل سنت کو نصاریٰ کا طرفدار و دشمنت خوار اور ترکوں کا دشمن بتاتے تھے، اگر نگاہ انصاف ہو — تو آنکھیں کھولیں یہ

تحریک خلافت کے پردے میں ہندو، سوراخ، کاجو خراب دیکھ رہے تھے۔ وہ شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا حالانکہ ۱۹۲۰ء میں تحریک خلافت کے ساتھ ساتھ تحریک ترک موالات بھی شروع کی گئی مگر یہ دونوں تحریکیں جس بنیاد پر چلائی جا رہی تھیں۔ وہ سلطان عبدالحمید کی سلطنت تھی جس کو خلافت شرعیہ بنا کر دکھایا گیا تھا مگر غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے اس کو ختم کر کے یہ بتا دیا کہ یہ خلافت شرعیہ نہ تھی بلکہ محض سلطنت اسلامیہ تھی۔ اس غیر متوقع حادثے نے ہندوستان میں تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کو بے جان کر دیا۔ ۱۹۲۲ء میں جب ترکی میں سلطان عبدالحمید کی سلطنت ختم کی گئی، ہندوستان میں مسٹر گاندھی نے تحریک ترک موالات ختم کر دی اور سوراخ کا وہ مقصد وحید حاصل نہ ہو سکا جس کے لیے درپردہ کوششیں کی جا رہی تھیں — مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں نے ایک سالہ لکھا جس کا عنوان ہے فصل الخلافۃ (۱۳۳۱ھ) اور لقب ہے:

سوراخ دہر سوراخ

اس سلسلے میں سلسلہ خلافت اور ترکوں کے ہاتھوں خاتمہ خلافت پر بحث کی ہے۔ ایک اور رسالہ لکھا تھا جس کا عنوان ہے:

طرق الہدی والارشاد الی احکام الامارۃ والجهاد

(۱۳۳۱ھ / ۱۹۲۲ء)

اس رسالے میں بھی سلسلہ خلافت و جہاد، ہندو مسلم اتحاد، ترک موالات، فتنہ ارتداد اور گادگشی کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

۱۔ احمد رضا خاں: دوام العیش، ص ۱۱

۲۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں: فصل الخلافۃ، مطبوعہ مطبع حسنی، بریلی، اشاعت اول

۳۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں: طرق الہدی، مطبوعہ حسنی، بریلی، اشاعت اول

تحریک خلافت سے مولانا بریلوی کی علیحدگی کے بارے میں جن وجوہات کا اظہار ذکر کیا گیا تھا اس میں ایک وجہ خلافت شرعیہ کے لیے قرینیت کی شرط پر ان کا تحریک خلافت کے لیڈروں بالخصوص مولانا عبدالباری فرنگی محلی اور مولانا ابوالکلام آزاد سے اختلاف تھا جس کی وضاحت اوپر کر دی گئی۔

دوسری وجہ تحریک خلافت کا طریقہ کار اور تحریک خلافت کے مخفی مقاصد تھے جس کا اظہار مولانا بریلوی کی اکثر تحریروں میں ملتا ہے۔ مثلاً ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ کو کلکتہ سے حکیم سعید الرحمن نے ایک استفتاء بھیجا جس میں مولانا بریلوی سے مسئلہ خلافت، ہجرت پر ان کی رائے معلوم کی گئی اور یہ پوچھا گیا کہ وہ تحریک خلافت سے اتفاق نہیں رکھتے تو خاموش کیوں ہیں، اس کی وجہ کیوں بیان نہیں کرتے جو اب مولانا بریلوی نے تحریک خلافت کے نتیجے میں ہونے والے ہندو مسلم اتحاد کی خرابیوں کو ایک ایک کر کے گنایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ اسلام کے نام پر چلائی جانے والی یہ تحریک کس طرح ہندو تہذیب تمدن کو فروغ دے رہی ہے اور اسلام کو تباہ و برباد کر رہی ہے۔ مولانا بریلوی فرماتے ہیں:

” مقصد بتایا جاتا ہے، امکان مقدسہ کی حقانیت، اس میں کون مسلمان خلاف کر سکتا ہے اور کارروائی کی جاتی ہے کفار سے اتحاد، مشرک لیڈروں کی غلامی و تقلید، قرآن شریف و حدیث شریف کی عمر کو بت پرستی پر نثار کرنا، مسلمانوں کا تشقہ لگانا، کافروں کی جے بولنا، رام لچھن پر پھول

ک حسن نظامی: مہاتما گاندھی کا فیصلہ، مطبوعہ دہلی ۱۹۲۰ء

۱۳ محمد سلیمان اشرف: الرشاد، مطبوعہ ۱۹۱۹ء، ص ۱۳

نوٹ: مولانا بریلوی نے جن تلخ حقائق کا ذکر کیا ہے وہ ان کتب رسائل اور اخبار میں موجود ہیں جن کا حاشیہ میں حوالہ دیا گیا ہے مزید تفصیلات کے لیے راقم کی کتاب تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم (مطبوعہ لاہور ۱۹۶۹ء) ملاحظہ کریں۔ (مسعود)



چڑھانا اور رامائن کی پوجا میں شریک ہونا، مشرک کا جوازہ اپنے کندھوں پر اٹھا کر اس کے جے بول کر مرگھٹ لے جانا، کافروں کو مسجد میں لے جا کر مسلمانوں کا واعظ بنانا، شعائر اسلام قربانی کاؤ کو کفار کی خوشامدی بند کرنا، ایک ایسے مذہب کی منکر میں ہونا جو اسلام و کفر کی تمیز اٹھا دے اور بتوں کے معبد پر آگ کو مقدس ٹھہرائے اور اس طرح بہت اقوال احوال افعال جن کا پانی سر سے گزر گیا جنہوں نے اسلام پر کسیر پانی پھیر دیا۔ کون مسلمان موافقت کر سکتا ہے؟ — ۱۔ حرکات خبیثہ کے رد میں فتوے لکھے گئے اور لکھے جا رہے ہیں، اس سے زیادہ کیا اختیار ہے؟ پاکی ہے اسے جو مقلب القلوب والا بصار ہے۔ وَحَسْبُنَا اللَّهُ دِغْمُ الْوَكِيلِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔ مولانا بریلوی نے جن گمراہیوں کا ذکر کیا ہے یہ اس وقت ظہور میں آئیں جب حفاظتِ خلافتِ اسلام یہ اور اماکن مقدسہ کے لیے کوشش کی جارہی تھی اور اس کے لیے سر دھڑکی باری رگائی جارہی تھی لیکن نتیجہ بقائے اسلام کے بجائے فنائے اسلام کی صورت میں نظر آ رہا تھا۔ در: مندوں اور عاقبت اندیشوں کے فکر و عمل کا یہ تضاد یقیناً تشویشناک اور حیرت ناک تھا۔ — مولانا بریلوی نے ان بے راہ ویوں کے خلاف قلمی جہاد کیا اور اسلام کی خاطر اپنے عزیز ترین

۱۔ محمد جمیل الرحمن: تحقیقات قادریہ، مطبوعہ بریلی ۱۹۲۰ء، ص ۲۳  
 ۲۔ محبوب علی و عبدالغفور، استفقار محرمہ ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ بحالہ تحقیقات قادریہ، ۱۹۱۹ء

(مؤلفہ جمیل الرحمن) مطبوعہ بریلی ۱۹۲۰ء، ص ۳۷

۳۔ محمد میاں قادری، خطبہ صدارت مطبوعہ ستیا پور ۱۹۲۰ء، ص ۲۹-۳۰  
 ۴۔ عبد النبی کوکب: مقالات روم رضا، مطبوعہ لاہور، حصہ اول ۱۹۶۸ء، ص ۹۸-۹۹  
 (ب) اخبار مدینہ (بجنور) شمارہ یکم اپریل ۱۹۲۰ء  
 ۵۔ ماہنامہ السواد الاعظم (مراد آباد) شمارہ جمادی الاول ۱۳۳۸ھ، ص ۲۴، ۱۹۲۰ء  
 ۶۔ اخبار ہمدان (مکھنوا) شمارہ ۶ جون ۱۹۲۰ء  
 ۷۔ ماہنامہ الرضا (بریلی)، شمارہ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ، ص ۵-۶  
 ۱۹۲۰ء



دستوں سے بھی اختلاف کیا اور ان کی رنجشیں مول لیں۔ انہوں نے بہت پہلے ۱۹۱۲ء میں مسلمانان عالم کی بالعموم اور مسلمانان ہند کی بالخصوص حالت سدھارنے کے لیے ایک سالہ تحریر کیا جس کا عنوان تھا۔

## تدبیر فلاح و نجات و اصلاح

یہ رسالہ کلکتہ اور رام پور سے شائع ہوا، اس میں بہت سی مفید تدابیر تھیں جس پر عمل کیا جاتا تو مسلمانوں کی سیاسی اور معاشی حالت سدھرتی مگر بہت بعد میں عمل کیا گیا، اس کا تفصیل ذکر آگے آتا ہے۔ پھر تقریباً ۱۹۱۷ء میں جماعتِ رضائے مصطفیٰ (بریلی) قائم کی جس نے مسلمانان ہند کو جذبات کے سیلاب میں بہنے سے روکنے کے لیے حتی الوسع کوشش کی مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان جذبات سے اتنے منسوب ہو چکے تھے کہ اس طرف کا حقہ توجہ نہ دی جس کا اندازہ اس تحریر سے ہوتا ہے جو جماعتِ رضائے مصطفیٰ کی طرف سے جاری کی گئی:

نہایت انسوس سے عرض کیا جاتا ہے کہ باوجود ان ضروری سے ضروری اہم سے اہم کارہائے دین کے انجام دینے اور حسابات شائع کر کے اطمینان کروانے کے بھی آپ

۱۔ مولانا عبدالباری فرنگی علی (م ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء) جن کو مولانا بریلوی "فاضل اکمل" کہتے تھے اور جو مولانا بریلوی کے محضوین میں تھے۔ تحریک ترک موالات میں مسٹر گاندھی کے ساتھ ہو گئے تھے اور ان کو اپنا قائد تسلیم کر لیا، مولانا بریلوی نے باوجود ذاتی تعلق و محبت کے ان کا تعاقب کیا اور سخت گرفت کی ترک موالات اور ہندو مسلم اتحاد کے موضوع پر دونوں کے درمیان مراسلت ہوئی جو الطاری الداری کے نام سے تین حصوں میں شائع ہوئی (۱۳۲۹ھ / ۱۹۲۰ء) راقم نے اپنے تحقیقی مقالے کلام الامام میں اس مراسلت کا جائزہ لیا ہے۔ یہ مقالہ عنقریب لاہور سے شائع ہو جائے گا (مسودہ)

۲۔ پروفیسر محمد رفیع اللہ صدیقی (ایم ایس کونزرویٹو ریسٹی، کینیڈا) نے اپنے ایک تحقیقی مقالے میں مولانا بریلوی کے معاشی نکات کا جائزہ لیا ہے۔ یہ مقالہ بعنوان "فاضل بریلوی کے معاشی نکات" ۱۹۷۷ء میں لاہور سے شائع ہو گیا ہے۔ (مسودہ)

حضرات نے جماعت مبارکہ کی طرف وہ توجہ نہ فرمائی جس کی وہ مستحق ہے۔ یہ  
اسی زمانے میں "انصار الاسلام" کے نام سے ایک تنظیم بریلی میں قائم کی گئی،  
جس کی طرف سے متعدد مقامات پر جلسے ہوئے جن میں مولانا بریلوی کے صاحبزادگان،  
خلفاء اور احباب نے تقریریں کیں۔ انصار الاسلام کی تشکیل کا مقصد مقامات مقدسہ  
کی حفاظت، سلطنت ترکیہ اور ترکوں کی جائز و مفید اعانت، اسلام اور مسلمانوں کی دشمنانہ  
دین سے حفاظت اور مسلمانانہ منہ کی اخلاقی، معاشرتی، تمدنی اور اقتصادی مفاد کی طرف  
رہنمائی کرنا تھا۔

پھر ۱۹۲۰ء میں جب تحریک ترک موالات شروع ہوئی اور اس کے نتیجے میں  
ہندو مسلم اتحاد شباب پر پہنچا تو بوقت وحدت ملت اسلامیہ اور ہندو مسلم اتحاد کے  
خلافت مولانا بریلوی نے سخت جدوجہد کی اور عین مرض الموت میں ایک رسالہ تحریر فرمایا  
جس کا عنوان ہے :

### المحجۃ المؤمنۃ فی آیت الممتحنۃ

(۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۰ء)

یہ رسالہ شدید علالت کے زمانے میں لکھا گیا اس سے مولانا بریلوی کے اخلاص و  
دل سوزی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مولانا ظفر الدین بہاری نے نام ایک مکتوب میں  
لکھتے ہیں :

۱۲ ربیع الاول شریف (۱۳۲۹ھ) سے طبیعت ایسی علیل ہوئی کہ کبھی نہیں  
ہوئی تھی، چار چار پہر پیٹیاں بھی بند رہا، میں نے وصیت نامہ بھی لکھوا دیا  
تھا، ولی تعالیٰ نے فضل کیا، مرض زائل ہوا مگر آج دو مہینے کامل ہوئے،  
ضعف میں فرق نہیں، مسجد کو چار آدمی کرسی پر بٹھالے جلتے اور کرسی

۱۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں : طرق الہدی والارشاد، مطبوعہ بریلی، ص ۸۰

۲۔ السواد الاعظم (مراد آباد)، شعبان المعظم ۱۳۲۹ھ، ص ۶

پر لاتے ہیں، اسی حالت میں ترک موالات و ترک تعاون و استعانت بکفار و  
ادخال مشرکین مسجد وغیرہ امور دائرہ پر ایک جواب لکھنا پڑا کہ پانچ جز  
سے زائد ہو گیا، آیہ کریمہ ممتحنہ کی اس آیت میں بحث کافی کر دی گئی، اسی کے  
محاط سے اس کا نام:

### المجملہ المؤمنہ فی آیات الممتحنہ

(۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء / ۶)

رکھا گیا، یہ رسالہ چھپنے سے پہلے

۱۳۳۹ھ میں لاہور اور لائل پور سے یکے بعد دیگرے دو استفتاء ارسال کیے  
۱۹۲۰۔ پہلا استفتاء ۱۴ صفر ۱۳۳۹ھ کو مولانا حاکم علی (پروفیسر یاضنی اسلامیہ کالج۔ لاہور)  
نے ارسال کیا اور دوسرا استفتاء ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کو چودھری عزیز الرحمن (میڈیٹر  
اسلامیہ ہائی اسکول۔ لائل پور) نے ارسال کیا۔ مولانا بریلوی نے پہلے استفتاء کا مجملہ جواب  
دیا اور دوسرے استفتاء کا مفصل جواب دیا۔ یہ دونوں جوابات مذکورہ بالا عنوان سے  
رسالے کی صورت میں مطبع حسنی، بریلی میں چھپ کر شائع ہوئے۔ رئیس احمد حقیری نے  
اپنی کتاب اوراق گم گشتہ (مطبوعہ لاہور ۱۹۶۵ء) میں یہ رسالہ شامل کر دیا ہے جو بڑے سائز  
کے ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ راقم الحروف نے اس رسالے پر ایک تحقیقی مقالہ قلم بند کیا  
جس کا عنوان ہے:

### فاضل بریلوی اور ترک موالات

یہ مقالہ ۱۹۶۱ء میں لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔ تفصیلات کے لیے اس طرف رجوع  
کریں۔ یہاں رسالہ الحجۃ المؤمنہ کے مضامین کا اجمالی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔  
اس رسالے میں سب سے پہلے مولانا بریلوی نے ذمّی، حربی، متامن وغیرہ سے  
موالات و ترک موالات پر بحث کی ہے پھر آگے چل کر موالات کی قسموں پر بحث

اے نطفہ الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی، ص ۲۹۰





(ب) اعتمادیہ سے کہ وہ مسادی سے یارانہ گناٹھیں، انھیں اپنا یادرو پارو  
 معین مددگار بنائیں، ان کی مدد و موافقت سے اپنے لیے غلبہ و عزت و  
 کامیابی چاہیں، یہ اگرچہ اپنے آپ کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا نہیں  
 مگر ان کی ہمدردی و خیر خواہی پر اعتماد یقیناً ہے۔ کوئی عاقل خون کے  
 پیاسے دشمن کو معین و ناصر نہ بنائے گا۔

(ج) استخدام یہ کہ کافر ہم سے دبا ہو، اس کی چوٹی ہمارے ہاتھ میں ہو، کسی  
 طرح ہمارے خلاف پرتا در نہ ہو، وہ اگرچہ اپنے کفر کے باعث  
 یقیناً ہمارا بدخواہ ہوگا مگر بے دست و پا ہے۔ ہم سے خوف و طمع  
 رکھتا ہے، خوف شدید کے باعث اظہار بدخواہی نہ کر سکے بلکہ طمع کے  
 سبب مسلمان کے بارے میں نیک لٹے ہوئے۔

یہ تو تین استعمانت کی صورتیں لیکن جہاں تک موالات دوہستی کا تعلق ہے اس  
 کے متعلق مولانا بریلوی نے صاف صاف لکھ دیا:—

” موالات مطلقاً ہر کافر، مشرک سے حرام ہے، اگرچہ ذمی مطیع اسلام ہو،

اگرچہ اپنا باپ یا بیٹا یا سبائی یا قریب (عزز) ہوئے۔“

تحریک ترک موالات کے ایک دہنا مولانا عبدالباری فرنکی محلی پر تنقید کرتے  
 ہوئے لکھتے ہیں:

” انھیں رازدار، خلیل کار بنانا، حرام قطعی تھا، یہ اس سے بھی بدرجہا بڑھ کر

ان کے ہاتھ بک گئے، انھیں اپنا پیشوا بنالیا، صاف لکھ دیا۔ ان کو اپنا

دہنا بنالیا ہے۔ جو وہ کہتے ہیں، وہی مانا ہوں، میرا حال تو سر دست اس

۱۔ ایضاً، ص ۲۸۰

۲۔ ایضاً، ص ۲۸۰

۳۔ ایضاً، ص ۲۳۷

شعر کے موافق ہے۔

عمرے کہ بیات و احادیث گزشت  
رفتی و نشاربت پرستی کردی

مولانا بریلوی کے نزدیک ہندوؤں سے استعانت و تعاون اس لیے مضرت تھا کہ وہ  
لقول نہ، انا بریلوی مسلمانان ہند سے دین میں محارب تھے۔ چنانچہ وہ ایک جگہ لکھتے ہیں؛  
" وہ جو آج تمام ہندوؤں اور نہ صرف ہندوؤں، تم سب ہندو پرستوں کا امام  
ظاہر و بادشاہ باطن ہے یعنی گاندھی، صاف نہ کہہ چکا کہ مسلمان اگر قربانی  
گاؤ نہ چھوڑیں گے تو ہم تلوار کے زور سے چھڑا دیں گے۔ اب بھی کوئی  
شک رہا کہ تمام مشرکین ہندو، دین میں ہم سے محارب ہیں۔ "

مولانا بریلوی نے دشمن کی نفسیات کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے؛  
" دشمن اپنے دشمن کے لیے تین باتیں چاہتا ہے؛ -

- (۱) اول اس کی موت کہ جھگڑا ہی ختم ہو جائے۔
  - (۲) دوم، یہ نہ ہو تو اس کی جلا وطنی کہ اپنے پاس نہ رہے۔
  - (۳) سوم، یہ بھی نہ ہو سکے تو آخری درجہ اس کی بے پری کہ عاجز بن کر رہے۔
- مخالفت کے یہ درجہ ان پر طے کر دے اور ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں، خیر خواہ  
ہی سمجھے جاتے ہیں۔

اولاً: جہاد کے اشارے ہوئے۔ اس کا کھلا نتیجہ ہندوستان کے مسلمانوں کا  
فنا ہونا تھا۔

۱۔ ایضاً، ص ۲۸۵

۲۔ ایضاً، ص ۲۵۰

۳۔ یہاں تحریکِ خلافت کی طرف اشارہ ہے جس میں بے دست و پا مسلمانوں کو انگریزوں  
سے جنگ کے لیے آمادہ کیا جا رہا تھا۔ (مسعود)



ثانثاً۔ جب یہ نہ سنی، ہجرت کا بھرا کہ کسی طرح یہ دفع ہوں، ملک ہمارا  
 کبڑیاں کھیلنے کو رہ جائے، یہ اپنی جامدوں کو بیوں کے مول بچیں یا لوں ہی چھوڑ جائیں  
 ثالثاً۔ جت بھی نہ بھی تو ترک موالات کا جھوٹا حیلہ کر کے ترک معاملات  
 پر ابھارا کہ نو کریاں چھوڑ دو کہ کونسل کیسی میں داخل نہ ہو۔ مال گزاری ٹیکس کچھ  
 نہ دو، خطابات واپس کر دو۔ امر اخیر تو صرف اس لیے ہے کہ ظاہر نام  
 کا نہ ہو، اعزاز بھی کسی مسلمان کے لیے نہ رہے اور پہلے تین اس لیے کہ  
 ہرے اور محکمے میں صرف ہنود رہ جائیں یہ۔

مولانا بریلوی نے رسلے کے آخر میں مسلمانان ہند سے یہ درد بھری اپیل کی:  
 تبدیل احکام الرحمن اور اختراع احکام الشیطان سے ہاتھ اٹھاؤ، مشرکین  
 سے اتحاد توڑو، مرتدین کا ساتھ چھوڑو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 کا دامن پاک تمہیں اپنے سایے میں لے لے۔ دنیا نہ ملے، نہ ملے ان  
 توان کے صدقے میں ملے۔ یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم  
 کافئاً ولا تتبعوا خطوات الشیطان انما لکم عدو مبین ہے

فقیر احمد رضا قادری

تحریک ترک موالات کے زمانے میں ہندو مسلم اتحاد کا جو سیلاب امنڈا، مولانا  
 بریلوی نے اس کی سخت مزاحمت کی، ان کا خیال تھا کہ تحریک کے پردے میں سواج  
 کے لیے راہ ہموار کی جا رہی ہے، حقائق و شواہد سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔  
 چنانچہ اس راز سرسبتہ کو فاش کرنے کے الزام میں مولانا بریلوی پر الزام لگایا۔ ۵

۱۔ یہاں تحریک ہجرت کی طرف اشارہ ہے جس میں ہندوستان کو دارالکرب قرار دے کر مسلمانوں کو ہجرت  
 پر مجبور کیا اور بہت سے مسلمان تباہ و برباد ہوئے

۲۔ یہاں تحریک ترک موالات کی طرف اشارہ ہے (مسعود)

۳۔ احمد رضا خاں: الحجۃ المومنین، سجالہ اوراق گم گشتہ، ص ۲۹۹

۴۔ ایضاً، ص ۳۰۵

انگریزوں کے حامی ذناصر اور اس کے ننخواہ دار ہیں، مولانا بریلوی نے اس الزام کی سختی سے تردید کرتے ہوئے فرمایا :

” اس کا جواب اس سے بہتر میرے پاس کیا ہے لعنة الله على الكذابين

جس نے ایسا کیا ہو اس پر قیامت تک اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے نیک بندوں کی لعنت ہو ملے۔“

مولانا محمد جعفر شاہ پھلواری، تحریک خلافت میں مولانا بریلوی کے حریف تھے انھوں

نے لکھا ہے کہ مولانا بریلوی پر انگریز دوستی کا الزام سراسر بے بنیاد تھا جو سیاسی مقاصد کے

تحت لگایا گیا تھا۔ یہ اظہار خیال ایک غیر مطبوعہ کتاب (خیابان رضا مرتبہ محمد مرید احمد) میں

کیا گیا ہے جس پر راقم نے مقدمہ لکھا ہے۔

در اصل مولانا بریلوی کافر و مشرک، یہود و نصاریٰ، آتش پرست و ستارہ پرست

سب ہی کو مسلمانوں کا دشمن سمجھتے تھے، چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں :

کافر، ہر فرد و فرقہ دشمن مارا

مرتد، مشرک، یہود و گبر و ترسا

(ترجمہ) کافر بلکہ ہر فرد و فرقہ ہمارا دشمن ہے، خواہ وہ مرتد ہو۔ مشرک ہو، یہودی

ہو، عیسائی ہو یا آتش پرست۔

لیکن ان سب میں وہ کافر و مشرک کو مسلمانوں کا دشمن جانی سمجھتے تھے، تاریخی واقعات

سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کے زمانے

میں ہندو مسلم اتحاد کی سختی سے مزاحمت کی۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی مسٹر گاندھی کی قیادت کو مسلمانان ہند کے لیے مہلک

سمجھتے تھے، اس مسئلے پر انھوں نے اپنے دوست مولانا عبدالباری فرنگی محلی (م ۱۳۲۲ھ / ۱۹۲۶ء)

۱۔ السواد الاعظم (مراد آباد) شمارہ جاری الاول ۱۳۲۹ھ، ص ۳۰

۲۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں : اطاری الداری، حصہ سوم، مطبوعہ بریلی، ص ۹۹

۱۲۲

سے سخت اختلاف کیا، دونوں کے درمیان تفصیلی مراسلت ہوئی جو مولانا بریلوی کے صاحبزادے مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں نے ۱۳۳۹ھ میں تین حصوں میں بریلی سے شائع کر دی، اس کا عنوان ہے :

الطاری المداری لہقوات عبد الباری

مولانا عبد الباری مسٹر گاندھی کی قیادت پر یقین رکھتے تھے جب کہ مولانا بریلوی اس کو مسلمانوں کے لیے سم قائل سمجھتے تھے۔ مولانا عبد الباری جیسے فاضل پر مسٹر گاندھی کا جادو چل جانا مولانا بریلوی کے لیے حیرت ناک تھا۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں:

یارب چہ کر دست فسوں دم گاندھی

لیڈر پس رو، امام اقدم گاندھی؟

خلافت کمیٹی (۱۹۱۹ء) میں مسٹر گاندھی اور دوسرے مہنڈ کو صدر دہلی بنایا گیا، دوستی و محبت اس حد تک پہنچی کہ مہنڈ لیڈروں کی موت پر مساجد میں فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔ ان دل گداز حالات کو دیکھ کر مولانا بریلوی دلسو کو کے ساتھ کہتے ہیں۔

مرتد را صدر و مشرکوں را ارکان

ہم فاتحہ، ہم نماز، ہم دعوت عفو

مولانا بریلوی کسی طرح گوارا نہ کرتے تھے کہ مسلمان گاندھی کے لیے سواری کا کردار

ادا کریں، اقبال نے کہا تھا :

ایام کا مرکب نہیں، راکب ہے قلندر!

مولانا بریلوی بھی مسلمانان مہنڈ کو اس الوالعزمی اور غیرت کا درس دیتے ہوئے

۱۔ احمد رضا خاں : الطاری المداری، حصہ سوم، ص ۹۰

۲۔ ایضاً، ص ۹۵

نوٹ : مزید تفصیلات کے لیے مطالعہ فرمادیں راقم کی تالیف "تحریک آزادی مہنڈ اور السواد عظم" مطبوعہ لاہور ۱۹۶۹ء

(مسعود)



نصیحت کرتے ہیں ع

مشرک نہ بخورد سوارمی باید کرد لہ

اور نہایت محب جلال کے ساتھ کہتے ہیں ع

گاندھی زن و گاندھی انگن لہ

مسٹر گاندھی تحریک خلافت میں مسلمانوں کے ہم نوا تھے مگر اندرونِ خانہ وہ مسلمانوں کی اس سیاسی بیداری سے اپنا مدعا حاصل کرنا چاہتے تھے اور وہ مدعا سوراج یعنی مندرجہ راج کے سوا کچھ نہ تھا۔ مولانا بریلوی کی سیاسی بصیرت نے اس راز کو پالیا تھا چنانچہ وہ کہتے ہیں ع

گاندھی پے سوراج، دشمنِ لشکا فدیہ

اسی لیے مولانا بریلوی کا خیال تھا کہ تحریک خلافت میں مسٹر گاندھی کی شرکت سے

اور تحریک ترک موالات میں مسٹر گاندھی کی قیادت سے سراسر منہ دوں کو فائدہ ہو گا

اور مسلمانوں کو نقصان۔ چنانچہ وہ مولانا عبدالباری فرنکی محلی سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں ع

از بازوئے تو نظام دین گاندھی ست

قائم بہ تو انتظام دین گاندھی ست

اور یہ کوئی جذباتی تاثرات نہ تھے بلکہ حقائق کی روشنی میں دیکھا جانے تو صحیح معلوم ہوتے ہیں۔ فرانس کے مشہور مستشرق لونی مالینوں (۱۹۶۲ء تا ۱۸۸۳ء) تحریک

۱۔ ایضاً، ص ۲۹

۲۔ ایضاً، ص ۲۹

۳۔ ایضاً، ص ۹۵

۴۔ پروفیسر مالینوں نے حسین بن منصور الحلاج پر پچاس برس کام کیا ہے اور اپنا شاہکار

PASSION D'AL — HALLAJ

(مستور)

کی صورت میں پیش کیا ہے۔

خلافت کے زمانے میں ۳۷ سالہ پروفیسر تھے۔ اسی زمانے میں پیرس میں تیسلیا نڈوی سے ان کی ملاقات ہوئی جو تحریکِ خلافت کے سلسلے میں وہاں گئے تھے۔ پروفیسر موصوف نے ان کو اور دوسرے علمائین کو گاندھی سے متاثر دیکھ کر یہ نتیجہ نکالا کہ وہ مسلمانوں سے کچھ اونچی چیزیں۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے :

FOR PERHAPS THE FIRST TIME IN HUMAN  
HISTORY A MAN HAD ARISEN WHO HAD  
INFLUENCE ON PEOPLE OF OTHER RELIGIONS  
WITH CONSTRUCTIVE SOCIAL RESULTS

مسلم علماء و علمائین کی مسٹر گاندھی سے وابستگی کی وجہ سے پروفیسر ماسینوں مسٹر گاندھی سے اس حد تک متاثر نظر آتا ہے کہ وہ یہاں تک لکھ گیا :

WHO WAS THE LAST OF SAINTS

یعنی مسٹر گاندھی "خاتم الاولیاء" تھے۔ اگر مسلمان علماء و علمائین مولانا بریلوی کی نصیحت پر عمل کرتے اور اس کے ہم نوا نہ ہوتے تو پروفیسر موصوف اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوتا۔ تو مولانا بریلوی کا یہ کہنا غلط نہ تھا۔

از بازوئے تو نظام دین گاندھی ست

تائم بہ تو انتظام دین گاندھی ست

مولانا بریلوی کے نزدیک سیاسی و معاشی و مذہبی سطح پر یہود و نصاریٰ اور

۱۰ GUILIS BASETTI-SANI : PROPHET  
OF INTER RELIGIOUS RECONCILIATION,  
CHICAGO.

۱۰ ایضاً، ص ۲۱۵

کفار و مشرکین سب مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ اس لیے یہ کہنا کہ ہندوؤں کے ساتھ مروت کا برتاؤ کرو اور انگریز کے ساتھ نفرت و حقارت کا، سراسر حماقت ہے۔ ان میں سے کوئی ایک نہ دوستی کے لائق ہے اور نہ مروت و محبت کے۔ مولانا بریلوی کہتے ہیں:

کافر، بہر فرود فرقتہ دشمن مارا | مرتد، مشرک، یہود و گبر و ترس  
مشرک را بندہ باش و بانصرانی | بہر کار حرام، اس ز شیطان فتویٰ الہ  
یہود و نصاریٰ اور ہنود کے جنگل سے چٹکارا حاصل کرنے کے لیے جہاں قوت ایمانی کی ضرورت تھی وہاں معاشی و اقتصادی قوت کی بھی ضرورت تھی۔ مولانا بریلوی نے تحریر و تقریر کے ذریعہ ایک طرف ملت مسلمہ کی قوت ایمانی کی پاسداری کی تو دوسری طرف معاشی و اقتصادی قوت حاصل کرنے کے لیے ایک لائحہ عمل پیش کیا۔ چنانچہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ کو کلکتہ سے ایک مستفتی حاجی لعل خاں نے استفتاء بھیجا جس میں سوال کیا گیا تھا:

(۱) ارشاد ہو کہ آج کل مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟ اور۔

(۲) امداد ترک کا کیا طریقہ ہو؟

مولانا بریلوی نے ان سوالات کے جواب میں ایک رسالہ لکھا جس کا عنوان ہے:

تدبیر فلاح و نجات و اصلاح

۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء

اس رسالے میں مذکورہ بالا سوالات کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”آپ پوچھتے ہیں کہ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟۔ اس کا جواب میں

۱۔ احمد رضا خاں: الطاری الداری، حصہ سوم

۲۔ احمد رضا خاں: تدبیر فلاح و نجات و اصلاح، مطبوعہ لاہور، ص ۲

۳۔ ایضاً، ص ۲۔



کیا دے سکتا ہوں؛ اللہ عزوجل نے تو مسلمانوں کی جان مال جنت کے عوض خریدے ہیں؛ —

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةَ  
 مگر ہم ہیں کہ بیع دینے سے انکار اور دشمن کے خواستگار۔ منہدی مسلمانوں میں یہ طاقت کہاں کہ وطن و مال و اہل و عیال چھوڑ کر ہزاروں کو س جائیں اور میدان جنگ میں مسلمانوں کا ساتھ دیں، مگر مال دے سکتے ہیں! — اس کی حالت بھی سب آنکھوں دیکھ رہے ہیں۔ وہاں مسلمانوں پر یہ کچھ گزر رہی ہے، یہاں وہی جلیبے ہیں، وہی رنگ، وہی ٹھیسڑ، وہی امنگ، وہی تملشے، وہی بازیایاں، وہی عفتلیتیں، وہی فضول خرچیاں — ایک بات کی بھی کمی نہیں ہے۔

اس کے بعد تلقین و نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بہتر ہے کہ مسلمان اپنی سلامت روی پر قائم رہیں، کسی شریر قوم کی چال نہ سیکھیں اپنے اوپر مفت کی بدگمانی کا موقع نہ دیں۔

پھر ملت اسلامیہ کی اخلاقی و معاشی فلاح و بہبود کے لیے اپنی تجاویز کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: —

أَوَّلًا: — بائشنا ان معدود باتوں کے جن میں حکومت کی دست اندازی ہو، اپنے تمام معاملات اپنے ہاتھ میں لیتے، اپنے سب مقدمات اپنے آپ فیصل کرتے، یہ کروڑوں روپے جو اسٹامپ اور وکالت میں گھے جلتے ہیں، گھر کے گھرتباہ ہو گئے اور ہوتے جلتے ہیں، محفوظ رہتے بلکہ

۱۔ ایضاً، ص ۴

۲۔ ایضاً، ص ۵

۳۔ ایضاً، ص ۵

ثانیاً:۔ اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدتے کہ گھر کا نفع گھری میں رہتا، اپنی حرفت و تجارت کو ترقی دیتے کہ کسی چیز میں دوسری قوم کے محتاج نہ رہتے۔ یہ نہ ہوتا کہ یورپ امریکہ دے چھٹانک بھرتا نیا، کچھ صنائی کی گھڑنت کر کے، گھڑی وغیرہ نام رکھ کر، آپ کو دے جائیں اور اس کے بدلے پاؤ بھر چاندی آپ سے لے جائیں۔

ثالثاً:۔ ممبئی، کلکتہ، رنگون، مدراس، حیدرآباد وغیرہ کے تو نگر مسلمان اپنے بھائی مسلمانوں کے لیے بنک کھولتے، سود شرع نے حرام قطعی فرمایا ہے، مگر اور سو طریقے نفع لینے کے حلال فرمائے ہیں جن کا بیان کتب فقہ میں مفصل ہے اور اسی کا ایک نہایت آسان طریقہ کتاب کفل الفقیہ الفہم

۶-۵ ایضاً

نوٹ: یہ اس زمانے کی بات ہے جب سونے اور چاندی کے سکے چلا کرتے تھے، اور جو چیز خریدی جاتی تھی اس کے عوض کھرا سونا، چاندی دیا جاتا تھا جس کے لیے غریب دنیا آج تک ترس رہی ہے۔ مولانا بریلوی نے اسی ستم ظریفی کی طرف اشارہ کیا اور مسلمانوں کو تجارت کرنے اور انڈسٹریاں لگانے کی ہدایت کی۔ معاشیات و اقتصادیات بظاہر سیاسیات سے الگ نظر آتے ہیں مگر درجید میں تو بیشتر سیاسی نشیب و فراز اسی کے مرمون منت ہیں۔ اس لیے جس کو سیاسی بصیرت حاصل ہے وہ معاشیات سے پہلو تہی نہیں کر سکتا۔ (مسعود)

۱۔ تیم مکہ معظمہ کے زمانے میں دو علمائے مکہ مولانا عبداللہ احمد میر و دادا امام مسجد المحرم اور ان کے استاد مولانا حامد محمد مورجی نے نوٹ کے متعلق مولانا بریلوی سے ایک استفسار لیا۔ مولانا بریلوی نے اس کے جواب میں اپنا عربی رسالہ

کفل الفقیہ الفہم فی احکام قرطاس المدراہم

۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ع

تصنیف کیا۔ یہاں اسی عربی رسالے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (مسعود)

میں چھپ چکا ہے یہ

العالم سب سے زیادہ اہم، سب کی جان، سب کی اصل اعظم، وہ دین  
متین تھا جس کی رسی مضبوط تھکنے نے اگلوں کو ان مدارج عالیہ پر پہنچایا،  
چار دانگ عالم میں ان کی ہدیت کا سکہ بٹھایا، نان شبینہ کے محتاجوں کو بلند تاجوں  
کا مالک بنایا۔ اور اس کے چھوڑنے نے پھپھلوں کو یوں چاہِ ذلت میں گرایا  
فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ وَاِلٰہِہٖمُ الْعِلٰہُ الْعَلِیُّ الْعَلِیْمُ ۝۱۰  
مندرجہ بالا چار تجاویز پیش کرنے کے بعد اس کی روشنی میں مسلمانان ہند کی حالت  
کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اول پر یہ عمل ہے کہ گھر کے فیصلے میں اپنے دعوے سے کچھ بھی کمی ہو تو منظور نہیں  
اور کچھ ہی جا کر اگرچہ گھر کی بھی جائے، ٹھنڈے دل سے پسند، گرہ گرہ بھڑین  
پر طرفین سے دو دہزار بگڑ جاتے ہیں۔ کیا آپ ان حالتوں کو بدل سکتے  
ہیں؟ فہل انتم متتھون؟ ۱۰

دوہم کی یہ کیفیت ہے کہ اول تو خاندانی لوگ حرفت و تجارت کو عیب سمجھتے  
ہیں اور ذلت کی نوکریاں کرنے، ٹھوکرین کھانے، حرام کا کرنے، حرام  
مال کھانے کو فخر و عزت۔ اور تجارت کریں بھی تو خریداروں کو اتنا حس

۱۰ احمد رضا خان، تدبیر فلاح و نجات، اصلاح، مطبوعہ لاہور، ص ۶  
نوٹ: پروفیسر محمد رفیع اللہ صدیقی (ایم۔ ایس۔ کونینز یونیورسٹی، کینیڈا)  
نے مولانا بریلوی کے عمیوں معاشی نکات پر اپنے مقالے میں تفصیلی بحث کی ہے  
یہ مقالہ بعنوان "فاضل بریلوی کے معاشی نکات" ۱۹۶۶ء میں لاہور سے شائع  
ہو گیا ہے۔ (مسود)

۱۱ احمد رضا خان: تدبیر فلاح و نجات، اصلاح، مطبوعہ لاہور، ص ۶

۱۲ ایضاً، ص ۷



نہیں کہ اپنی ہی قوم سے خریدیں۔ مہندو تجارت کے اصول جانتا ہے کہ جتنا  
تھوڑا نفع رکھے اتنا ہی زیادہ ملتا ہے اور مسلمان صاحب چاہتے ہیں کہ سارا  
نفع ایک ہی خریدار سے وصول کر لیں، ناچار خریدنے والے مجبور ہو کر مندو سے  
خریدتے ہیں۔ کیا تم یہ عادتیں چھوڑ سکتے ہو؟ فہل انتم منتھون؟ لے  
سوم کی یہ حالت ہے کہ اکثر امراء کو اپنے نا جائز عیش سے کام ہے، ناچ رنگ  
وغیرہ بے حیائی یا بے ہودگی کے کاموں میں ہزاروں، لاکھوں اڑا دیں۔  
وہ ناموری ہے، ریاست ہے۔ اور مرتے بھائی کی جان بچانے کو ایک  
خفیف رقم دینا ناگوار ہے۔

چہارم کا حال ناگفتہ بہ ہے کہ انٹرنس پاس کو رزاق مطلق سمجھا ہے۔ وہاں  
نو کمری میں عمر کی شرط، پاس کی شرط، پھر پڑھائی وہ مفید کہ عمر بھر کام نہ  
آئے، نہ اس نو کمری میں اس کی حاجت پڑے۔

مولانا بریلوی نے دور جدید کے نصاب تعلیم کی عدم افادیت اور اضاعت  
جو تنقید کی ہے وہ بڑی حد تک درست معلوم ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
لے فرمایا:۔

”اے اللہ میں اس علم سے پناہ مانگتا ہوں جو لوگوں کے لیے نفع بخش نہ ہو۔“  
جو علم دین و دنیا دونوں کے لیے غیر مفید ہو وہی غیر مفید ہے۔ ہمارے  
نصاب تعلیم میں بہت سے ایسے علوم ہیں جو رسماً پڑھائے جاتے ہیں۔ ۱۴ برس میں  
اسے کرنے کے بعد بہت سے طاق نسیاں کی نذر ہو جاتے ہیں۔ ایک دوجن سے زندگی  
سابقہ پڑتا ہے، یاد رہتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کم سے کم وقت میں زیادہ

۶۰ ایضاً، ص ۷

۶۱ ایضاً، ص ۸

۶۲ ایضاً، ص ۸

۱۳۲

سے زیادہ مفید تعلیم دی جائے مگر جو کچھ مورہا ہے وہ اس کے برعکس ہے۔  
 اس کے علاوہ ہمارے نصاب میں ایک اور خامی ہے، آرٹس اور سائنس کو  
 الگ الگ خانوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ آرٹس سے انسان بنتے ہیں اور سائنس  
 سے مشین۔ انسان مشین کا کام نہیں کر سکتا اور مشین، انسان کا کام نہیں کر سکتی  
 اور ہم کو بیک وقت انسان و مشین دونوں کی ضرورت ہے۔  
 کاروبار جہاں سولتے ہیں  
 ہوش جب بخود ہی سے ملتا ہے  
 دونوں علوم و فنون اسی وقت انسانیت کے لیے مفید ہوں گے، جب ان دونوں  
 کو ملا دیا جائے۔

مولانا بریلوی اپنی تجاویز پیش کرنے اور ان کا تجزیہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں:  
 ”یہ وجوہ ہیں، یہ اسباب ہیں۔ مرض کا علاج چاہنا اور سبب قائم رکھنا،  
 حماقت نہیں تو کیا ہے۔ جس کا زندہ مثال یہ ترکوں کا تازہ واقعہ ہے  
 ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اہل الرائے ان وجوہ پر نظر فرمائیں اگر میرا خیال صحیح ہو تو ہر شہر و  
 قصبے میں جلسہ کریں اور مسلمانوں کو ان چار باتوں پر قائم کر دیں پھر آپ  
 کی حالت خوبی کی طرف نہ بدلے تو شکایت کیجئے یہ  
 مولانا بریلوی کے نزدیک اخلاقی اور معاشی حالت سنورے بغیر ملت کا  
 میدان جنگ میں کوڑا نا عاقبت اندیشی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ ۱۹۱۲ء اور  
 ۱۹۲۱ء کے درمیان ترکوں پر بے پناہ مصائب آئے مگر غیر منقسم ہندوستان  
 میں ایسے حالات نہ تھے کہ مسلمان انگریزوں سے ٹکر لیتے، ہر کام کا ایک وقت ہوتا  
 ہے اور اس وقت کی پہچان ایک دیدہ وریاست داں کے لیے کچھ زیادہ مشکل

۱۳ ایضاً، ص ۹

نہیں، یہی وجہ ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح اور علامہ محمد اقبال اس زمانے میں کچھ زیادہ فعال نظر نہیں آتے، بہت عرصے بعد ۱۹۲۰ء میں وہ وقت آیا جب ہندوستان کے طول و عرض میں آزادی کی بھرپور تحریک چلائی گئی جو بالآخر ۱۹۴۷ء میں کامیابی سے ہم کنار ہوئی۔ مولانا بریلوی نے یہ بات شدت سے محسوس کی۔ ۱۹۱۲ء اور ۱۹۲۱ء کے درمیانی عرصہ ایسا نہ تھا جس میں آزادی کے لیے کوئی کامیاب تحریک چل سکتی۔ بے بسی اور بے زری میں حکومت سے ٹکر لینا ان کے نزدیک مسلمانوں کے لیے مفید نہ تھا اس لیے وہ کہتے ہیں:

رب العزت ہلاک کردہ بیشک | نمرود زلیخہ، ابرہہ از مرعک  
اما بخوارق اعتماد و اسباب | بگز رشتن ست کار احمق و املاک

مولانا بریلوی نے اس دور میں وحدت ملت اسلامیہ کے لیے کوشش کی جب قائد اعظم محمد علی جناح اور ڈاکٹر محمد اقبال جیسے مسلم رہنما ہندو مسلم اتحاد کے داعی تھے۔ ۱۹۱۶ء میں قائد اعظم نے مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ لکھنؤ میں فرمایا:

تو موآرا اختلافت کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتا ہے  
اور ہندو مسلم اتحاد پر قائد اعظم کے غیر متزلزل یقین کو دیکھتے ہوئے مسٹر گوکھلے نے یہ پیش گوئی کی:

” وہ ہندو مسلم اتحاد کے زبردست علم بردار بنیں گے کہ  
ہندو مسلم اتحاد کی ان تضادوں میں مولانا بریلوی نے وحدت ملی کا چراغ روشن کیا، ان کی پوری زندگی اسی مشن کے لیے وقف ہو کر رہ گئی اور اس کوشش میں انھوں نے ۱۹۲۰ء کو سفرِ آخرت اختیار کیا سیاستِ ملتِ اسلامیہ میں مولانا بریلوی کا کردار بالکل بے داغ نظر آتا ہے۔ قائد اعظم اور ڈاکٹر اقبال کے سیاسی افکار میں تبدیلی کے

۱۔ احمد رضا خاں: الطاری الداری، حصہ سوم، ص ۹۹

۲۔ خدا بخش ظہر، مسلم لیگ، مطبوعہ لاہور ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء، ص ۱۳۲

۳۔ ایضاً۔



جہاں اور اسباب ہیں وہاں ایک بڑا سبب وحدت ملت اسلامیہ کے لیے مولانا بریلوی کی بے پناہ استقامت وعزیمت بھی ہو سکتا ہے۔ جس زمین پر قائد اعظم نے نظریہ پاکستان کی بنیاد رکھی اس کی تیاری میں مولانا بریلوی نے اہم کردار ادا کیا ہے۔

مولانا محمد علی جوہر نے ڈاکٹر اقبال کے لیے کہا تھا کہ ان کا بڑا کا زنامہ یہ ہے کہ انھوں نے مسلمانان ہند کے دلوں میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لگن لگادی۔ مگر یہ بہت بعد کی بات ہے، جس وقت ڈاکٹر اقبال ہندو مسلم اتحاد کی باتیں کر رہے تھے اور اپنے ترانوں سے ہندوستانی قومیت کا جذبہ پیدا کر رہے تھے، مولانا بریلوی ہندوستان کے طول وعرض میں مسلمانوں کے دلوں میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ روشن کر رہے تھے، ڈاکٹر اقبال کے ہاں مولانا بریلوی کی آواز بازگشت سنائی دیتی ہے۔

ہندوستان کے بعض سیاسی وقومی رہنما انگریزوں کو مسلمانوں کا خیر خواہ سمجھتے تھے اور ہندوؤں کو بدخواہ۔ اور بعض رہنما ہندوؤں کو خیر خواہ سمجھتے تھے اور انگریزوں کو بدخواہ۔ مولانا بریلوی ہندوؤں اور انگریزوں دونوں کو مسلمانوں کا بدخواہ سمجھتے تھے، ہندوؤں کے خلاف انھوں نے جو جدوجہد کی اس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔ انگریزوں کے خلاف ان کے جذبات کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب ۱۳۱۱ھ میں ندوۃ العلماء کا قیام عمل میں آیا تو اس کے منشور میں یہ بات بھی سامنے آئی:

زر گورنمنٹ انگریزی کا معاملہ خدا کے معاملوں کا پورا نمونہ ہے، اس کے معاملے دیکھ کر خدا کی رضا اور ناراضی کا حال کھل سکتا ہے۔

۱۔ محمد عبدالوحید: دربار حق و ہدایت اطبوعہ مطبۃ ۱۳۱۸ھ، ص ۱۲۳  
نوٹ: مولانا بریلوی کی سیاسی خدمات کے لیے مندرجہ ذیل کاخذ سے رجوع کریں:

- (1) ISHTIAQ HUSAIN: ULEMA IN POLITICS, KARACHI, 1973
- (2) محمد سعید احمد: انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، جلد نمبر (۱)، جز ۵ بذیل رضا بریلوی
- (3) ABDUL RASHID: ISLAM IN INDO-PAK SUB-CONTINENT LAHORE, 1978
- (4) ANWAR ALI: MYSTICS AND THE MONARCHS, KARACHI, 1979 PP. 237-42

مولانا بریلوی نے اہل ندوہ کے اس خیال کی سخت گرفت کی، نہ صرف خلوت میں بلکہ خلوت میں بھی۔ چنانچہ ۱۳۱۸ھ میں پٹنہ کے عظیم الشان جلسہ عام میں (جو ایک ہفتہ جاری رہا اور جس میں ہندوستان کے سربراہ اور وہ صوفیہ و علماء شریک تھے) چار گھنٹے سے زیادہ طویل تقریر میں اس قسم کے خیالات پر بھی تنقید کی اور مسلمانان ہند کو اس سے باز رہنے کی تلقین کی۔ اس کے علاوہ اپنے رسائل اعلام الاعلام، تدبیر فلاح و نجات اور الطاری الداری میں انگریزوں کے خلاف جو کچھ لکھا ہے وہ اوپر گزر چکا۔

مولانا بریلوی نے آزادی و حریت کے لیے جو راہ متعین کی اس پر ان کے صاحبزادگان، خلفاء، تلامذہ اور متبعین چلتے رہے۔ چنانچہ مولانا بریلوی کے وصال کے تقریباً چار سال بعد ۱۹۲۵ء میں ان کے نامور خلیفہ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی (م ۱۳۶۶ھ) نے مراد آباد میں الجمعیۃ العالمیۃ المرکزیۃ (آل انڈیا سنی کانفرنس) کے نام سے ایک تنظیم کی بنیاد رکھی اور ملک کے طول و عرض میں اس کی شاخیں کھولیں، اسی سال علی گڑھ سے محمد عبدالقدیر بلگرامی کے رسالہ ”ہندو مسلم اتحاد پر کھلا خط مہاتما گاندھی کے نام“ میں پہلی مرتبہ تقسیم ہند کی مفصل تجویز سامنے آتی ہے۔ پانچ سال بعد جب ۱۹۳۰ء میں

۱۔ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی کے حالات زندگی اور سیاسی خدمات کی تفصیلات کے لیے مطالعہ کریں: محمد مسعود احمد: تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۹ء

۲۔ تفصیلات کے لیے مطالعہ کریں: محمد جلال الدین: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء

۳۔ محمد عبدالقدیر: ہندو مسلم اتحاد پر کھلا خط مہاتما گاندھی کے نام، مطبوعہ مسلم یونیورسٹی پٹنہ (علی گڑھ ۱۹۲۵ء)

۴۔ رئیس احمد جعفری اور خواجہ عبدالحمید کمالی (سابق ڈائریکٹر اقبال اکادمی - کراچی) کا خیال سے کہ یہ تجویز مولانا بریلوی کے محسن و کرمفرما مولانا عبدالقادر بدایونی کے صاحبزادے مولانا محمد عبدالقدیر بدایونی نے پیش کی تھی مگر پروفیسر محمد ایوب قادری نے اس سے اختلاف کیا ہے، ان کے خیال میں یہ تجویز عزیز الدین بلگرامی نے پیش کی تھی (دانش اعلم) تفصیلات کے لیے مطالعہ کریں:

(ا) رئیس احمد جعفری: اوراق گم گشتہ، لاہور ۱۹۶۸ء

(ب) خواجہ عبدالحمید کمالی: اقبال ریویو، شمارہ جنوری ۱۹۶۳ء

(ج) محمد ایوب قادری: الزہیر (بہاول پور) ۱۹۶۰ء

۱۳۶

ڈاکٹر محمد اقبال نے سیاسی پلیٹ فارم سے تقسیم ہند کی تجویز پیش کی تو علماء میں غالباً سب سے پہلے مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے ڈاکٹر اقبال کے موقف کی پرزور تائید کی۔ ۱۹۴۶ء میں قرارداد پاکستان کے بعد، ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے بنارس (بھارت) میں تاریخی اجلاس ہوئے تو ۲۹ اپریل ۱۹۴۶ء کے اجلاس میں متفقہ طور پر یہ قرارداد منظور کی گئی :

”آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبوی کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔“

اسلامی حکومت کے مکمل لائحہ عمل کے لیے جو کمیٹی بنائی گئی اس میں دوسرے حضرات شامل ہیں :

- (۱) سید محمد محدث کچھوچھوی (تلمیذ مولانا بریلوی)
- (۲) محمد نعیم الدین مراد آبادی (خلیفہ مولانا بریلوی)
- (۳) محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی (فرزند مولانا بریلوی)
- (۴) محمد امجد علی اعظمی (خلیفہ مولانا بریلوی)
- (۵) عبد العظیم صدیقی (خلیفہ مولانا بریلوی و والد گرامی مولانا شاہ احمد نورانی)
- (۶) ابوالبرکات سید احمد (خلیفہ مولانا بریلوی و والد گرامی مولانا محمود احمد صنوی)
- (۷) شاہ قمر الدین سیالوی
- (۸) شاہ عبدالرحمن بھرتھوڑی شریف

۱۔ ماہنامہ السواد الاعظم (مراد آباد) شعبان ۱۳۴۹ھ  
۱۹۳۱ء

۲۔ سید محمد محدث کچھوچھوی: خطبہ صدارت جمہوریہ اسلامیہ، مطبوعہ مراد آباد ۱۹۴۶ء، ص ۲۹



(۹) سید زین الحسنات مانکی شریف

(۱۰) ابوالحسنات محمد احمد، لاہور

(۱۱) مولانا عبدالحمید بدایونی

(۱۲) دیوان سید آل رسول علی خاںؒ

الغرض مولانا احمد رضا خاں بریلوی، ان کے صاحبزادگان، خلفاء اور تلامذہ نے تحریک احیاء اسلام اور تحریک آزادی ہند میں قابل قدر خدمات انجام دیں خصوصاً پاکستان کی فکری اساس کی تعمیر و تشکیل میں جو اہم کردار ادا کیا وہ مؤرخین کی توجہ کا مستحق ہے، میاں عبدالرشید نے مولانا بریلوی اور ان کے متبعین کی سیاسی خدمات کا جائزہ لیتے ہوئے صحیح لکھا ہے:

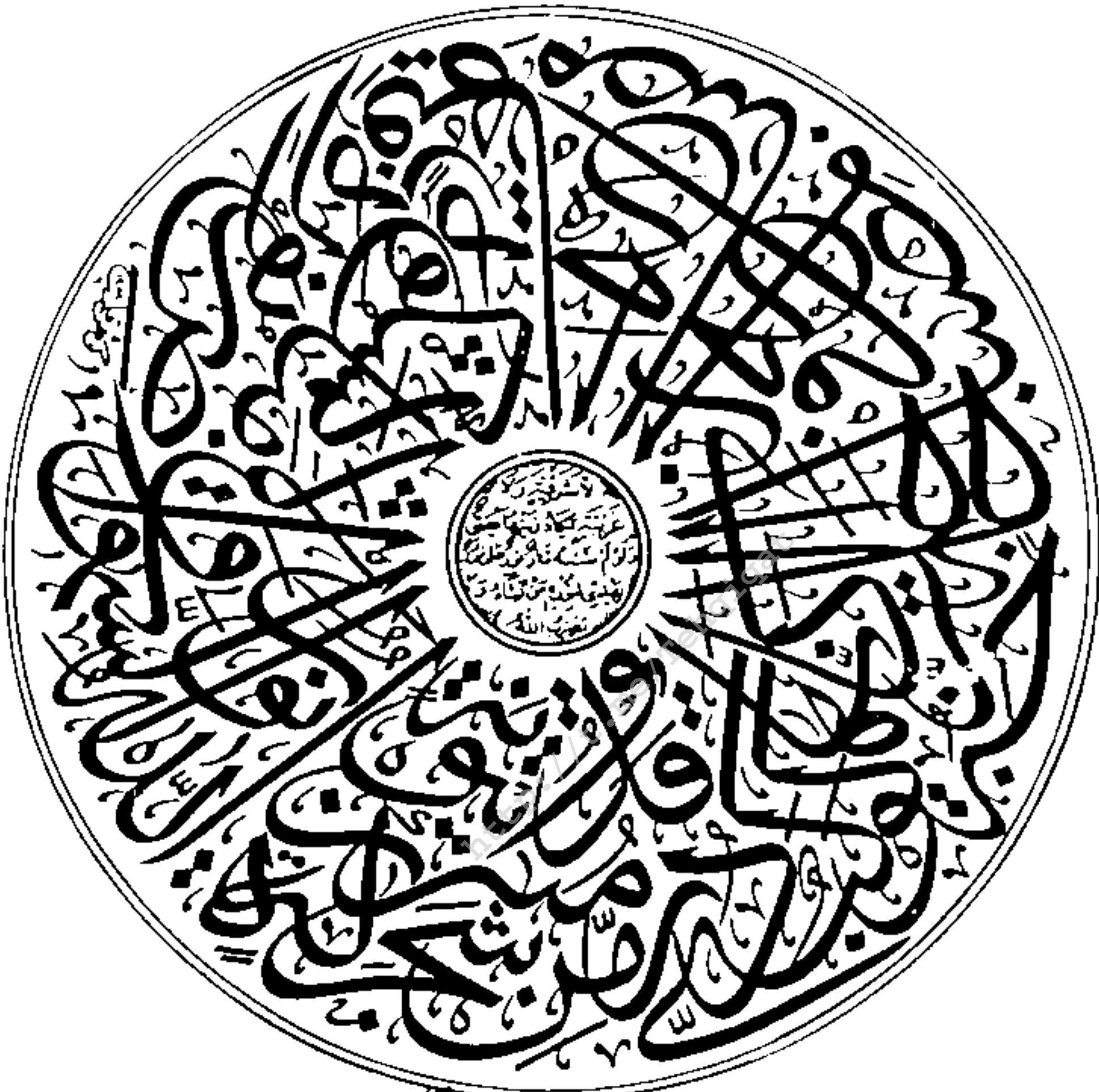
WHEN PAKISTAN RESOLUTION WAS PASSED  
IN 1940, THE EFFORTS OF HAZRAT BARELVI  
BORE FRUITE AND ALL HIS ADHERENTS AND  
SPIRITUAL LEADERS ROSE AS ONE MAN TO SUPPORT  
PAKISTAN MOVEMENT. THUS THE CONTRIBUTION OF  
HAZRAT BARELVI TOWARDS PAKISTAN IS NOT LESS  
THAN THAT OF ALLAMA IBBAL AND QAID-I-AZAMؒ

نوٹ: مولانا بریلوی کے متبعین اور دوسرے علمائے اہل سنت و جماعت کی سیاسی خدمات کے لیے  
مندرجہ ذیل ماخذ سے رجوع کریں:

(ا) محمد صادق قصوری: اکابر تحریک پاکستان، جلد اول، لاہور ۱۹۶۶ء

(ب) محمد صادق قصوری: اکابر تحریک پاکستان، جلد دوم، لاہور ۱۹۶۹ء

۲۹  
MIAN ABDUL RASHEED: ISLAM IN INDO-PAK  
SUB-CONTINENT LAHORE, 1977,



الأمثال للناس والله بكل شيء عليم ﴿١٣٨﴾

۱۳۹

(۷)

وصال

اولاد و اخلاف و احباب

اولاد — خلفاء — تلامذہ — احباب



(۷)

دنیا نے اسلام کا یہ عظیم انسان جس نے ملت اسلامیہ کو تعزذلت سے نکال کر اوج شریا تک پہنچایا۔ جس نے اپنے ناموس کو ناموس اسلام و ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا۔ جس کی عظمت کا عربِ عجم نے اعتراف کیا۔ جس نے نصف صدی تک گلشنِ اسلام کو اپنے خونِ جگر سے سینچا۔ ہاں یہ عظیم انسان فریضہ تجریدِ احیاء دین متین کی تکمیل کے بعد ۲۵ صفر المنظر ۱۳۲۰ھ / ۱۹۲۱ء عیدِ یومِ جمعۃ المبارک اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گیا۔ قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز۔

وصال کے وقت برادرِ خور و مولانا محمد حسن رضا خاں کے صاحبزادے مولانا حسین رضا خاں موجود تھے، موصوف نے الوداعی سفر کا روح پرور منظر خود دیکھا اور بیان کیا ہے۔ انہیں کی زبانی سنئے :-

” وصیت نامہ تحریر کر لیا پھر اس پر خود عمل کر لیا، وصال شریف کے تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے، جب ۲ بجنے میں چار منٹ باقی تھے، وقت پوچھا، عرض کیا گیا، اس وقت ایک بجکر ۵۶ منٹ ہو رہے ہیں، فرمایا، ” گھڑی رکھ دو“۔ یکا یک ارشاد فرمایا، ” تصاویر مٹا دو“؛ حاضرین کے دل میں خیال گزرا کہ یہاں تصاویر کا کیا کام، یہ خطرہ گزرتا تھا، خود ارشاد فرمایا، ” یہی کارڈ، لفافہ، روپیہ، پیسہ — پھر ذرا وقفہ سے برادرِ معظم مولانا محمد رضا خاں صاحب سے ارشاد فرمایا، ” وضو کر آؤ، قرآن عظیم لاؤ، ابھی وہ تشریف نہ لائے تھے کہ برادرِ م مولانا مصطفیٰ رضا خاں سے پھر ارشاد فرمایا، ” اب بیٹھے کیا کر رہے ہو، سورہ یسین شریف اور سورہ رعد شریف تلاوت کرو۔“ — اب آپ کی عمر شریف سے چند منٹ رہ گئے ہیں، حسب الحکم دونوں سورتیں تلاوت

کی گئیں..... سفر کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے تمام و کمال بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں پھر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پورا پڑھا، جب اس کی طاقت نہ رہی اور سینے پر دم آیا، ادھر نوٹوں کی حرکت اور ذکر پاس انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرہ مبارک پر ایک نعمت نور چمکا۔۔۔ اس کے غائب ہوتے ہی وہ جان نور جسم اطہر سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کی اولاد میں دو صاحب زادے اور پانچ صاحب زادیاں ہوئیں :

### صاحب زادگان :

- ۱۔ مولانا حامد رضا خان<sup>۲</sup> (م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۲ء)
- ۲۔ مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان<sup>۳</sup> (حیات ہی اور بریلی میں مقیم)

۱۔ بدرالدین احمد: سوانح اعلیٰ حضرت، مطبوعہ لاہور، ص ۳۶۱-۳۶۲

۲۔ تفصیلی حالات کے لیے مندرجہ ذیل ماخذ سے رجوع کریں:

(ا) ظفر الدین بہاری: "حیات اعلیٰ حضرت"

(ب) محمود احمد قادری: "تذکرہ علمائے اہلسنت، مطبوعہ کانپور، ص ۸۰-۸۲"

(ج) محمد مسعود احمد: "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" مطبوعہ لاہور، ص ۸۷

(د) محمد صادق قصوری: "خلفائے اعلیٰ حضرت، جلد اول و دوم (زیر طبع لاہور)

۳۔ تفصیلی حالات کے لیے مندرجہ ذیل ماخذ سے رجوع کریں:

(ا) ظفر الدین بہاری: "حیات اعلیٰ حضرت"، ص ۱۹

(ب) محمود احمد قادری: "تذکرہ علمائے اہلسنت" مطبوعہ کانپور، ص ۲۲۳-۲۲۴

(ج) محمد مسعود احمد: "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" مطبوعہ لاہور، ص ۸۸

(د) غلام معین الدین نعیمی: حیات صدرالافاضل، مطبوعہ لاہور، ص ۱۸۰، ۱۹۰

(ه) محمد صادق قصوری: خلفائے اعلیٰ حضرت (زیر طبع لاہور)

صاحب زادیاں

- ۱۔ مصطفائی بیگم
- ۲۔ کنیز حسن
- ۳۔ کنیز حسین
- ۴۔ کنیز حسنین
- ۵۔ مرتضائی بیگم لہ

بڑے صاحبزادے مولانا محمد حامد رضا خاں ماہ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ میں بریلی میں پیدا ہوئے، کتب معقول و منقول والد ماجد سے پڑھیں، ۱۹ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے، عربی زبان ادب پر بڑا عبور حاصل تھا، دارالعلوم منظر اسلام کے مہتمم ہوئے اور برسہا برس درس حدیث دیا، شاہ ابوالحسین نوری سے شرف بیعت و اجازت حاصل کیا، والد ماجد سے بھی اجازت و خلافت حاصل تھی، ۲۳ سال والد ماجد کے جانشین رہے، ۶۰ برس کی طویل عمر پائی۔ اور ۱۳۶۲ھ کو وصال فرمایا۔  
مولانا حامد رضا خاں صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ الصارم الربانی، سدالفرار، حاشیہ رسالہ ملا جلال، نعتیہ دیوان اور مجموعہ نصابی آپ سے یادگار ہے۔

آپ کے صاحبزادے مولانا محمد ابراہیم رضا خاں (۱۳۸۵ھ) کے صاحبزادگان مولانا اختر رضا خاں (فاضل جامعہ ازھر) اور مولانا محمد منان رضا خاں نے بریلی میں ادارہ اشاعت تصنیفات رضا قائم کیا اور مفید رسائل شائع کیے ہیں۔ مولانا اختر رضا خاں

۱۔ نطفہ الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۱۸۰۱۷

۲۔ دسمبر ۱۹۶۹ء مولانا محمد منان رضا خاں راقم کے غریب خانے پر تشریف لائے اور شرف ملاقات

بخشا۔ جناب سید ریاست علی قادری کی عنایت سے مندرجہ ذیل رسائل بھی طے جو ادارہ اشاعت تصنیفات رضا نے شائع کیے ہیں:-

۱۔ احمد رضا خاں: اعتقاد الاحباب فی الجہل والمصطفیٰ والآل والاصحاب، ۱۲۹۸ھ مطبوعہ بریلی ۱۳۹۸ھ/۱۹۶۸ء

۲۔ احمد رضا خاں: تجلیۃ السقم فی مسائل من نصف العلم (۱۳۲۱ھ) مطبوعہ بریلی ۱۹۰۳ء



دارالعلوم منظر اسلام کے شیخ الجامعہ بھی ہیں۔

مولانا بریلوی کے دوسرے صاحبزادے مولانا محمد مصطفیٰ ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ کو بریلی میں پیدا ہوئے۔ برادر بزرگ مولانا حامد رضا خاں، شاہ رحیم الہی منگلوری سے استفادہ کیا اور والد ماجد سے معقولات و منقولات کی تکمیل کی۔ شاہ ابوالحسین نوری سے بیعت ہوئے اور والد ماجد نے اجازت و خلافت سے نوازا۔ پاک دہند اور بیرونی ممالک میں بیشمار افراد آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہیں۔ خلفاء سبھی بکثرت ہیں۔ علم و فضل میں مفتی صاحب کا پایہ بہت بلند ہے۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ علمائے مکہ سید علوی مکی، سید محمد بن امین مکی وغیرہ نے آپ سے اجازت حدیث لی۔ فقاہت میں آپ کو خاص امتیاز حاصل ہے، فتویٰ مصطفویہ اس پر شاہد ہے۔ آپ نے ۱۳۲۸ھ میں ۸ سال کی عمر میں پہلا فتویٰ دیا اور آج ۱۳۴۰ھ میں فتویٰ دیتے ہوئے ۷۰ سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔ آپ نے پہلا حج ۱۳۲۳ھ میں کیا اور دوسرا ۱۳۲۹ھ میں۔

مفتی صاحب، صاحب فضیلت و کرامت اور صاحب تقویٰ ہیں، فتویٰ اور تقویٰ کا یکجا ملنا فی زمانہ نادر نظر آتا ہے۔ تصویر کشی کو وہ حرام سمجھتے ہیں اس لیے زندگی بھر تصویر نہ کھنچوائی۔ نس بندی کو وہ ناجائز سمجھتے ہیں اس لیے حکومت منہ کی پرداہ نہ کرتے ہوئے نس بندی کے خلاف فتویٰ دیا اور اس کو پورے ہندوستان میں مشہر کرایا اس سے ان کی حق گوئی و بیباکی کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

انہوں نے اشاعت و تبلیغ اسلام میں اہم کردار ادا کیا۔ ۱۳۴۳ھ جب شردھانڈے نے فتنہ ارتداد اٹھایا تو آپ نے ثابت قدمی سے اس کا مقابلہ کیا، اسی طرح ۱۳۶۲ھ میں آل انڈیا سنی کانفرنس (بنارس) میں بھی تاریخ ساز کردار انجام دیا، ملت اسلامیہ پر آپ کا احسان ہے۔

وہ صاحب شریعت اور عامل سنت سنہ ہیں، مغربوں سے پیار کرتے ہیں۔ اور امیروں سے اجتناب۔ ایک مغرب کی عیادت کی خاطر گورنریو۔ پی اکبر علی خاں سے ملاقات

۱۴۴

موقوف کردی اور گورنر ملاقات کیے بغیر چلا گیا۔ اس غریب پروری اور غمخواری کی وجہ سے مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی آپ کی مجلس میں آتے ہیں۔ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ آپ کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ولی کی یہی نشانی بتائی ہے۔ مفتی صاحب آج بھی بریلی میں صدر نشین مندر شاہ ہیں۔ دامت برکاتہم العالیہ! مفتی صاحب شعر و سخن کا بھی خاص ذوق رکھتے ہیں اور نوری تخلص فرماتے ہیں، ان کے اشعار میں دل نشینی و دل آویزی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں :

وہ حسین کیا جو فتنے اٹھا کر چلے۔ حسین تم ہو فتنے مٹا کر چلے  
شب کو شبنم کی مانند رویا کیے۔ صورت گل وہ ہم کو منسا کر چلے  
جو ساقی کو شر کے چہرے سے نقاب اٹھے۔ ہر دل بنے میخانہ، ہر آنکھ ہو پیمانہ  
مست مئے الفت سے، بدھوش محبت سے۔ فرزانہ سے دیوانہ، دیوانہ سے فرزانہ  
ہر پھول میں بو تیری، ہر شمع میں ضو تیری۔ بابل سے تیرا بلبل، پردانے سے پرانہ  
بد سے بد کو لیا جس نے آغوش میں۔ کیا کسی سے وہ دامن بچا کر چلے؟  
جن کے دعوے تھے ہم سے ہی اہل زباں۔ سن کے قرآن زباںیں دبا کر چلے

بہت سے رسائل و کتب آپ سے یادگار ہیں۔ مؤلفات میں ملفوظات اعلیٰ حضرت

(۱۳۳۸ھ کے تین حصے اور الطاری الداری (۱۳۳۹ھ) کے تین حصے قابل ذکر ہیں  
۱۹۱۹ء

اور تصنیفات میں تنویر الحج، الحجۃ الباہرہ، القول العجیب، دقعات السنان اور طرق الہدیٰ

وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ آپ نے بریلی میں دارالعلوم مظہر اسلام کی بنیاد رکھی (جس کے

مہتمم مولانا خالد علی خاں صاحب ہیں) اور آپ سی کے ایم اے سے بریلی میں رضا لائبریری

اور رضا اکیڈمی قائم کی گئی ہے جس کے لیے مولانا اختر رضا خاں اور مولانا محمد منان رضا خاں

کوشاں ہیں۔

۱۔ مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں کے تفصیلی حالات کے لیے سید ریاست علی قادری کی تالیف

مفتی اعظم مندر کراچی ۱۹۶۹ء مطالعہ کی جائے۔ (مسعود)

مولانا بریلوی کے خلفاء پاکستان و ہندوستان، حجاز مقدس اور دوسرے بلاد اسلامیہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ یہاں حجاز مقدس اور پاک و ہند کے چند خلفاء کے نام درج کیے جاتے ہیں:

## حرمین شریفین

(۱) شیخ محمد عبدالحسی	(۱۱) شیخ عبداللہ دھان	(۲۱) شیخ علی بن حسین
(۲) شیخ اسماعیل خلیل	(۱۲) شیخ بکر رفیع	(۲۲) شیخ محمد جمال
(۳) شیخ مصطفیٰ خلیل	(۱۳) شیخ ابی حسین مرزوقی	(۲۳) شیخ عبداللہ میرداد
(۴) شیخ مامون البری	(۱۴) شیخ حسن العجمی	(۲۴) سید سالم بن عیدروس
(۵) شیخ اسعد الدھان	(۱۵) شیخ الدلائل سید محمد سعید	(۲۵) سید ابوبکر بن سالم
(۶) شیخ عبدالرحمن	(۱۶) شیخ عمر المحروسی	(۲۶) شیخ محمد بن عثمان ہلکان
(۷) شیخ علی بن حسین	(۱۷) شیخ عمر بن حمدان	(۲۷) شیخ محمد یوسف
(۸) شیخ عابد بن حسین	(۱۸) شیخ احمد خضراوی	(۲۸) شیخ عبد القادر کردی
(۹) شیخ جمال بن محمد مرزوقی	(۱۹) شیخ ابوالحسن محمد المرزوقی	(۲۹) شیخ محمد بن سید ابی بکر الرشیدی
(۱۰) شیخ عبداللہ بن ابی الخیر	(۲۰) شیخ حسین المالکی	(۳۰) شیخ محمد سعید بن سید محمد المنعربی

## پاکستان و ہندوستان

(۱) مولانا محمد حامد رضا خاں	(۷) مولانا احمد شرف اشرفی جیلانی	(۱۳) مولانا عمر بن ابوبکر
(۲) مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں	(۸) مولانا احمد مختار میرٹھی	(۱۴) مولانا ضیاء الدین احمد بہا بزدنی
(۳) مولانا محمد ظفر الدین بہاری	(۹) مولانا عبد العظیم صدیقی میرٹھی	(۱۵) مولانا محمد شفیع بیلپوری
(۴) مولانا سید محمد دیدار علی لوری	(۱۰) مولانا عبدالاحد صوفی درسی	(۱۶) مولانا محمد حسین رضا خاں
(۵) مولانا محمد امجد علی اعظمی	(۱۱) مولانا محمد رحیم بخش اردوی	(۱۷) مولانا محمد شریف کوٹلی لوبال
(۶) مولانا نعیم الدین مراد آبادی	(۱۲) مولانا لعل محمد خاں مدرسی	(۱۸) مولانا امام الدین کوٹلی لوبال



- (۱۹) مفتی غلام جان ہزاروی (۲۴) مولانا سید ابوالبرکات سید احمد قادری (۲۸) میر موسیٰ علی جنیدی  
 (۲۰) مولانا احمد حسین امر دہوی (۲۵) مولانا محمد عمر الدین ہزاروی (۲۹) حکیم غلام احمد فریدی  
 (۲۱) مولانا عبدالسلام جبل پوری (۲۶) پروفیسر سید سلیمان اشرف بہار (۳۰) قاری محمد بشیر الدین جبل پوری  
 (۲۲) مفتی محمد برہان الحق جبل پوری (۲۷) مولانا محمد حبیب اللہ میرٹھی (۳۱) قاضی عبدالوحید عظیم آبادی  
 (۲۳) سید فتح علی شاہ کھڑک سیداں

ہندوستان و پاکستان اور مالک اسلامیہ خصوصاً حرمین شریفین میں مولانا بریلوی کے بکثرت خلفاء تھے جن کی تعداد ۱۰۰ سے متجاوز ہے۔ تلامذہ کی تعداد زیادہ نہیں کیونکہ مولانا بریلوی نے ابتداء میں صرف چند سال درس و تدریس کے فرائض انجام دیئے، اس کے بعد دوسری علمی مصروفیتوں کی وجہ سے یہ سلسلہ چھوٹ گیا، لیکن جن حضرات نے مولانا بریلوی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ وہ علم و فضل میں نہایت ممتاز رہے۔ غالباً تلامذہ میں اب کوئی موجود نہیں البتہ خلفاء میں یہ حضرات اس وقت موجود ہیں :

۱۔ تفصیلات کے لیے مندرجہ ذیل ماخذ سے رجوع کریں :

(ا) حامد رضا خاں : الاجازات الیئہ العلماء بکۃ والمدینہ (۱۳۲۳ھ) ۱۹۰۴ء

(ب) محمد سعید احمد : فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں " مطبوعہ لاہور ص ۸۸-۹۰

(ج) محمد سعید احمد : عبقری الشرق (انگریزی) مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء ص ۱۱

(د) محمد صادق قصوری : خلفائے اعلیٰ حضرت، جلد اول و دوم (ذیر طبع، لاہور)

۲۔ تفصیلات کے لیے مندرجہ ذیل ماخذ سے رجوع کریں :

(ا) ظفر الدین بہاری : نبیات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی، ص ۲۱۲-۲۱۳

(ب) محمد سعید احمد : " فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں " مطبوعہ لاہور، ص ۹۰

(ج) محمود احمد قادری : تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کانپور

(د) محمد صادق قصوری : اکابر تحریک پاکستان، مطبوعہ لاہور

(ه) عبدالحکیم شرف قادری : تذکرہ اکابر اہل سنت، مطبوعہ لاہور

(۱) مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں (بریلی)

(۲) مولانا مفتی محمد برہان الحق (جبل پور)

(۳) مولانا مفتی ضیاء الدین (مدینہ منورہ)

مولانا بریلوی کے حلقہٴ احباب میں پاک ہند کے ممتاز علماء و صوفیہ تھے، مولانا محمد ظفر الدین بہاری نے مندرجہ ذیل حضرات کے نام لکھے ہیں :-

- |                                  |                                  |
|----------------------------------|----------------------------------|
| ۱۱۔ قاضی عبدالوحید عظیم آبادی    | ۱۔ شاہ وصی احمد محدث سورتی       |
| ۱۲۔ مولانا محمد عمر الدین ہزاروی | ۲۔ مولانا ہدایت الرسول لکھنوی    |
| ۱۳۔ مولانا شاہ دیدار علی الوری   | ۳۔ شاہ سلامت اللہ رام پوری       |
| ۱۴۔ مولانا شاہ احمد مختار میرٹھی | ۴۔ شاہ ظہور الحسین رام پوری      |
| ۱۵۔ شاہ حبیب اللہ میرٹھی         | ۵۔ شاہ ریاست علی شاہ جہان پوری   |
| ۱۶۔ شاہ عبد اللہ الہ آبادی       | ۶۔ مولانا اعظم شاہ شاہ جہان پوری |
| ۱۷۔ مولانا مشاق احمد کانپوری     | ۷۔ شاہ عبدالسلام جبل پوری        |
| ۱۸۔ سید سلیمان اشرف بہاری        | ۸۔ شاہ محمد فاخر الہ آبادی       |
| ۱۹۔ مولانا رحیم بخش بہاری        | ۹۔ شاہ علی حسین کچھوچھوی         |
| ۲۰۔ شاہ عبدالغنی سہرامی          | ۱۰۔ شاہ احمد اشرف کچھوچھوی       |

۲۱۔ مولانا احمد اللہ شادری

وغیرہ وغیرہ



۱۔ ظفر الدین بہاری : حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی،

۲۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں : الملتفوظ، حصہ اول مطبوعہ کراچی، ص ۳۶





۱۴۹

(۸)

# تصنیفات

تصنیف و تالیف — انہماک مطالعہ — زود نویسی  
معیار تحقیق — تعداد تصانیف —  
شروح و حواشی — چند قلمی تصانیف —

(۸)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے اوقات شبانہ روز میں زیادہ حصہ تصنیف و تالیف میں گزرتا۔۔۔ مولانا محمد حسین میرٹھی (جنہوں نے ۱۳۱۲ھ تک چند سال مولانا بریلوی کے دارالافتاء میں نقل فتاویٰ کی خدمت انجام دی۔) ۱۸۹۴ء ۳۱ اگست ۱۹۲۷ء کو ۴۷ سال کی عمر میں اپنے ذاتی مشاہدات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

» اعلیٰ حضرت ضعیف الجثہ اور نہایت قلیل الغذاء بزرگ تھے، اپنا وقت کبھی بیکار صرف نہیں فرماتے تھے، ہمہ وقت تالیف و تصنیف و فتاویٰ نویسی کا مشغول تھا، اسی وجہ سے زمان خانے میں تشریف رکھتے تھے کہ عوام کی باتوں میں کام نہیں ہوگا یا بہت ہی کم ہوگا۔ صرف پنجگانہ نماز کے لیے باہر تشریف لاتے تاکہ مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں یا اتفاقاً کسی مہمان سے ملنے کو کسی وقت۔۔۔ البتہ عصر کی نماز کے بعد باہر ہی بیٹھا تک میں تشریف رکھتے تھے اور وہی وقت عام لوگوں کی ملاقات کا تھا، تمام عمر جماعت سے نماز التزائم پڑھی۔۔۔ لہ،

مولانا بریلوی کے مطالعہ کتب میں انہماک کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک مہینے تک مسلسل شبانہ روز مطالعہ فرماتے حتیٰ کہ آنکھوں کی بنیائی تک متاثر ہو گئی، لیکن بعد میں بفضلہ تعالیٰ ٹھیک ہو گئی۔۔۔ مولانا بریلوی ایک جگہ کہتے ہیں :

» حجاجی الاولیٰ سن ۱۲۸۳ھ میں بعض مہم تصانیف کے سبب ایک مہینہ کامل باریک خط کی کتابیں شبانہ روز علی الاطلاق دیکھنا ہوا، گرمی کا موسم تھا، دن

۱۔ نطفہ الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۳۰-۳۱

کو اندر دالان میں کتاب دیکھتا اور لکھتا، اٹھائیسواں سال تھا۔<sup>۱</sup>  
مطالعہ میں انہماک کے علاوہ زود نویسی کا یہ عالم تھا کہ آپ کے مسودات کو  
بیک وقت چار چار آدمی نقل کرتے تو نقل نہ کر پاتے۔ مولانا ظفر الدین بہاری  
لکھتے ہیں:

” یہ فضل و کمال اعلیٰ حضرت کی خصوصیات سے تھا کہ جس درجہ علم و فضل  
میں کمال تھا اس درجہ نسخ، نستعلیق، شکستہ خطوط بھی بہت پاکیزہ تھے  
اور حد درجہ گٹھا ہوا تحریر فرماتے تھے اور بہت ہی زود نویس، چار آدمی  
نقل کرنے بھیجتے اور حضرت ایک ایک ورق تصنیف کر کے انھیں  
نقل کرنے کو عنایت فرماتے۔ یہ چاروں نقل نہ کر پاتے کہ پانچواں ورق  
تیار ہو جاتا۔“

اسی طرح حاجی امداد اللہ مہاجر ملی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شاہ کرامت اللہ خاں صاحب  
دہلوی فرماتے تھے:

” مولانا احمد رضا خاں کی وہ ہستی ہے کہ علماء سرباب میں ان کے محتاج ہیں۔ علمی  
تبحر کا کمال یہ ہے کہ کوئی کتاب تصنیف فرمائیں اور چار منشی لکھنے کو بھیجے  
جائیں تو جس قدر وہ تصنیف فرمائیں گے، یہ چاروں حضرات نقل نہ کر  
سکیں گے۔“

۱۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں؛ المفقوط حصہ اول، مطبوعہ کراچی ص ۲۰  
۲۔ ظفر الدین بہاری؛ حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی ص ۴۳  
نوٹ: ۱۳۱۶ھ میں ۲۸ سوالات پر مشتمل ایک عربی فتویٰ دورانوں میں تحریر کیا۔  
۱۸۹۸  
عربی رسالہ الدولۃ المکیہ، مکہ معظمہ میں صرف آٹھ گھنٹے میں یعنی ۲۶ ذی الحجہ اور ۲۷ ذی الحجہ  
۱۳۲۳ھ کے درمیان تحریر کیا۔ ایک اور عربی رسالہ کفل الفقہ الفاسم، مکہ معظمہ میں صرف  
دو دن یعنی ۲۱ محرم اور ۲۲ محرم ۱۳۲۳ھ کے درمیان تحریر کیا (مسعود)



اس سرعت تحریر پر خود علمائے حرمین حیران تھے جس کا ذکر پیچھے کیا جا چکا ہے۔  
 علالت اور شدید علالت کے دوران بھی تصنیف و تالیف کا سلسلہ بند نہ ہوتا۔ مولانا طہر الدین  
 بہاری لکھتے ہیں:

« علالت کی وجہ سے رات کو اٹھ کر تے اور دن کو خود تحریر فرماتے۔ اور  
 اس قدر حصہ تحریر فرماتے تھے کہ کئی شخصوں کو اعلیٰ حضرت کے ایک دن کے  
 لکھے کی نقل کرنا دشوار ہوتا اور شب کو اسی طرح کام کیا جاتا تھا۔» لہ  
 پھر یہ بھی نہیں کہ آپ کی نگارشات سرسری نوعیت کی ہوتیں، راقم کی نظر سے  
 جو نگارشات گزریں وہ سب کی سب اعلیٰ پایہ کی تحقیقی نگارشات تھیں لہ۔ ایک  
 فتویٰ جس کا عنوان ہے:

شرح المطالب فی مبحث ابی طالب

(۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۸ء)

صرف ۵ صفحات پر مشتمل ہے مگر اس میں ۱۳۰ کتابوں کے حوالے موجود ہیں۔  
 مولانا بریلوی کے کثرت مطالعہ، تحقیق و تدقیق اور زود نویسی کی طرف جب توجہ  
 جاتی ہے تو ان کی تصانیف کی کثرت کو دیکھ کر تعجب نہیں ہوتا، گوئی لفظ وہ حیران کن ہیں  
 اور پاک ہند کے علمائے متقدمین میں بھی کوئی ایسا عالم نظر نہیں آتا جس کی تصانیف  
 تنوع اور تعداد و کثرت کے لحاظ سے مولانا بریلوی کے ہم پلہ ہوں۔  
 مولانا بریلوی کی تصانیف کے بارے میں مختلف زمانوں میں مختلف حضرات  
 نے مختلف تعداد لکھی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تصانیف میں بتدریج مسلسل اضافہ

۱۔ ایضاً، ص ۳۷

۲۔ نوٹ: مولانا بریلوی نے تحقیق و تیسرے سے متعلق اپنے افکار و خیالات رسالہ حجاب العوارضین  
 مخدوم بہار (مطبوعہ لاہور، ص ۲-۸) میں پیش کیے ہیں، ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا تحقیقی  
 معیار دور جدید کے محققین سے بھی بہت بلند تھا۔ (مسعود)

ہوتا رہا۔ مولانا رحمان علی نے ۱۳۰۵ھ میں جب اپنی کتاب تذکرہ علمائے ہند (فارسی) مرتب کی تو اس میں تصانیف کی تعداد کے بارے میں لکھا ہے :  
 در تصانیف وے تا این زماں ہفتاد و پنج مجلد سیدہ لہ  
 ۱۳۲۳ھ میں خود مولانا بریلوی نے اپنی تصانیف کی تعداد ۲۰۰ سے زیادہ لکھی ہے :  
 ۱۹۰۵  
 حنف کتابت زید علی ما تین

محرم ۱۳۲۴ھ میں مولانا محمد ظفر الدین بہاری نے مولانا عبدالجبار حیدرآبادی کی فرمائش پر مولانا بریلوی کی نگارشات سے متعلق ایک رسالہ مرتب کیا تھا جس کا عنوان ہے :  
 المجلد المعدد لتالیفات المحبد

( ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۹ء )

یہ رسالہ مطبع حنفیہ، پٹنہ میں غالباً ۱۳۲۴ھ میں شائع ہوا۔ اس میں پچاس ۵  
 علوم و فنون پر ۳۵۰ تصانیف کی تفصیلات دی ہیں جس میں ۱۰۰ عربی میں ہیں، ۲۴  
 فارسی میں اور ۲۲۳ اردو میں۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ مقدمہ کتاب میں یہ صراحت  
 کر دی ہے :

در یہ مجموعہ مع ذیل بعض تالیفات اصحاب احباب محرم ۱۳۲۴ھ تک ساڑھے  
 تین سو تصنیفیں ہیں۔ میں نہیں کہتا کہ سب اسی قدر ہیں بلکہ یہ صرف وہ ہیں  
 جو اس وقت کے استقرار میں میرے پیش نظر ہیں بفضل خدا سے امید واثق ہے  
 کہ اگر تفحص تام اور تمام قدیم و جدید سبوں پر نظر عام کی جائے تو کم و بیش پچاس  
 رسالے اور لکھیں گے

۱۔ رحمان علی : تذکرہ علمائے ہند، مطبوعہ مکتبہ، ۱۳۲۲ھ، ص ۱۸

۲۔ (ا) احمد رضا خاں : الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ مطبوعہ کراچی، ص ۱۶۸

(ب) احمد رضا خاں : رسائل رضویہ، جلد دوم (مرتبہ مولانا عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری)

مطبوعہ لاہور، ص ۲۶۲ و ۲۳۳

۳۔ ظفر الدین بہاری : المجلد المعدد لتالیفات المحبد، مطبوعہ پٹنہ، ص ۴

اس طرح ۱۳۲۷ھ تک مولانا بریلوی کی تصانیف کی تعداد ۲۰۰م کے لگ بھگ ہو جاتی ہے۔ مولانا بریلوی کے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں بریلوی نے ”الدولۃ المکیہ“ کے حاشیہ میں جہاں مولانا بریلوی نے اپنی ۲۰۰ تصانیف کا ذکر کیا ہے، لکھا ہے:

”سبحان اللہ تعالیٰ چار گوسے زائد ہیں جن میں سے فتاویٰ مبارکہ بڑی تقطیع کے

بارہ ضخیم مجلدوں پر ہے یہ

رسالہ الجمل المعدود ۱۳۹۴ھ میں دوبارہ لاہور سے شائع ہوا تو مولانا محمود قاری

(استاد مدرسہ احسن المدارس، قدیم کانپور) نے صدر مجلس رضا، لاہور حکیم محمد موسیٰ امرتسری کو لکھا:

”مجھے آپ نے پہلے باخبر نہیں فرمایا ورنہ میں ”الجمل المعدود“ کو الجمل المفصل“ کر دیتا۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کی تصانیف مطبوعہ کی پوری تعداد خالقہ برکاتیہ، مارہرہ شریف (انڈیا) میں محفوظ ہے۔ مولانا مختار الدین (صدہ شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) کے کتب خانے میں کچھ مخطوطات اور کچھ مطبوعات ضرور موجود ہیں۔“

مولانا ظفر الدین بہاڑی نے حیات اعلیٰ حضرت (جلد دوم) میں بھی تصانیف کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے:

۱۔ حامد رضا خاں! حاشیہ الدولۃ المکیہ بالمداد الغیبیہ، مطبوعہ کراچی، ص ۱۶۹

نوٹ: لیکن ۲۰۰م میں سے اس وقت ۱۰۰ بھی شائع نہ ہوئیں۔ چنانچہ مولانا بریلوی نے لکھا ہے:

”فقیر کی ۲۰۰ تصانیف میں سے شاید ابھی ۱۰۰ بھی طبع نہ ہوئیں۔“

(ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی) شمارہ مئی ۱۹۶۵ء، ص ۱۰)

مکتوب بنام قاضی غلام حسین۔

۱۷ مکتوب محررہ ۱۵ فروری ۱۹۶۵ء بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری



» درحقیقت اعلیٰ حضرت کی تصانیف چھ سو سے زیادہ ہیں جن کا مفصل بیان حیات اعلیٰ حضرت جلد دوم میں آتا ہے یہ  
یہ بیان الجمل المعداد کی تدوین کے کئی سال بعد کا ہے اس لیے مزید تحقیق سے تصانیف کی تعداد ۴۰۰ سے بڑھ کر ۶۰۰ ہو گئی ہے۔

۱۳۹۶ھ میں ممبئی سے ماہنامہ المیزان کا امام احمد رضا نمبر شائع ہوا ہے اس میں ۱۹۶۶ء سے زیادہ علوم پر مولانا بریلوی کی ۵۴۸ تصانیف کی تفصیلات موجود ہیں یہ تفصیلات پاکستان سے شائع ہونے والی ایک ضخیم کتاب الوار رضا میں شائع ہو گئی ہے۔

مولانا بریلوی کے صاحبزادے مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں کے تلمیذ رشید مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں مرحوم نے اپنی تحقیق کی بنیاد پر مولانا بریلوی کی تصانیف کی تعداد ۱۰۰۰ سے زیادہ لکھی ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے:

صاحب التّصانیف العالیہ والّٰیفات الباہرۃ الّٰتی بلغت  
اعدادھا فوق الالف۔ لکھ

محمود احمد قادری نے بھی یہی تعداد لکھی ہے یہ

حال ہی میں دارالعلوم اشرفیہ (مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ بھارت) میں مولانا بریلوی کی تصانیف کی ایک فہرست تیار کی گئی ہے۔ چنانچہ مولانا محمد حسین اختر اعظمی لکھتے ہیں:

۱۔ ظفر الدین بباری، حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۱۳

۲۔ المیزان (ممبئی) امام احمد رضا نمبر ۱۳۹۶ھ، ص ۳۰۶-۳۲۴

۳۔ الوار رضا (لاہور)، مطبوعہ ۱۳۹۶ھ، ص ۳۲۸-۳۴۸

نوٹ: مفتی شجاعت علی قادری اپنی عربی تالیف مجدد الامتہ (مطبوعہ کراچی ۱۳۹۹ھ) کے صفحہ

۱۹۳ تا ۲۰۶ مولانا بریلوی کی ۶۴ کتابوں کی تفصیلات دی ہیں۔ (مستورد)

۴۔ اعجاز ولی خاں، ضمیمہ المتقدّمات المنقذہ، مطبوعہ لاہور، ص ۲۶۶

۵۔ محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کانپور، ۱۹۶۱ء، ص ۴۶

” ناضل بریلوی کی تصانیف کی تفصیلی فہرست پوری تحقیق اور تلاش و جستجو کے بعد مولانا عبدالعباس نعمانی صاحب نے مرتب فرمائی ہے۔ جو عنقریب ”المجمع الاسلامی“ (مبارک پور) کے زیر اہتمام منظر عام پر آئے گی۔ تصانیف کے علاوہ بہت سے حواشی و مشروح بھی مولانا بریلوی سے یادگار ہیں، چنانچہ ۱۳۲۲ھ میں انہوں نے اپنی بعض مشروح و حواشی کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔۔۔۔۔

(ترجمہ عربی) ” اور میں نے ان جملہ علوم (۲۵) کی بڑی بڑی کتابوں پر حواشی بھی لکھے ہیں، حاشیہ نویسی کا سلسلہ زمانہ طالب علمی سے اب تک جاری ہے۔ حنفی اصول فقہ کی کتاب مسلم الثبوت پر، صحیح بخاری کے نصف اول پر صحیح مسلم اور جامع ترمذی پر شرح، رسالہ قطبیہ پر حاشیہ، امو عامہ پر اور شمس بازغہ پر، تیسرے شرح جامع صغیر پر، شرح چغینی اور تصریح پر اقلیدس کے تین مقالوں اور الزیج الاجبہ پر، اور علامہ شامی کی ردالمحتار پر بھی حواشی لکھے۔ ان سب میں پچھلی یعنی ردالمحتار کے حواشی سب سے زیادہ ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ اگر انہیں کتاب سے الگ کر دیا جائے تو دو جلدوں سے بڑھ جائیں گے۔“

مولانا ظفر الدین بہاری نے مولانا ہدایت الرسول لکھنوی<sup>۳</sup> (م ۱۹۱۵ء) سے مولانا بریلوی کے حواشی کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا:

۱۔ محمد یسین اختر: امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، مطبوعہ الہ آباد ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۷ء، حاشیہ ص ۲۲

۲۔ احمد رضا خاں: رسائل صغیر، جلد دوم، مطبوعہ لاہور، ص ۳۰۹

نوٹ: مولانا بریلوی کا حاشیہ ردالمحتار، جدالمختار حیدرآباد دکن میں چھپا ہے۔

(مستور)

” اعلیٰ حضرت کے حواشی خود ان کے افاضات و افادات ہوتے ہیں لہٰذا“

اور دوسرے علماء کے حواشی کے بارے میں فرمایا کہ :

” کسی کتاب کی چند شرحیں، چند حواشی آگے رکھ کر کچھ اس سے کچھ اس

سے لے کے ایک شرح لکھ ڈالی۔“

مولانا بریلوی کی مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصانیف مختلف مقامات میں محفوظ ہیں۔ قلمی

کتابوں کا ذخیرہ ہندوستان میں دارالعلوم منظر اسلام (بریلی) میں محفوظ ہے

ماہنامہ اعلیٰ حضرت لکھ (بریلی) میں اس علمی ذخیرہ سے ۳۴ علوم و فنون پر مولانا بریلوی

کی ۲۵ قلمی کتابوں کی تفصیلات دی ہیں، ان کتابوں میں بہت سی مولانا بریلوی کی

خودنوشتہ ہیں۔ یہاں چند کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے، مولانا بریلوی کی تصانیف

کی تفصیلات کے لیے ایک مبسوط مقالے کی ضرورت ہے۔ یہاں ان سب کا سامنا

مشکل ہے۔

## علم فقہ

۱۔ شامم العنبر فی ادب النداء امام المنبر، (عربی)، ۱۳۳۳ھ / ۱۵-۱۹۱۴ء

۲۔ حسن التعمیر لبیان حد التعمیر، (اردو)، ۱۳۳۵ھ / ۱۴-۱۹۱۶ء

۳۔ الکشف شافی فی حکم فونوگرافیا (اردو) ۱۳۳۸ھ / ۱۰-۱۹۱۰ء

۴۔ نور عینی فی الانتصار للامام العینی، (عربی)

۵۔ بتویب الاشباہ والنظائر، (عربی)

۱۔ نطف الدین بیاری، حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۱۳۸

۲۔ ایضاً، ص ۱۳۸

۳۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی) شمارے اکتوبر دسمبر ۱۹۶۲ء



## ریاضی

- ۱۔ المعنی المجلی للمعنی النظمی، (فارسی)، ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء
- ۲۔ وجوه زوایا مثلث کردی، (فارسی)، ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء
- ۳۔ مبحث المعادله ذات الدرجه الثانیه، (عربی) ۱۳۳۱ھ / ۱۳-۱۲-۱۹۱۲ء
- ۴۔ زاویة الاختلاف المنظر، ۱۳۳۳ھ / ۱۵-۱۴-۱۹۱۴ء

## جبر و مقابلہ

- ۱۔ رسالہ جبر و مقابلہ، (فارسی)، ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء
- ۲۔ حل سادہ تہائے درجہ سوم، (فارسی)، ۱۳۳۰ھ / ۱۲-۱۱-۱۹۱۱ء
- ۳۔ حل المعادلات لقوی المعکبات، (فارسی)

## تکسیر

- ۱۔ ۱۱۵۲ مربعات، (اردو)، ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء

## مثلث

- ۱۔ حاشیہ رسالہ در علم مثلث، (فارسی)، ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء
- ۲۔ تلخیص در علم مثلث کردی، (فارسی) ۱۳۳۱ھ / ۱۳-۱۲-۱۹۱۲ء

## میت

- ۱۔ استخراج اصول قمر الخ، (فارسی) ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء

۱۔ جناب سید ریاست علی قادری نے، ادارہ تحقیقات امم احمد رضا (کراچی) کی طرف سے اس عایشے کوٹن کے ساتھ مرتب کردہ ۱۹۸۰ء میں شائع کر دیا ہے۔ (مستورد)

- ۲ - الکسری العشری، (عربی)، ۱۳۳۱ھ / ۱۳-۱۲-۱۹۱۲ء
- ۳ - معدن علومی در سنین ہجری و عیسوی در وحی، (اردو)، ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء
- ۴ - طلوع و غروب کواکب و قمر، (اردو)، ۱۳۳۷ھ / ۱۹-۱۸-۱۹۱۸ء
- ۵ - قانون رویت اہلہ، (اردو) ۱۳۳۷ھ / ۱۹-۱۸-۱۹۱۸ء
- ۶ - رویتہ البلال، (اردو)، ۱۳۳۸ھ / ۲۰-۱۹-۱۹۱۹ء
- ۷ - مقالہ مفردہ در نسبت نعین و جزر، (اردو)

## توقیت

- ۱ - البریان القویم علی العرض والتقویم، (فارسی)، ۱۳۲۱ھ / ۴-۳-۱۹۰۳ء
- ۲ - تسہیل تعدیل، (اردو)، ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء
- ۳ - الجمل الدائرہ فی خطوط الدائرہ، (فارسی) ۱۳۳۰ھ / ۱۲-۱۱-۱۹۱۱ء
- ۴ - اوقات صلوات مکہ معظمہ، (اردو)، ۱۳۳۱ھ / ۱۳-۱۲-۱۹۱۲ء
- ۵ - استخراج تقویات کواکب، (فارسی)، ۱۳۳۱ھ / ۱۳-۱۲-۱۹۱۲ء
- ۶ - طلوع و غروب نیرین، (اردو)، ۱۳۳۲ھ / ۱۴-۱۳-۱۹۱۳ء
- ۷ - سیول کواکب و تعدیل الايام، (اردو)، ۱۳۳۸ھ / ۲۰-۱۹-۱۹۱۹ء
- ۸ - حاشیہ زبده المنتخب فی العمل بالربع، (عربی)

## ارشاد طبقی

- ۱ - الوصیات فی الاربعات، ۱۳۱۹ھ / ۲-۱-۱۹۰۱ء

## رو فلسفہ قدیمہ

- ۱ - الکلمۃ الملہمۃ فی حکمتہ لولہاء فلسفہ المشتمہ، (اردو)

## رو فلسفہ جدیدہ

- ۱۔ فوز مبین در حرکت زمین، (اردو)، ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء
- ۲۔ معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین (اردو) ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء

## جفر

- ۱۔ الجداول الرضویہ لاعمال الجفریہ، (عربی)، ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴-۵ء
- ۲۔ الرسائل الرضویہ للمسائل الجفریہ، (عربی)، ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴-۵ء
- ۳۔ اسهل الکتب فی جمیع المنازل، (عربی)، ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲-۱۳ء

## نجوم

- ۱۔ مسؤلیات اسھام، (فارسی)، ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء



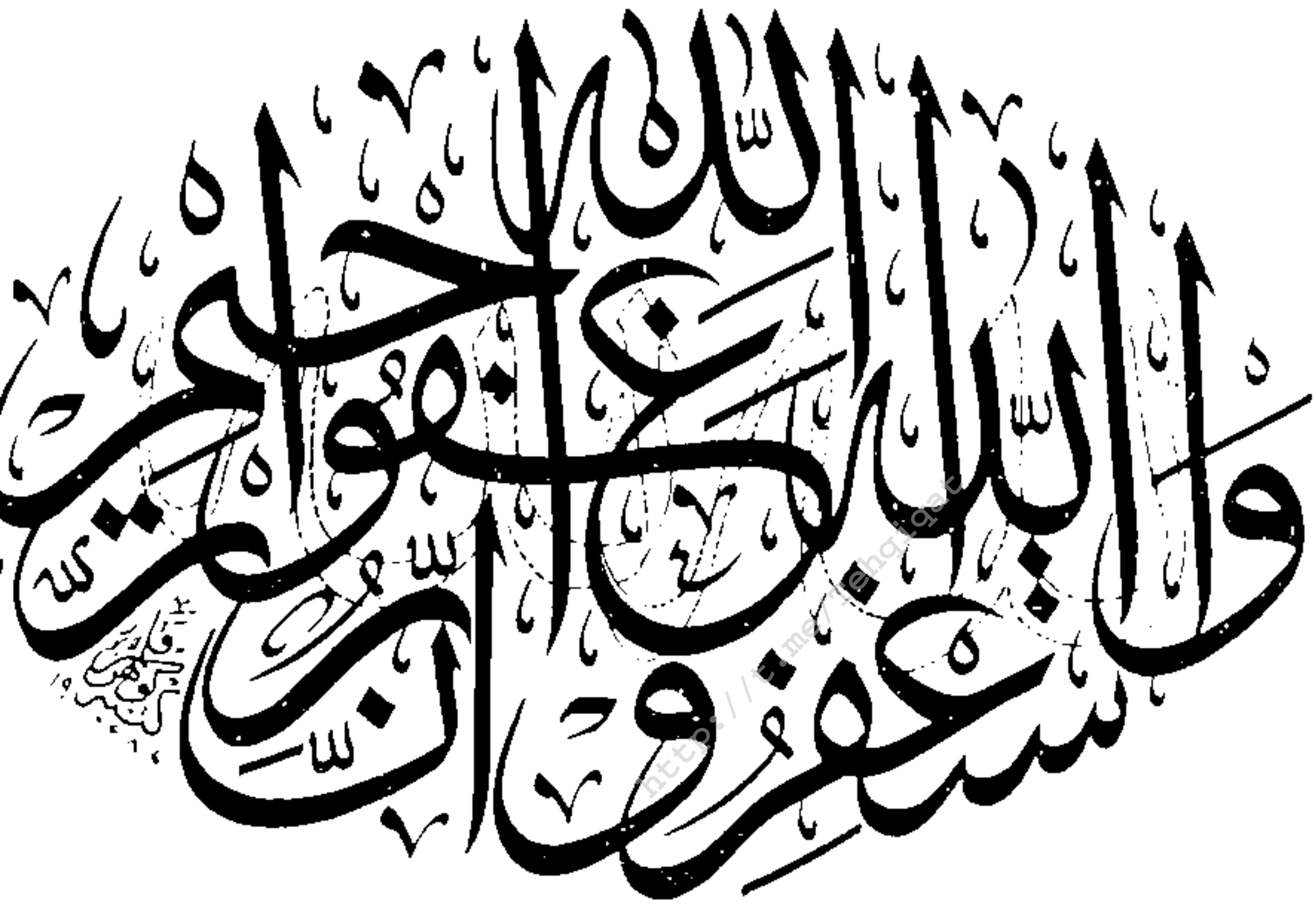


(۹)

# تحقیقات

کام کی رفتار ————— مولانا بریلوی کے اردو میں تذکرے —  
مولانا بریلوی کے عربی میں تذکرے ————— مولانا بریلوی  
کے انگریزی میں تذکرے —————





(۹)

مولانا بریلوی نے ۱۹۲۱ء میں انتقال فرمایا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ تحریک ترکِ موالات نے مسلمانانِ ہند کو سیلابِ جذبات میں بہا کر حلیم و تدبیر اور مال اندیشی کے جوہر سے محروم کر دیا تھا۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح اور ڈاکٹر محمد اقبال بھی اس جذباتی فضا میں خاموش نظر آتے ہیں مگر مولانا بریلوی نے نتائج و عواقب سے بے نیاز ہو کر کلمہ حق اس قوت سے بلند کیا کہ غیر تو غیر اپنے بھی خفا ہو گئے لیکن انھوں نے عظمتِ اسلام کی خاطر اس کی پرواہ نہ کی۔ ظاہر ہے ایسے حالات میں کیسے توقع رکھی جاسکتی ہے کہ مولانا بریلوی کے انتقال کے بعد ان کے بارے میں کوئی قابلِ ذکر چیز شائع ہوتی، یہ اسی وقت ممکن تھا جب زمانہ ان باتوں پر مہرِ تصدیق ثبت کر دے جن کی خاطر مولانا بریلوی نے ملامتِ خلق کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور جان عزیز جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ جب وہ زمانہ آیا تو موافق و مخالف سب نے مولانا بریلوی کے کردار کو سراہا اور ان کی تعریف کی

مولانا بریلوی کے انتقال کے بعد مولانا محمود جان جو دھپوری کا منظوم ذکرِ رضا (۱۹۲۱ء) سامنے آتا ہے۔ پھر ۱۹۳۸ء تک کوئی قابلِ ذکر چیز سامنے نہ آئی۔ ۱۹۳۸ء میں مولانا ظفر الدین بہاری نے حیاتِ اعلیٰ حضرت کا آغاز کیا جو ۱۹۵۰ء میں چار جلدوں میں مکمل ہوئی۔ ہنوز پہلی جلد شائع ہوئی ہے باقی جلدیں شاید ان کے صاحبزادے ڈاکٹر مختار الدین آرزو (صدر شعبہ عربی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) کے پاس محفوظ ہیں۔ حیاتِ اعلیٰ حضرت کی پہلی جلد راقم کی نظر سے گزری ہے۔ یہ مواد کے لحاظ سے مستند کہی جاسکتی ہے کیونکہ مولانا بریلوی کے متعلق بیشتر معلومات ذاتی مشاہدات پر مبنی ہیں مگر ترتیبِ تدوین کے لحاظ سے یہ ایسی کتاب نہیں جو فضلہ کے سامنے پیش کی جاسکے، شاید اسی وجہ سے علمی دنیا میں اس کو



پذیرائی نہ مل سکی۔ شاہ مانا میاں قادری کی سوانح اعلیٰ حضرت بریلوی (مطبوعہ کراچی ۱۹۶۰ء) اور سید حامد علی قادری کی حیاتِ طیبہ (مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء) بھی قابل ذکر ہیں۔  
 ۱۹۵۰ء اور ۱۹۶۸ء کے درمیان فاضل بریلوی پر کوئی قابل ذکر کتاب راقم کی نظر سے نہیں گزری۔ ۱۹۶۸ء اور ۱۹۷۱ء کے درمیان قاضی عبدالنبی گوکب نے مقالاتِ یومِ رضا کے عنوان سے تین جلدوں میں فضلار و دانشوروں کے تاثرات اور افکار و آراء شائع کیں۔ اس کے بعد مرکزی مجلسِ رضا، لاہور اور پاکستان و ہندوستان کے دوسرے فاضلوں اور اداروں نے بہت سا قابل ذکر مواد فراہم کیا، مثلاً:

۱۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی

۲۔ رضا میموریل کونسل کراچی

۳۔ رضا اکیڈمی، کراچی

۴۔ رضا پیپل کیشنز، لاہور

۵۔ بزمِ رضا، لاہور

۶۔ مکتبہ رضویہ، گجرات

۷۔ مجلسِ رضا، سرگئے عالمگیر

۸۔ ادارہ اشاعت تصنیفات رضا، بریلی

۹۔ رضا اکیڈمی، بریلی

۱۰۔ رضا ریسرچ سنٹر، علی گڑھ

۱۱۔ رضا اکیڈمی، مبارک پور، اعظم گڑھ

۱۲۔ مجلسِ رضا، انگلستان

وغیرہ وغیرہ

گزشتہ دس سال میں مولانا بریلوی پر اردو میں جو کام ہوئے اس کو سمیٹنے کے لیے ایک علیحدہ مقالہ کی ضرورت ہے۔ حال ہی میں مولانا محمد حسن رضا خاں (پٹنہ) نے مولانا بریلوی کے فقہی مقام پر پٹنہ یونیورسٹی میں ایک تحقیقی مقالہ پیش کر کے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری لے لی ہے۔ چنانچہ موصوف ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

” پٹنہ یونیورسٹی سے اعلیٰ حضرت کے فقہی مقام پر تحقیق کر کے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کر لی ہے۔ تھیسس پانچ سو تینتیس صفحات پر ہے۔ ۹/۲۲ کو ڈگری مل گئی ہے۔“

۱۔ مکتوب مولانا محمد حسن رضا خاں از پٹنہ، محرمہ ۲۴، ستمبر ۱۹۷۹ء

عربی میں غالباً سب سے پہلے ازھر لونیورسٹی (قاہرہ) کے پروفیسر ڈاکٹر محی الدین الہوائی (اہل حدیث) نے مولانا بریلوی پر ایک دقیق مقالہ لکھا جو مصر کے مشہور جریدے صوت الشرق (قاہرہ) میں شائع ہوا۔ جزوی طور پر مفتی اعجاز ولی خاں نے المستند المعتمدین، مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری نے اجلی الاعلام میں اور غالباً مولانا افتخار احمد قادری نے الفضل الوہبی میں مولانا بریلوی کے حالات کا ذکر کیا ہے۔ پروفیسر مفتی سید شجاعت علی قادری نے مولانا بریلوی پر ایک مقالہ بعنوان :

الاستاذ احمد رضا خاں بین الفقہاء والاصولیین

لکھا تھا لیکن ان کی عربی تصنیف مجدد الامتہ مولانا بریلوی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے۔

انگریزی میں مولانا بریلوی پر زیادہ کام نہیں ہوا، راقم الحروف نے ایک مختصر تحقیقی مقالہ لکھا ہے۔ مغربی دنیا کے مستشرقین مولانا بریلوی کی شخصیت سے ناواقف رہے۔ چنانچہ لیڈن یونیورسٹی (ہالینڈ) کے شعبہ اسلامیات کے پروفیسر ڈاکٹر جے۔ ایم۔ ایس بلیان نے ایک مکتوب میں راقم کو لکھا :

(ترجمہ انگریزی) مجھے یہ اعتراف ہے کہ میں احمد رضا خاں کے نام تک سے واقف نہیں تھے

۱۔ صوت الشرق (قاہرہ)، فروری ۱۹۵۵ء

۲۔ فضل رسول بدایونی، المستند المعتمد، مطبوعہ لاہور، ص ۲۶۵-۲۶۴

۳۔ احمد رضا خاں، اجلی الاعلام، مطبوعہ استنبول ۱۹۶۵ء، ص ۲-۳

۴۔ احمد رضا خاں، الفضل الوہبی، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء

۵۔ شجاعت علی قادری، مجدد الامتہ، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء، صفحات ۲۱۸

۶۔ NEGLECTED GENIUS OF THE EAST LAHORE, 1978

۷۔ مکتوب محررہ، ۱۲، اپریل ۱۹۶۲ء از لیڈن

۱۶۶

پھر ایک مکتوب میں لکھا:

(ترجمہ انگریزی) " بلاشبہ یہ بات تعجب خیز ہے کہ ڈبلیو۔سی۔ اسمتھ کی کتاب

" ماڈرن اسلام ان انڈیا اور ایم۔ مجیب کی کتاب " دی انڈین مسلمز"

میں احمد رضا خاں کا ذکر نہیں کیا گیا۔"

پھر ایک اور مکتوب میں لکھا:

(ترجمہ انگریزی) یقیناً اس سلسلے میں بہت کچھ تحقیق کرنی ہے اور یہ بات

قابل افسوس ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں اسلام کے بارے میں جو پیش رفت

ہوئی ہے ہمارے مغربی فضلاء و محققین عام طور پر اسے نظر انداز کر دیتے ہیں۔

انگریزی کی بعض کتابوں میں مولانا بریلوی کا ذکر ملتا ہے مثلاً مندرجہ ذیل حضرات کی

تصانیف میں:

LEONARD BINDER (۱) ۳۰

(۲) شیخ محمد اکرام ۲۰

NIKKI R. KEDDIE (۳) ۵

۱۰ مکتوب محررہ ۲۸ دسمبر ۱۹۶۶ء از لیڈن

۱۱ مکتوب محررہ ۲۳ مارچ ۱۹۶۹ء از لیڈن

LEONARD BINDER: RELIGION AND ۱۲

POLITICS IN PAKISTAN, LOS ANGELES, 1961, P. 31-33

S.M. IKRAM: MODERN MUSLIM INDIA ۱۳

AND THE BIRTH OF PAKISTAN, LAHORE, 1970, P. 116

NIKKI R. KEDDIE: SCHOLARS, SAINTS AND ۱۴

SUFIS MUSLIM RELIGION INSTITUTION SINCE

1500, LONDON, 1972.



۴۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشیؒ

۵۔ میاں عبدالرشیدؒ

۶۔ سید انور علیؒ

حال ہی میں کیلیفورنیا یونیورسٹی (امریکہ) کے شعبہ تاریخ کی فاضلہ ڈاکٹر باربرا ٹسکاف نے ایک مقالہ لکھا ہے جس کا عنوان ہے :

*THE REFORMIST 'ULAMA : MUSLIM RELIGIOUS*

*LEADERSHIP IN INDIA 1860-1900 (BERKELEY, 1974)*

اس مقالے کے آٹھویں باب میں مولانا بریلوی اور ان کے مسلک کے بارے میں ۱۹ صفحات پر اظہار خیال کیا۔ یہ صفحات نظر ثانی کے لیے راقم کے پاس آئے تھے۔

— پروفیسر غلام سرور صاحب (صدر تنظیم۔ پاکستان لل دعوة الاسلامیہ، لاہور) نے ایک مکتوب میں راقم کو لکھا ہے کہ وہ مولانا بریلوی پر انگریزی میں ایک مبسوط مقالہ لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ انگلستان میں پروفیسر غیاث الدین ملفوظات اعلیٰ حضرت کا انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ دسمبر ۱۹۷۹ء تک مکمل ہو جائے گا۔ مولانا بریلوی پر اگرچہ کافی کام ہو چکا ہے مگر ابھی ہمارے محققین اور مستشرقین اس طرف متوجہ نہیں ہوئے، ان کو متوجہ ہونا چاہیے اور مولانا بریلوی پر ہماری جامعات

۱۔ I. H. QURAISHI : ULEMA IN POLITICS KARACHI 1973

۲۔ ABDULRASHID : ISLAM IN INDO-PAK SUBCONTINENT LAHORE, 1978

۳۔ ANWAR ALI : MYSTICS AND THE MONARCHS, KARACHI, 1979.

۴۔ مکتوب مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۷۹ء

۵۔ جامعہ سندھ (حیدرآباد) نے ایم۔ اے (اردو) کے نصاب میں مولانا بریلوی کا انتخاب کلام

شامل کیے۔ ۱۹۷۹ء کے ایم۔ اے (سال اول) کے پرچے میں مولانا بریلوی سے متعلق دو سوالات

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اور تحقیقی اداروں میں کام ہونا چاہیے۔ ہندوستان میں ایک تحقیقی ادارہ قائم ہوا ہے جس کی خبر ورلڈ اسلامک مشن (بریڈ فورڈ، انگلستان) کے سیکریٹری کے خط سے ملی ہے۔ وہ لکھتے ہیں :-

”سُنی عربی یونیورسٹی (مبارک پور) میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ پر تحقیقی کام کرنے کے لیے ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام ایک تصنیفی ادارہ بنام ”دائرة المعارف الرضویہ“ (امام احمد رضا ریسرچ اکیڈمی) قائم کیا گیا ہے۔ اس کے لیے مواد کی فراہمی کا کام بڑے زور شور سے ہو رہا ہے۔ مختلف فن کے ماہرین علماء کا ایک بورڈ بنا دیا گیا ہے اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی زندگی پر مختلف موضوعات ان کے سپرد کر دیئے گئے ہیں۔

مرکز تعلیمات اسلامی (علی گڑھ) کی نگرانی میں رضا ریسرچ سنٹر قائم کیا گیا ہے جہاں مولانا بریلوی کی مطبوعات و مخطوطات کی اشاعت اور انگریزی، فرانسیسی اور عربی زبانوں میں ترجمہ کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

مولانا احمد رضا خان بریلوی کی علمی شخصیت کو ملک اور بیرونی ممالک خصوصاً حرمین شریفین کے علماء و فضلاء نے بہت سراہا ہے، مختلف اہل قلم نے ان کے تاثرات کو جمع کیا ہے، تفصیلات کے لیے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں :-

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)۔ بھی نظر آئے۔ جامعہ پنجاب (لاہور) میں مولانا بریلوی کے ایک عربی رسالہ کو ایم۔ اے (عربی) میں بطور مونو گراف پیش کیا گیا تھا۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ڈاکٹریٹ (عربی) کے ایک مقالے میں ڈاکٹر محمد علی نے مولانا بریلوی کی عربی شاعری کا ذکر کیا ہے۔ پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ میں مولانا حسین رضا، مولانا بریلوی کی نقابت پر ڈاکٹریٹ کے لیے ایک مقالہ تیار کر رہے ہیں۔ (مسعود)

۱۔ مکتوب محررہ جاری الاخریٰ ۱۳۹۵ھ بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری (صدر مرکزی مجلس رضا، لاہور)  
۲۔ ماہی تعلیمات (علی گڑھ)، شمارہ نمبر ۱، ص ۱۶

- ۱۔ عبدالنبی کوکب: "مقالات یومِ رضا" جلد اول، دوم، سوم مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء
  - ۲۔ المیزان (بہشتی) امام احمد رضا نمبر ۱۹۶۶ء
  - ۳۔ محمد حسین اختر: "امام احمد رضا اہل علم و دانش کی نظر میں" مطبوعہ الہ آباد ۱۹۶۶ء
  - ۴۔ انوارِ رضا (لاہور)، مطبوعہ ۱۹۶۶ء
  - ۵۔ محمد مسعود احمد: "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء
  - ۶۔ محمد مسعود احمد: "عاشق رسول، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء
  - ۷۔ محمد مسعود احمد: عبقری الشرق (انگریزی)، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء
  - ۸۔ شجاعت علی قادری: مجددِ الامتہ (عربی)، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۶ء
  - ۹۔ محمد مرید احمد چشتی: خیابانِ رضا، جلد اول، دوم (زیر طبع، لاہور)
- احقر کے ایک کرم فرما مولانا اسد نظامی، جہانیاں منڈی، ضلع ملتان نے مولانا بریلوی کے بعض موافق و مخالف علماء و فضلاء کے تاثرات قدیم اخبارات و رسائل سے جمع کیے ہیں۔ موصوف نے یہ تاثرات مع مفصل حوالہ جات ارسال فرمائے ہیں لیکن چونکہ رقم نے ان تاثرات کا اصل ماخذ سے تقابل نہیں کیا اس لیے نہ ان کی تصدیق کی جاسکتی ہے نہ تکذیب۔ اگر یہ تاثرات صحیح ہیں تو پھر ان کی روشنی میں مولانا بریلوی کی فضیلت علمی اور نمایاں نظر آتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مخالفین نہ صرف ان سے متاثر تھے بلکہ غائبانہ استفادہ بھی کرتے تھے۔

۱۔ مولانا اسد نظامی نے جن حضرات کے تاثرات بھیجے ہیں ذیل میں ان کے ناموں کے ساتھ مفصل حوالے درج کیے جاتے ہیں:

- ۱۔ مولانا شبلی نعمانی (اندوہ، ٹکسوا، اکتوبر ۱۹۱۳ء، ص ۱۷)
  - ۲۔ مولانا فضل عظیم بہاری (اہل حدیث) اخبار شمعہ منہ، میرٹھ، دسمبر ۱۹۱۶ء، ص ۵)
  - ۳۔ مولانا محمود الحسن دیوبندی (اخبار نظام الملک، کلکتہ، ۱۷ مئی ۱۹۱۲ء، ص ۴)
  - ۴۔ مولانا رشید احمد گنگوہی (سطح العلوم، دیوبند، ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ، ص ۱۱۷، ۱۹۰۷ء)
- (باقی حاشیہ لکے صفحہ پر)



الغرض مولانا بریلوی، ان کے صاحبزادگان، خلفاء اور تلامذہ نے اسلام اور پاکستان کے لیے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں، ان کی بے لوث خدمات کا تقاضا ہے کہ پاکستان کے علمی ادارے مولانا بریلوی پر تحقیقی کام کریں۔۔۔ وہ اپنے دور کے ممتاز مفتی و فقیہ تھے، ان کی فقہی خدمات پر خاص طور پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس تحقیق سے مملکت اسلامیہ پاکستان کو بہت سے علمی اور آئینی فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔



### بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ

- ۵۔ مولانا محمد نور شاہ کشمیری (الہادی، دیوبند، جمادی الاول ۱۲۳۰ھ / ۱۹۱۲ء، ص ۲۱)
- ۶۔ سید سلیمان ندوی (الذوہ، مکنو، اگست ۱۹۲۳ء، ص ۱۷)
- ۷۔ مفتی اعزاز علی دیوبندی (النور، تھانہ بھون، شوال الکریم ۱۳۲۶ھ / ۱۹۱۸ء، ص ۴)
- ۸۔ مولوی اشرف علی تھانوی (دل، النور، تھانہ بھون، جمادی الاول ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۸ء، ص ۱۴)
- ۹۔ مولانا شبیر احمد عثمانی (الہادی، تھانہ بھون، ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۲۱ء، ص ۲۱)

۱۷۱

(۱۰)

ماخذ و مراجع

<http://t.me/tehoiqat>



صَلَّىٰ عَلَيْنَا  
وَالصَّلَاةِ

زمین و زماں تمہارے لیے، مکیں و مکاں تمہارے لیے  
چنیں و چناں تمہارے لیے، بنے دو جہاں تمہارے لیے

دکن میں زباں تمہارے لیے، بدن میں ہے جاں تمہارے لیے  
ہم آتے یہاں تمہارے لیے، اُنٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

فرشتے خدم، رسولِ حشم، تمام اُمم، غلامِ کرم  
و جو و عدم، حُدُث و قِدَم، جہاں میں عیاں تمہارے لیے

اصالتِ کُل، امامتِ کُل، سیادتِ کُل، امارتِ کُل  
حکومتِ کُل، ولایتِ کُل، خدا کے یہاں تمہارے لیے

تمہاری چمک، تمہاری دمک، تمہاری جھلک، تمہاری مہک  
زمین و فلک، سماک و سمک میں سکتے نشاں تمہارے لیے



۱۷۳

(۱۰)

- احمد رضا خاں: الاحلی من الشکر لطلبہ سکر روس (۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۵ء)
- احمد رضا خاں: انہی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقليد (۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء)
- احمد رضا خاں: الرمزۃ القمیریہ فی الذب عن الخمریہ (۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء) مطبوعہ لاہور
- احمد رضا خاں: الحجۃ الفاتحہ لطیب التعین والفاتحہ (۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء)
- احمد رضا خاں: اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام (۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء)
- احمد رضا خاں: اعز الکتاہ فی روضۃ مانع الزکوٰۃ (۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۱ء) مطبوعہ بریلی
- احمد رضا خاں: ہادی الناس فی رسوم الاعراس (۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۳ء) مطبوعہ لاہور
- احمد رضا خاں: الفضل المومنی فی معنی اذاع الحدیث فہو ندبی (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء) مطبوعہ بریلی
- احمد رضا خاں: الہاد الکفای علی حکم الضعاف (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء)
- احمد رضا خاں: حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلوٰتین (۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۵ء)
- احمد رضا خاں: مدارج طبقات الحدیث (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء)
- احمد رضا خاں: الاحادیث، الروایہ لمدح الامیر المعادیہ (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۰ء)
- احمد رضا خاں: سفار الوری فی صنو الجیب مزارہ وفعالہ (۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء) مطبوعہ بریلی
- احمد رضا خاں: شرح المطالب فی مجتہ ابی طالب (۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۸ء) مطبوعہ لاہور
- احمد رضا خاں: مشرقسانِ قدس (۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۸ء) مطبوعہ پٹنہ
- احمد رضا خاں: چراغ انس (۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء) مطبوعہ بریلی
- احمد رضا خاں: قصیدہ غوثیہ مع ترجمہ منظومہ (۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۳ء) مطبوعہ لاہور
- احمد رضا خاں: الدولۃ الملیہ بالمادۃ الغیبیہ (۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء) مطبوعہ کراچی
- احمد رضا خاں: مواہب ارواح القدس کشف حکم العرس (۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۶ء) مطبوعہ لاہور

- احمد رضا خاں: کفل الفقیہ الفاضل فی احکام قرطاس الناصح (۱۳۲۴ھ) مطبوعہ لاہور ۱۹۰۶ء
- احمد رضا خاں: حدائق بخشش حصہ اول و دوم (۱۳۲۵ھ) مطبوعہ کراچی ۱۹۰۷ء
- احمد رضا خاں: البیان شافیا لفونوغرافیا (۱۳۲۶ھ) مطبوعہ لاہور ۱۹۰۸ء
- احمد رضا خاں: الفیوضات المملکیہ لمحہ الدولۃ المکیہ (۱۳۲۶ھ) مطبوعہ کراچی ۱۹۰۸ء
- احمد رضا خاں: فقہ شہنشاہ وان القلوب بید محبوب بعباء اللہ (۱۳۲۶ھ) مطبوعہ لاہور ۱۹۰۸ء
- احمد رضا خاں: ابرلق المنار بشموع المزار (۱۳۳۱ھ) مطبوعہ لاہور ۱۹۱۲ء
- احمد رضا خاں: السنیۃ الانیقہ فی فتاویٰ افریقیہ (۱۳۳۶ھ) مطبوعہ بریل ۱۹۱۷ء
- احمد رضا خاں: الاستمداد علی احوال الارتداد (۱۳۳۷ھ) مطبوعہ لائل پور ۱۹۱۸ء
- احمد رضا خاں: الکلمۃ الملمیہ فی المحکمۃ المحکمۃ لولاء فلسفۃ المشتمہ (۱۳۳۸ھ) مطبوعہ بریل ۱۹۱۹ء
- احمد رضا خاں: نزول آیات فرقان لیکون زمین و آسمان (۱۳۳۹ھ) مطبوعہ لکنؤ ۱۹۲۰ء
- احمد رضا خاں: الحجۃ المؤمنہ فی آیۃ الممتحنہ (۱۳۳۸ھ) مطبوعہ لاہور ۱۹۱۹ء
- احمد رضا خاں: العطا یا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ، جلد اول، مطبوعہ لاہور ۱۹۱۹ء
- احمد رضا خاں: العطا یا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ، جلد دوم، مطبوعہ لائل پور ۱۹۱۹ء
- احمد رضا خاں: العطا یا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ، جلد سوم، (۱۳۹۱ھ) مطبوعہ لاہور ۱۹۲۱ء
- احمد رضا خاں: العطا یا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ، جلد چہارم، (۱۳۹۲ھ) مطبوعہ لاہور ۱۹۲۲ء
- احمد رضا خاں: جوابہ البیان فی اسرار الارکان، مطبوعہ بریل
- احمد رضا خاں: الاجازۃ المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ، مطبوعہ لاہور (۱۳۹۹ھ) ۱۹۴۶ء
- احمد رضا خاں: الاجازۃ الرضویہ لبجل مکۃ البیئہ، مطبوعہ لاہور (۱۳۹۹ھ) ۱۹۴۶ء
- احمد رضا خاں: کتہ الاما فی ترجمۃ القرآن مع خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، المجد احمد رضا الہدی، کراچی ۱۹۴۶ء
- احمد رضا خاں: کتہ الاما فی ترجمۃ القرآن مع خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، چاند کنی، لاہور ۱۹۴۶ء
- احمد رضا خاں: الجوامع والیواقیت فی علم التوقیت (مرتبہ مولانا ظفر الدین بہاری) مطبوعہ لاہور ۱۹۴۶ء
- احمد رضا خاں: اطائب الانیسر فی علم التکسیر
- احمد رضا خاں: سفر السفر عن الجفر بالجفر

- احمد رضا خاں: الزیادۃ الزکیۃ لتحریم سجود التیمہ، مطبوعہ بریلی
- احمد رضا خاں: مروج النجا لمخروج النساء، مطبوعہ بریلی
- احمد رضا خاں: جلی الصوت لنبھی الدعوت امام الموت، مطبوعہ بریلی
- احمد رضا خاں: حاشیہ رسالہ در علم لوکارثم (مرتبہ سیدیا علی قادری) مطبوعہ کراچی ۱۳۰۰ھ / ۱۹۸۰ء
- احمد رضا خاں: جبل النور فی نہی النساء عن زیادۃ القبور، مطبوعہ بریلی
- احمد رضا خاں: مسائل سماع (مرتبہ مولوی عرفان علی)، مطبوعہ لاہور
- احمد رضا خاں: حدائق بخشش حصہ سوم، مطبوعہ بدایوں
- احمد رضا خاں: انفس الفکر فی قربان البقر، مطبوعہ بریلی (۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۰ء)
- احمد رضا خاں: دوام العیش فی الائمۃ من قریش، مطبوعہ بریلی (۱۳۳۱ھ / ۱۹۲۲ء)
- احمد رضا خاں: تدبیر فلاح و نجات و اصلاح (مکتبہ ۱۳۳۱ھ)، مطبوعہ لاہور ۱۹۲۱ء
- احمد رضا خاں: جد الممتار حاشیہ ردالمحتار، حیدرآباد دکن (زیر طبع)
- احمد رضا خاں: اجلی الاعلام، مطبوعہ استانبول (۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء)
- احمد رضا خاں: الفضل الموصی (مترتبہ مولانا افتخار احمد)، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء
- احمد رضا خاں: سمع النداء فیما یورث العجز عن الماء، مطبوعہ لاہور
- احمد رضا خاں: النور والنورق، لا سفار ماء مطلق، مطبوعہ لاہور
- احمد رضا خاں: النخی النمیر فی الماء المتدیر، مطبوعہ لاہور
- احمد رضا خاں: رجب السباحہ فی میاء لالیوی و جہاد جو فیہا فی المساحہ، مطبوعہ لاہور
- احمد رضا خاں: الدقة والتبیین لعلم الرقة والسيلان، مطبوعہ لاہور
- احمد رضا خاں: المطر السعید علی بنت جنس الصعید، مطبوعہ لاہور
- احمد رضا خاں: الطراز المعلم فیما هو حدث من اقوال الدم
- احمد رضا خاں: ترغیم حمام المحمی فی محامد امام العلماء، (۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء)
- احمد رضا خاں: مجیر معظم شرح قصیدہ الکیہ اعظم، (۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۴ء)
- احمد سرہندی: مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مطبوعہ امرتسر (۱۳۲۳ھ / ۱۹۱۳ء)



- اختر الحمادی : امام نعت گویاں، مطبوعہ لاہور (۱۳۹۶ھ)  
 اشرف علی : القرآن الحکیم مع ترجمہ و تفسیر، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۷ء  
 اعجاز ولی خاں : ضمیمہ المقتصد المنتقد، مطبوعہ لاہور  
 الہی بخش ڈاکٹر عرفان رضا (قلمی) پشاور (۱۳۹۹ھ) ۱۹۷۹ء  
 باربرا منکاف : ہندوستان میں مسلم مذہبی قیادت اور مصلح علماء (انگریزی) مطبوعہ برکلی ۱۹۶۳ء  
 بدرالدین ہندی : مجمع الاولیاء، مخطوطہ انڈیا آفس لاہور، لندن نمبر ۶۴۵ مکتوبہ ۱۰۴۳/۱۹۳۳ء  
 حامد رضا خاں : سلامۃ اللہ لایل السنۃ من سبیل العناد والفتنۃ، (۱۳۲۲ھ) ۱۹۱۳ء مطبوعہ بریلی  
 حسن رضا خاں : آئینہ قیامت، مطبوعہ بریلی (۱۳۲۷ھ) ۱۹۰۹ء  
 حسن نظامی : مہاتما گاندھی کا فیصلہ، مطبوعہ دہلی (۱۳۳۹ھ) ۱۹۲۰ء  
 خدا بخش اطہر : مسلم لیگ، مطبوعہ لاہور (۱۳۵۹ھ) ۱۹۴۰ء  
 رحمان علی : تذکرہ علمائے ہند (مترجم محمد ایوب قادری)، مطبوعہ ۱۳۸۱ھ ۱۹۶۱ء  
 رحمان علی : تذکرہ علمائے ہند (فارسی)، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۳۳ھ ۱۹۱۳ء  
 ربیع الدین شاہ محدث : قرآن شریف مترجم مطبوعہ دہلی ۱۳۶۱ھ ۱۹۴۲ء  
 رئیس احمد بیگ : اوراق گم گشتہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۸ھ ۱۹۶۸ء  
 شاعر لکھنوی : تاریخ نعت گوئی میں حضرت رضا بریلوی کا منصب، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ  
 شجاعت علی مفتی : مجدد الامۃ، مطبوعہ کراچی ۱۳۹۹ھ ۱۹۷۹ء  
 شرکت خلیفہ : انوار رضا، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۶ھ ۱۹۷۷ء  
 شمس بریلوی : احمد رضا خاں کے لغتیہ کلام کا تحقیقی اور ادبی جائزہ، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۶ء  
 ظفر الدین بہار : حیات اعلیٰ حضرت (۱۹۳۸ء) جلد اول، مطبوعہ کراچی  
 ظفر الدین بہار : سد الفرار لمہاجر بہار (۱۳۶۶ھ) ۱۹۴۷ء، مطبوعہ پٹنہ  
 ظفر الدین بہار : المجلد المعد لتالیفات المجدد (۱۳۲۷ھ) ۱۹۰۹ء، مطبوعہ پٹنہ

- ظفر الدین بہاری: ۴ ویں صدی ہجری کے مجدد، مطبوعہ لاہور (۱۳۰۰ھ) ۱۹۸۰ء
- عبدالحکیم اختر شاہ بھٹا پوری: رسائل رضویہ، جلد اول (۱۳۹۲ھ) جلد دوم (۱۳۹۶ھ) ۱۹۷۱ء
- عبدالحی کھنوی حکیم: نزمیہ النواظر و مہجۃ المسامع والنواظر، جز ثامن مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء
- عبدالقادر بدایونی ملّا: منتخب التواریخ (اردو)، جلد دوم، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۲ھ ۱۹۶۲ء
- عبدالنبی کوکب قاضی: مقالات یومِ رضا، جلد اول، دوم، سوم، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۸-۹۱ھ ۱۹۶۸-۷۱ء
- غلام رسول مہر: ۱۸۵۷ء کے مجاہد، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ ۱۹۷۱ء
- غلام معین الدین: حیات صدر الافاضل، مطبوعہ لاہور
- فضل رسول بدایونی: المستند المعتمد، مطبوعہ لاہور
- مانا میاں قادری: سوانح اعلیٰ حضرت بریلوی (۱۳۹۰ھ) مطبوعہ کراچی ۱۹۷۰ء
- محمد جمیل الرحمن قادی: تحقیقات قادریہ، مطبوعہ بریلی ۱۳۳۹ھ ۱۹۲۰ء
- محمد جلال الدین قادی: خطبات آل انڈیا سننی کالفرنس، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۸ھ ۱۹۷۸ء
- محمد رفیع الدردیقی: فاضل بریلوی کے معاشی نکات، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۷ھ ۱۹۷۷ء
- محمد سلیمان اشرف: النور، مطبوعہ علی گڑھ ۱۳۳۰ھ / ۱۹۲۱ء
- محمد سلیمان اشرف: الرشاد، مطبوعہ علی گڑھ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء
- محمد عبدالقدیر: مہند مسلم اتحاد پر کھلا خط مہاتما گاندھی کے نام، مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۲۵ء
- محمد عبدالوحید: دبداد حق و ہدایت، مطبوعہ ٹپینہ ۱۳۱۸ھ ۱۹۰۰ء
- محمد صادق قصوری: خلفائے اعلیٰ حضرت، جلد اول و دوم (زیر طبع، لاہور)
- محمد صادق قصوری: اکابر تحریک پاکستان جلد اول (۱۳۹۶ھ) مطبوعہ لاہور جلد دوم (۱۳۹۹ھ) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء / ۱۹۷۹ء
- محمد سرمد احمد چشتی: امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، جلد اول و دوم (زیر طبع، لاہور)
- محمد عدت کیمچو چھوکی: خطبہ جمہوریتہ اسلامیہ، مطبوعہ مراد آباد ۱۳۶۶ھ ۱۹۴۶ء
- محمد سعود احمد: فاضل بریلوی اور ترک موالات، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ ۱۹۷۱ء
- محمد سعود احمد: فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ ۱۹۷۱ء
- محمد سعود احمد: عاشق رسول، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ ۱۹۷۶ء

- محمد مسعود احمد: رضا بریلوی (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، جلد نمبر ۱، جز نمبر ۵، مطبوعہ لاہور)
- محمد مسعود احمد: تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم، مطبوعہ کراچی ۱۳۹۹ھ
- محمد مصطفیٰ رضا خاں: المفوظ حصہ اول، دوم، سوم، چہارم (۱۳۲۸ھ، ۱۹۱۹ء، مطبوعہ بریلی و کراچی)
- محمد مصطفیٰ رضا خاں: فصل الخائفہ، مطبوعہ بریلی
- محمد مصطفیٰ رضا خاں: طرق المصی والارشاد الی احکام الامارۃ والجهاد (۱۳۳۱ھ، ۱۹۲۲ء)
- محمد مصطفیٰ رضا خاں: الطاری الداری حصہ اول، دوم، سوم، (۱۳۳۹ھ، مطبوعہ بریلی)
- محمد میاں تارڑی: خطبہ صدارت، مطبوعہ ستیا پور ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء
- محمد نقی علی خاں: احسن الوعا لاداب الدعاء مع ذیل المدعا حسن الوعا، مطبوعہ لاہور
- محمد نقی علی خاں: ہدایۃ البیریۃ الی الشریعۃ الاحمدیہ، مطبوعہ ستیا پور ۱۲۹۸ھ
- محمد نقی علی خاں: اصول الرشاد لجمع مباحی الفساد، مطبوعہ ستیا پور ۱۲۹۸ھ
- محمد نقی علی خاں: جواہر البیان فی اسرار الارکان، مطبوعہ ستیا پور ۱۲۹۸ھ
- محمد وارث جمال: امام شعر و ادب، مطبوعہ الہ آباد ۱۳۹۸ھ
- محمد حسین اختر: امام احمد رضا اہل دانش کی نظر میں، مطبوعہ الہ آباد ۱۳۹۶ھ
- محمد حسین اختر: المدیح النبوی (عربی) مطبوعہ سرائے میر (اعظم گڑھ) ۱۳۹۹ھ
- محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کانپور ۱۳۹۱ھ
- مقبول احمد قادری: پیغامات یوم رضا، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ
- منور حسین: ملفوظات امیر ملت، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۴ھ
- نذیر احمد مولوی: قرآن شریف مترجم، مطبوعہ دہلی ۱۳۲۳ھ

ABDUL RASHID : ISLAM IN INDO-PAK SUB-CONTINENT LAHORE, 1977.

ANWAR ALI : MYSTICS AND MONARCHS, KARACHI 1979.

BARBARA D. METCALF : THE REFORMIST ULAMA MUSLIM

RELIGIOUS LEADERSHIP IN INDIA-1860-1900 (BERKELEY, 1974)



ISHTIAQ HUSSAIN QURAISHI : ULEMA IN POLITICS, KARACHI, 1973.

LEONARD BINDER : - RELIGION AND POLITICS IN PAKISTAN,  
LOS ANGELES, 1961.

MUHAMMAD MASOOD AHMED : NEGLECTED GENIUS OF THE  
EAST, LAHORE, 1978

NIKKIR. KEDDI : SCHOLARS, SAINTS AND SUFIS

MUSLIM RELIGION INSTITUTIONS SINCE 1500 LONDON,  
1972.

S. M. IKRAM : MODEREN MUSLIM INDIA

AND THE BIRTH OF PAKISTAN'S LAHORE

1970.

## جرائد

- اردو سے معلیٰ (علی گڑھ)، جون ۱۳۴۰ھ / ۱۹۱۲ء
- اعلیٰ حضرت (بریلی)، اکتوبر تا دسمبر ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء
- اقبال ریویو (کراچی)، جنوری، ۱۹۷۳ھ / ۱۳۹۳ھ
- الرضا (بریلی)، ذیقعدہ، ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء
- الرضا (بریلی)، ذی الحجہ، ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء
- الزبیر (بہاول پور)، آزادی نمبر، ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء
- السواد الاعظم (مراد آباد)، جمادی الاول ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء
- السواد الاعظم (مراد آباد) شعبان المعظم ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء
- المیزان (ممبئی)، امام احمد رضا نمبر، ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء
- الذوہ (لکھنؤ)، اکتوبر ۱۹۱۴ء / ۱۳۳۲ھ
- الذوہ (لکھنؤ)، اگست ۱۹۳۳ء / ۱۳۵۲ھ
- النور (تمھانہ بھون)، شوال المکرم ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۸ء

- النور (تھانہ بھون)، جمادی الاول ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء
- الہادی (دیوبند)، جمادی الاول ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء
- الہادی (دیوبند)، ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء
- تحفہ حنفیہ (پٹنہ)، رمضان المبارک ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء
- تحفہ حنفیہ (پٹنہ)، محرم الحرام ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء
- تحفہ حنفیہ (پٹنہ)، العید صفر المظفر ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء
- تحفہ حنفیہ (پٹنہ)، ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء
- پاسبان (الہ آباد)، جولائی ۱۹۰۶ء / ۱۳۴۹ھ
- سلطان العلوم (دیوبند)، ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۶ء
- صوت الشرق (قاہرہ)، فروری ۱۹۴۵ء / ۱۳۹۵ھ

## اخبارات

- |                                  |                                 |
|----------------------------------|---------------------------------|
| نوائے وقت (لاہور) ۱۴ ستمبر ۱۹۶۵ء | افق (کراچی)، ۲۲ جنوری ۱۹۴۹ء     |
| نوائے وقت (لاہور) ۳۰ ستمبر ۱۹۶۵ء | جنگ (کراچی)، ۱۲ فروری ۱۹۴۶ء     |
| مدینہ (بجنور)، یکم اپریل ۱۹۴۰ء   | خلافت (بہنسی)، ۱۰ دسمبر ۱۹۱۹ء   |
| مدیم (بکھنوا)، ۸ جون ۱۹۲۰ء       | شخصہ ہند (میرٹھ)، دسمبر ۱۹۱۶ء   |
| مدیم (بکھنوا)، نومبر ۱۹۲۲ء       | نظم الملک (کلکتہ)، مئی ۱۹۲۰ء    |
|                                  | نوائے وقت (لاہور) ۱۳ اگست ۱۹۶۵ء |



# مصنف کی دوسری مطبوعات

مصنفات

مقام طباعت

سنہ طباعت

عنوان کتاب

۱۹۶۳ء	میرپور خاص	۱۔ شاہ محمد غوث گوالیاری
۱۹۶۹ء	کراچی	۲۔ تذکرہ منظر مسعود
۱۹۶۱ء	لاہور	۳۔ فاضل بریلوی اور ترک موالات
۱۹۶۳ء	لاہور	۴۔ فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں
۱۹۶۳ء	مؤلفہ	۵۔ سیرت مجدد الف ثانی
۱۹۶۳ء	کراچی	۶۔ حیات منظری
۱۹۶۶ء	لاہور	۷۔ عاشق رسول
۱۹۶۶ء	کراچی	۸۔ موج خیال
۱۹۶۸ء	مؤلفہ	۹۔ کلام الامام
۱۹۶۸ء	لاہور	۱۰۔ عبقری الشرق (انگریزی)
۱۹۶۸ء	لاہور	۱۱۔ عاشق الرسول مولانا محمد عبدالقدیر بدایونی
۱۹۶۸ء	لاہور	۱۲۔ حیات فاضل بریلوی
۱۹۶۹ء	لاہور	۱۳۔ تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم
۱۹۸۰ء	کراچی	۱۴۔ محبت کی نشانی
۱۹۸۱ء	لاہور	۱۵۔ اکرام امام احمد رضا
۱۹۸۱ء	لاہور	۱۶۔ حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر اقبال
۱۹۸۱ء	لاہور	۱۷۔ گناہ بے گناہی
۱۹۸۱ء	کراچی	۱۸۔ دائرہ معارف امام احمد رضا



سنہ طبع	مقام طباعت	مؤلفات
۱۹۶۶ء	کوئٹہ	۱۹۔ دائمی تقریریں
۱۹۶۸ء	کراچی	۲۰۔ منظر الاخلاق
۱۹۶۹ء	کراچی	۲۱۔ ارکان دین
۱۹۶۹ء	کراچی	۲۲۔ مکاتیب منظہری
۱۹۶۹ء	کراچی	۲۳۔ مواعظ منظہری
۱۹۶۹ء	کراچی	۲۴۔ فتاویٰ منظہری
۱۹۶۶ء	لاہور	۲۵۔ منظر العقائد
۱۹۶۸ء	لاہور	۲۶۔ شاعر محبت
۱۹۸۱ء	کراچی (ذیر طبع)	۲۷۔ امام احمد رضا اور عالم اسلام
		۲۸۔ فتاویٰ مسعودی
		تراجم
۱۹۵۸ء	حیدرآباد سندھ	۲۹۔ حیدرآباد کی معاشی تاریخ
۱۹۶۴ء	لاہور	۳۰۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات
۱۹۶۲ء	ترجمہ	۳۱۔ ویرونا کے دو شریف زادے
		مقالہ ڈاکٹریٹ
۱۹۶۵ء	مؤلفہ	۳۲۔ اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر





نقشِ قرآن، بیرونی حاشیہ، ساتائے تیسراپسے  
اندرونی حاشیہ عظمت قرآن پر آیت، کوئی سادہ  
چاندکے ماہر فاسخ "چاروں قسطل، گورقلم،



کچھ اور طریقے ، غم جاناں ، نہ بتائے  
دیوانہ ہے ، جو قیس کو ، دیوانہ بتائے

اے راستہ والو! جسے کچھ ، واں کی خبر ہو  
لہ ہمیں ، یار کا ، کاشانہ بتائے!



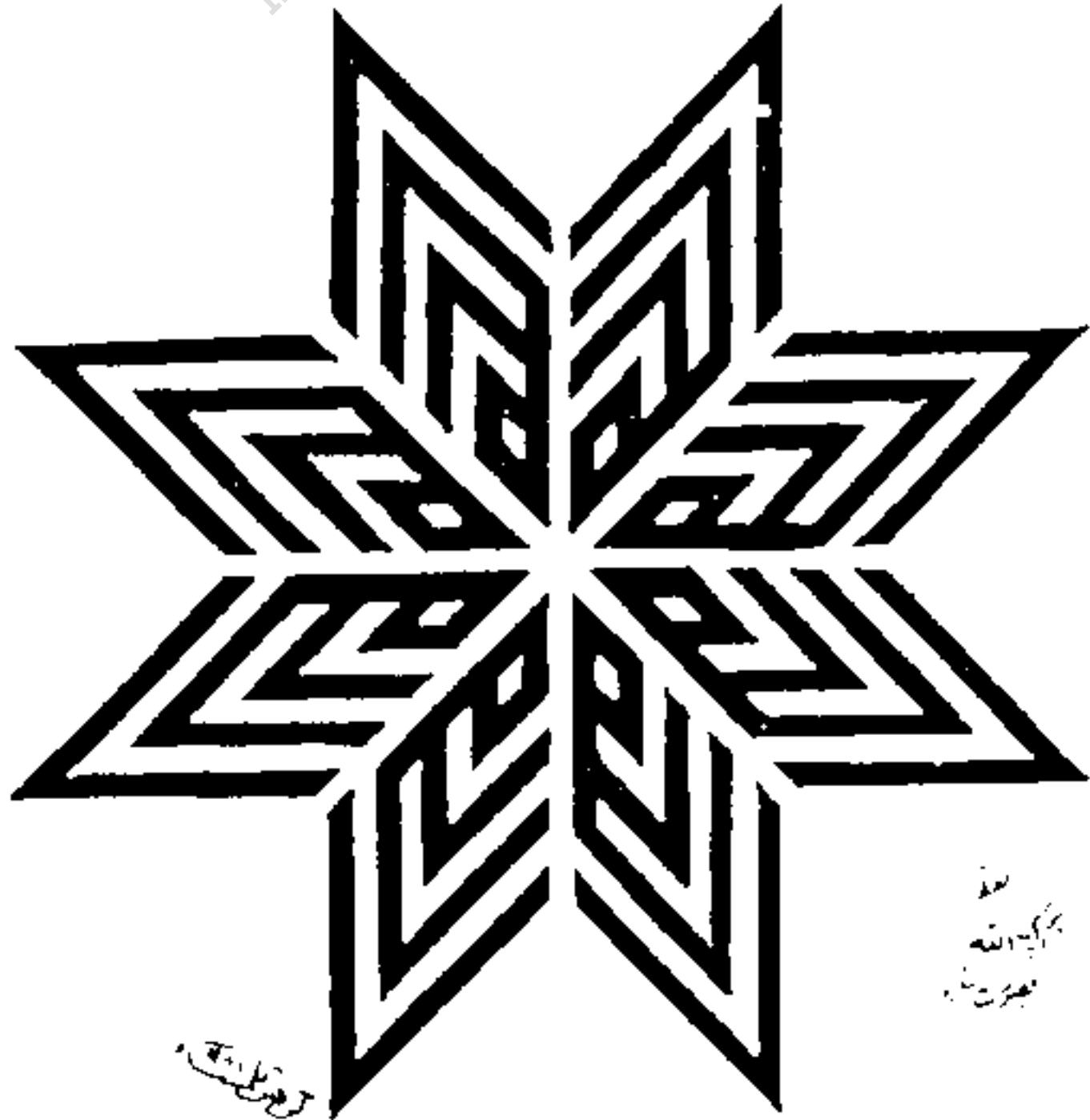
## ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں

( ایم۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی، ڈی۔ لٹ )

سابق صدر شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد (سندھ) (پاکستان)

در اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ اپنے دور کے بے مثل علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے فضل و کمال، ذہانت و فطانت، طباعی و درازی کے سامنے بڑے بڑے علماء و فضلاء یونیورسٹیوں کے اساتذہ، محققین و مستشرقین نظر میں نہیں جھپتے، مختصر یہ کہ وہ کونسا علم ہے جو انہیں نہیں آتا تھا، وہ کون سا فن ہے جس سے وہ واقف نہیں تھے :-

(سہفت روزہ "افق" (کراچی)، شمارہ ۲۲، جنوری تا ۲۸، جنوری، ۱۹۶۹ء، ص ۱۰)



روزنامہ

بکرم اللہ  
میرٹھ

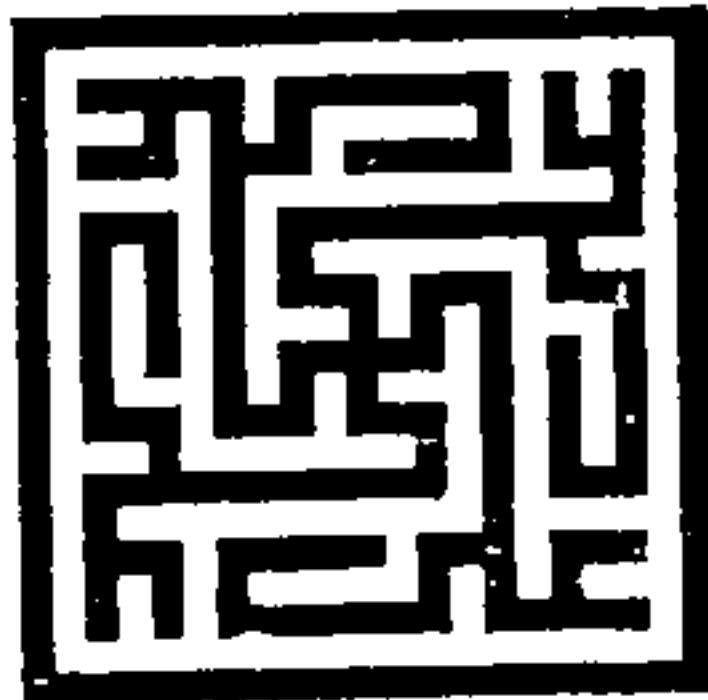
## ڈاکٹر وحید اشرف

( ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی )

بڑودہ یونیورسٹی (بھارت)

» دنیائے اسلام میں ایسی شخصیتوں کی کمی نہیں جنہوں نے اپنے علم و عقل اور بصیرت سے ساری دنیا کو مستفیض و متبخر کیا ہے۔ ابن سینا، عمر خیام، امام رازی، امام غزالی، البیرونی، فارابی، ابن رشد وغیرہ وہ شخصیتیں ہیں جن کے علمی کارناموں پر رہتی دنیا تک فخر کیا جائے گا۔ ان میں کوئی فلسفہ و حکمت کا امام ہے، کوئی ریاضی و مہیت کا، کوئی فلسفہ اخلاق کا اور فلسفہ یونان کا۔ لیکن ان سب سے زیادہ حیرت انگیز شخصیت سہزین مندوستان میں پیدا ہوئی اور موجودہ صدی ہی میں اس نے دنیا کو الوداع کہا۔ مولانا احمد رضا خاں کی شخصیت ایسی پہلوار اور جامع علو ہے کہ آپ کے کسی پہلو پر سیر حاصل بحث کے لیے اس فن کا ماہر ہی اس سے عہدہ برا ہو سکتا ہے۔ «

( انوارِ رضا، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۵۴۷ )



محمد

علی چار دفعہ مرزا

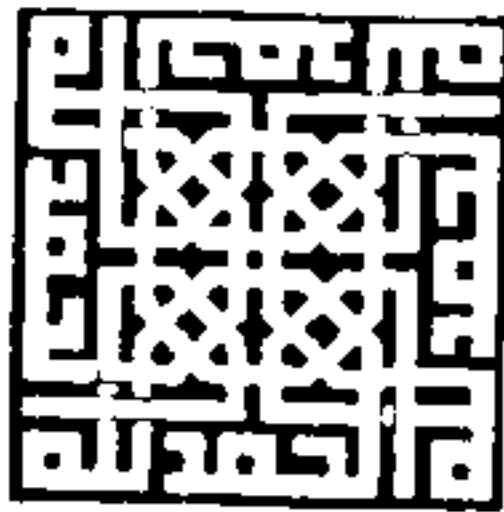
# شیخ عبدالفتاح ابوعدہ

پروفیسر کلیۃ الشریعۃ

(محمد بن سعود یونیورسٹی (ریاض) سعودی عرب)

” میرے ایک دوست کہیں سفر پر جا رہے تھے، ان کے پاس فتاویٰ رضویہ کی ایک جلد موجود تھی۔ میں نے جلدی جلدی میں ایک عربی فتوے کا مطالعہ کیا، عبارت کی روانی اور کتاب سنت و اقوال سلف سے دلائل کے انبار دیکھ کر میں حیران و ششدر رہ گیا اور اس ایک ہی فتوے کے مطالعے کے بعد میں نے یہ رائے قائم کر لی کہ یہ شخص کوئی بڑا عالم اور اپنے وقت کا زبردست فقیہ ہے۔“ (ترجمہ عربی)

(امام احمد رضا، ارباب علم و دانش کی نظر میں، ص ۱۹۴)



المکتبۃ دارالافتاء



المکتبۃ دارالافتاء

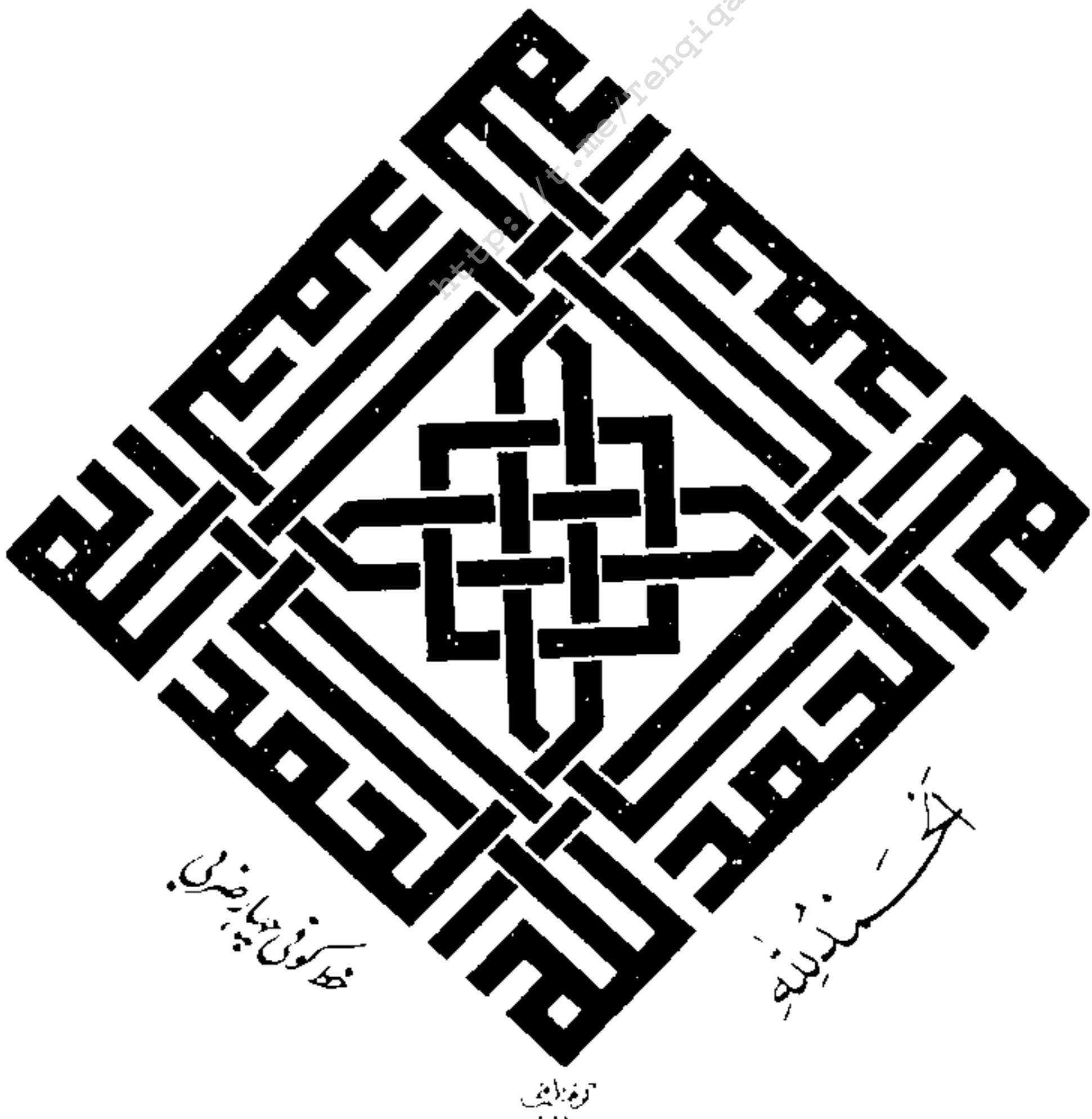


## ڈاکٹر محی الدین الوائے

جامعہ ازہر، قاہرہ، (مصر)

”پرانا مقولہ ہے کہ فرد واحد میں دو چیزیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ تحقیقات علمیہ اور نازک خیالی۔ لیکن مولانا احمد رضا خاں نے اس تقلیدی نظریہ کے برعکس ثابت کر کے دکھا دیا۔ آپ عالم محقق ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین نازک خیال شاعر بھی تھے۔“  
(ترجمہ عربی)

(صوت الشرق (قاہرہ) شمارہ فروری ۱۹۷۰ء، ص ۱۶، ۱۷)



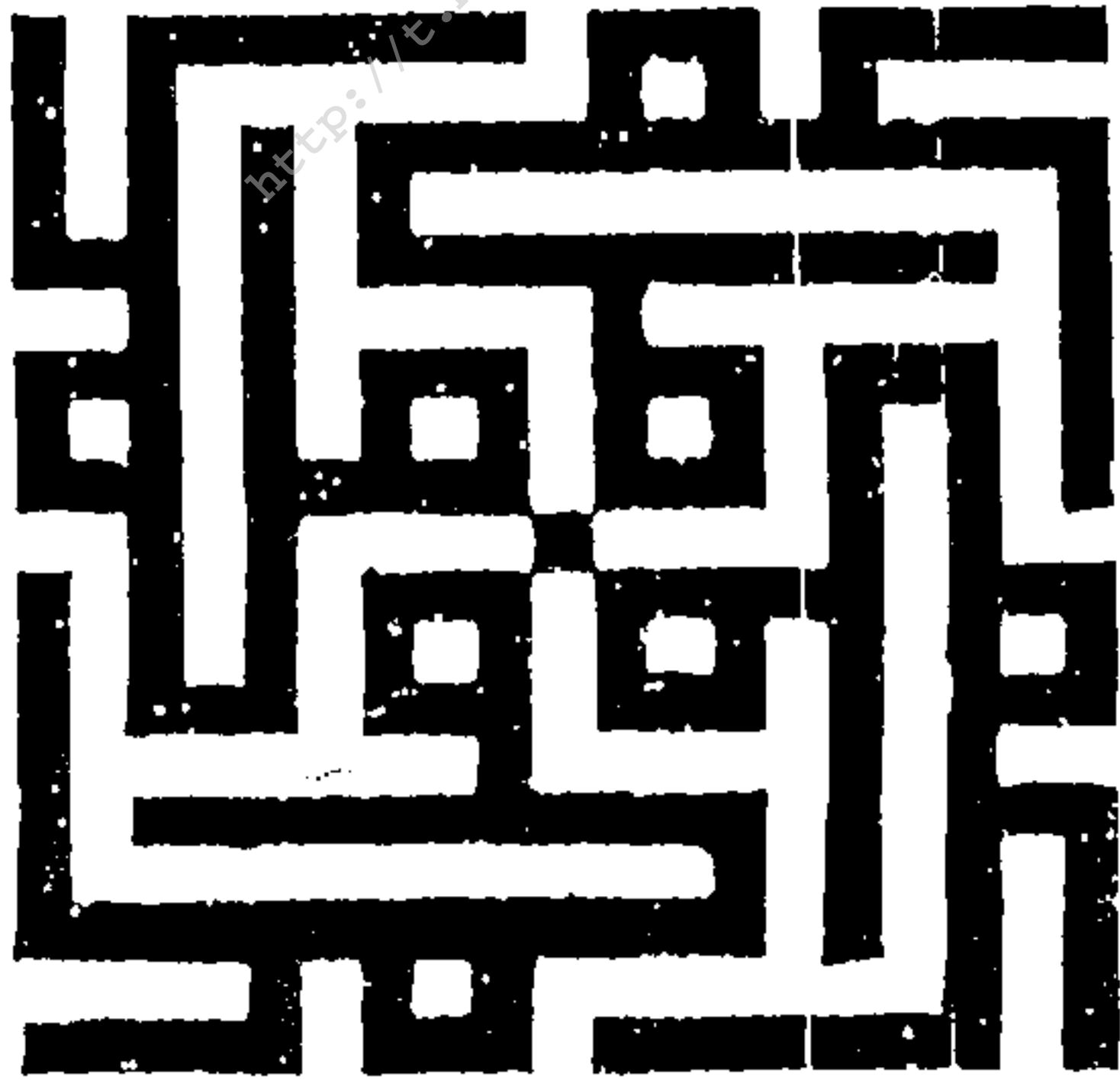
## ڈاکٹر ملک زاہد منظور

( ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی )

لکھنؤ یونیورسٹی، لکھنؤ (بھارت)

” مجدد اسلام حضرت مولانا احمد رضا خاں اگر ایک طرف تبصر علمی، زہد و تقویٰ اور روحانی تصرفات کے معیاری نمونہ تھے تو دوسری طرف رسول اکرم سے ان کی بے پناہ محبت و عقیدت بھی مثالی تھی۔ انھوں نے اپنی علمی اور دینی صلاحیتوں سے مسلمانوں میں بڑے بڑے انقلاب پیدا کیا اس کی شہادت ہماری پوری صدی سے رہی ہے۔“

(ابو احمد رضا "ارباب علم و دانش کی نظر میں" ص ۱۲۰)



خدا تکھی طوفان استا کر دے  
کتیری جری جوں میں اضرا ہین  
تجھے کتاب سے مکس ہین فرانگ کو  
کتاب خاں مگر صا کیا ہین

۱۳۱۵  
۶۱۱۱۶

کتبہ خور شہید عالم کو قلم لاہور

۱۳۱۵



## مصنف کی اہم مطبوعات

- |       |       |  |   |
|-------|-------|--|---|
| ۱۹۶۴ء | لاہور | تمدن ہند پر اسلامی اثرات               | ① |
| ۱۹۶۶ء | کراچی | موجِ خیال                              | ② |
| ۱۹۸۰ء | کراچی | محبت کی نشانی                          | ③ |
| ۱۹۸۶ء | کراچی | آخری پیغام                             | ④ |
| ۱۹۸۷ء | کراچی | فتاویٰ مسعودی                          | ⑤ |
| ۱۹۹۰ء | کراچی | جانِ جاناں                             | ⑥ |
| ۱۹۹۲ء | کراچی | قیامت                                  | ⑦ |
| ۱۹۹۳ء | کراچی | جانِ جاں                               | ⑧ |
| ۱۹۹۳ء | کراچی | علمِ غیب                               | ⑨ |
| ۱۹۹۴ء | کراچی | تعظیم و توقیر                          | ⑩ |
| ۱۹۹۴ء | کراچی | نسبتوں کی بہاریں                       | ⑪ |
| ۱۹۹۵ء | کراچی | نئی نئی باتیں                          | ⑫ |
| ۱۹۹۵ء | کراچی | عورت اور پردہ                          | ⑬ |
| ۱۹۹۵ء | کراچی | قبلہ                                   | ⑭ |
| ۱۹۹۶ء | کراچی | مصطفوی نظامِ معیشت                     | ⑮ |
| ۱۹۹۶ء | کراچی | فاروقِ اعظم کا غیر مسلموں سے حسنِ سلوک | ⑯ |
| ۱۹۹۷ء | لاہور | آئینہ حقائق                            | ⑰ |
| ۱۹۹۷ء | کراچی | صراطِ مستقیم                           | ⑱ |
| ۱۹۹۷ء | کراچی | روحِ اسلام                             | ⑲ |

۱۹۲

ﷺ  
ﷺ

معدوم نہ تھا سایہ شاہِ ثقلین  
اس نور کی جلوہ گہہ تھی ذاتِ حسنین

تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کیے  
آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حسین

نورانی بیانی متوسط  
www.ataunnabi.blogspot.com

<http://t.me/Tehqiqat>



اظلاط سے مبرا جدید ایڈیشن

# اظلاط سے مبرا

امام احمد رضا خان محدث بریلوی

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی

۲۵، جاپان مینشن، رضا جوک، ریگل، صدر کراچی، ۷۴۳۰۰  
فون: ۴۴۲۵۱۵۰، پوسٹ باکس، ۳۸۹ ٹیلیگرام، المخان اسلام آباد، پاکستان

اظلاط سے مبرا جدید ایڈیشن

# اظلاط سے مبرا

امام احمد رضا خان محدث بریلوی

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی

۲۵، جاپان مینشن، رضا جوک، ریگل، صدر کراچی، ۷۴۳۰۰  
فون: ۴۴۲۵۱۵۰، پوسٹ باکس، ۳۸۹ ٹیلیگرام، المخان اسلام آباد، پاکستان